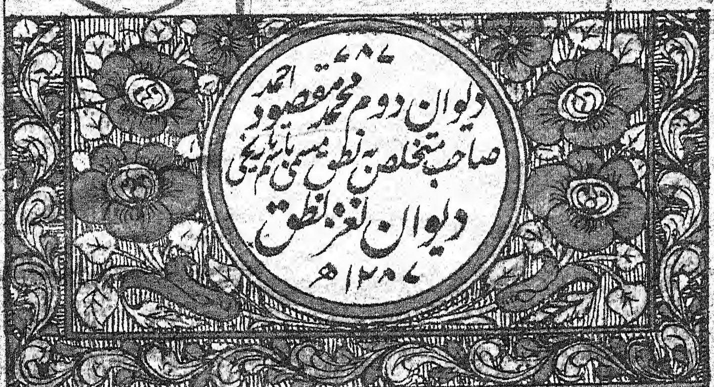
ان من الشعر لحکمۃ و ان من البیان لسحرا

مجموعہ دو دواوین مع کل نظم مصنفہ افتخار الشعراء جناب منشی مقصود احمد صاحب ... متخلص مرحوم

کلیات ظریف ۱۲۹۲

حسب فرمائش جناب مصنف صاحب ... مطبع ...

مطبع صبح صادق میں طبع ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحریر مین یہ حمدِ حق نے ہنگام رقم رکھا
کیا جب عزم ہمنے اوسکی اسم پاک لکھنے کا
اشارہ تھا یہی برباد ہوگی شوکتِ دنیا
دکھایا یہ قیامت کا اثر اشکِ ندامت نے
ہوی جمعیت اضداد اوسی صانع کی قدرت سے
عجب انداز کے ناز و ادا اوسنے کیئے پیدا
وہ قد آفت کا بخشا جو کرے پیدا قیامت کو
بھنووں مین خم کیا تو نکالا مژگان مین تو تیر و نکا
کیا ثابت کرے دو لعل حجت نیست کی بیان
شہادت کو زبان سے ہی تشنہ خاطر ہے
رہی جانکندنی کی رات بھر ایذا جلالی کو

وہین لب بن کے گیا رکھا جہاں ہی قلم رکھا
سرِ صفحہ پیر سجدہ قلم نے دم بدم رکھا
قضا نے اسلئے دوش ہوا پر تخت جم رکھا
کہ محشر تک ہماری نامہ عصیان کو نم رکھا
اوسی نے خاک و باد و آب و آتش کو بہم رکھا
عجب نقشہ نہیں اونکی طرز دلکش نے قلم رکھا
وہ طرہ زلفین دین جن مین بلا کا پیچ و خم رکھا
نظر مین آبروئے تیغ کی خنجر کا دم رکھا
دہن کے جلکے مین گویا طلسمات عدم رکھا
کہ ہم نے جوش وحشت مین [illegible] پر پانو کو رکھا
سحر تک انتظار یار نے آنکھوں مین نم رکھا

جواب اشکہونکو کب سے دیدیا تہا خون شیشہ دل
یہی کہتا رہا اب وہ چلی ہونگے آب زہین
جگر نے بات ہم چشمونمین پر کبہی دیدہ نم رکہا
شب عدہ دل بیتاب کو دیدیکے دم رکہا

نہ اندیشہ کیا سرکا رہ پر خوف الفت مین
جزاک اللہ تو نے نطق مردانہ قدم رکہا

کب تلک ای طالع وہان اسطرح تو لیجایگا
لائیگا حسرت پھر امید آرزو لیجایگا
عشق ہر جائی ہو تنگا آبرو لیجایگا
دربدر خانہ بخانہ کو بکو لے جایگا
ای کبوتر ہوشمند رہی تو باقی پر جلین
خاک نامہ میرے سوز غم کا تو لے جایگا
ہای وہ دل جان سے بہی جسکو کہتے تہے عزیز
کیا خبر تہی ایک شوخ تندخو لیجایگا
نازکی بازو کی قاتل سے ہوتا ہی یقین
زخم کا مشتاق داغ آرزو لیجایگا
تنگدی ہو آے کعبہ کی زیارت کو چلے
اب کہان پہر اشتیاق جستجو لیجایگا
جب کبہی آیا ترا دیوانہ عدو باغ مین
قمریون سے چہین کر طوق گلو لیجایگا
تیری چالاکی سے ہوتا ہی یہ غم زیر لقیت
تا زبر جور و ستم مین سبقت تو لیجایگا
کیا خبر تہی ہم تو آوارہ ہین گی ای صبا
تیرا جہو کا راہ چلتی اوسکی بو لے جایگا
اے عدو سچ سچ بتا کیون قتل کرتا ہی مین
اوسکی مہندی گوندہنی کو کیا لہو لیجایگا
بزدلے کا دل بڑہا کر جان اوسکی لیجیئے
مجہسے کیا بازی جانبازی عدو لیجایگا

نطق اگر ضدی ہی کا لو ہین سودائی کلام
طور یہی تمکو ذوق گفتگو سے جایگا

تو سادہ ہے مثل رخ ای یار دل کا
کہ انکار بوسہ پہر اصرار دل کا
بلا دام ہے گیسوے یار دل کا
کہ ہر حلقہ پہندا ہے دو چار دل کا

٣

نہ جائے سر سے پر بھی آزار دل کا
رہے دست بر دل ہی بیمار دل کا

بلائیں خریدار گھیرے ہوئے تھیں
شب غم میں تھا روز بازار دل کا

وہی عشق سمجھے تھے ہم کھیل جسکو
ہوا جی کا روگ اور آزار دل کا

ہوئے آپ بیچین ترسے قلق کے
نہ روکا گیا ایک بھی وار دل کا

کہاں دل جو غمزہ پھر اب مانگتا ہے
نہیں ہوں میں انسان دو چار دل کا

پتا مال ہی کا نہیں کیسی قیمت
کجا بوسہ او نکو ہے انکار دل کا

پڑا اس میں برسوں کراہا کیا ہے
یہ سینہ کبھی گھر تھا بیمار دل کا

جلانا ستانا دکھانا مسلم
مگر جرم بھی اے دل آزار دل کا

تجھے چھیڑنا ہے تقاضو نسے ہر دم
نہیں پھیر لینا کچھ اے یار دل کا

وہی روگ تجھکو ہے جو میر کو تھا
سنا نطق نالہ ترے زار دل کا

ہو جائے سامنا جو تمھارا بہار کا
اوڑ جائے رنگ منہ سے سارا بہار کا

گلشن میں رنگ لالہ و گل کا اوڑا دیا
میدان تیرے رنگ سے مارا بہار کا

پہلوئے گل میں دی ہی جگہ مجھہ سی خار کو
کرتا ہوں شکر ای چمن آرا بہار کا

گلشن میں جو پکتا ہے وہ گل چاندنی کی
چمکا ہوا ہے خوب ستارا بہار کا

پیری میں بھی ہی ہیں جوانی کے ولولے
اپنی خزاں میں رنگ ہے سارا بہار کا

جاتا رہا جنون کا وہ شور و شر تمام
سر سے خزاں نے کیا جن اوتارا بہار کا

دل میں خیال عارض رنگین یار سے
شیشے میں رنگ بھر لیا سارا بہار کا

بولے وہ دیکھکر دل داغی کو جاک جاک
لالی کا ہے یہ پھول ہزارا بہار کا

عہد شباب رفتہ نے پھر کی نہ بازگشت
موسم نہ آیا ناطق دوبارہ بہار کا

دکھلای زخم دل جو دل افگار آپ کا
عالم ہے وقت سیر خریدار آپ کا
تھوڑی کرم مین بندہ ہون سرکار آپکا
پھیلی ہی چاندنی سے جو برقع الٹ دیا
ہر دم کے انتظار نے ہمکو کیا ہلاک
جنس گناہ ہم عوض خلد بھی ندین
چشم کرم ہو یا کہ نگاہ عتاب ہو
دربان اوٹھا ہی در سے جو بیٹھین گلی مین ہم
انگڑائی لیجیے تو دوپٹہ سنبھال کر
پھیلا رہا جو دام فریب وفا یہین
صورت جو دیکھ لین گی تو ایمان لائین گے
گر یاد بھی نہین کی نہ بوسی کی ذکر پر
آسیب بن کے ہمکو ڈراتا ہے جیتے جب

بھولے یہ سب ہنسی لب سوفار آپکا
بازار گرم ہے سر بازار آپ کا
آیا یکبار میرے مین سوبار آپ کا
ماہ چہاردہ ہے کہ رخسار آپ کا
انکار سے ہی قہر ہے اقرار آپ کا
محشر کو ہو کرم جو خریدار آپ کا
مد نظر رہون مین ہی سرکار آپ کا
آنکھین لگی ہی روزن دیوار آپ کا
سینہ کہین نہ دیکھ لین اغیار آپ کا
ہوگا نہ کون کون گرفتار آپ کا
کلمہ پڑھین گے کافر و دیندار آپ کا
غمزہ نہ اوٹھ سکے گا یہ ہر بار آپ کا
سر چڑھ گیا ہے سایہ دیوار آپکا

مین طلق کی فریب تھا سنتا تھا جان ہی
آہستہ نام لیگئے یار آپ کا

ہوں مین فدا ہوں ہی مجھ مین گناہ ہی رنگ چشم تر کا
جو سہہ نکلتا ہون فرق کی در پہ تو ہنس کے کہتی ہین شہ سے
تو دیکھ پایا مگا آپ ہی مجھا مزہ مین بگڑا آنکھون جگر کا
کوئی نہ نالے ہو ہر گز اسکا علاج کرتا ہی درد سر کا

٦

جلی تھی گھر سے عدو کے گھر کو کیچ آئی رستے سے کیا ادہر کو
حضور دیکھا بھی کچھ تماشا ہمارے بھی خون جگر کے اثر کا

یہ زرد گل رخ کی رو برو ہے کہ جیسے برگ خزاں رسیدہ
یہ بیت ابرو سے اوسکی پیش قدسی کہ جیسے سایہ کسی شجر کا

سخن ہے اون آئی ہی میں جو خبر ہو سو ہی ہیں گو ہو
تو منہ لپیٹے پڑی ہے ہنسکے کرشمے جلوہ و دور سر کا

ہزاروں بیٹھے ہیں انجمن میں [illegible]
ذرا ہوئے رشک تو ہے مصحف خیال کیونکر ہو سر کا

بفیض الفت کی وہ سر دکھائی دیدار اوسکے
جب اوسکی ہوتی ہیں بند آنکھیں [illegible]

ترپتا ہون میں تیم بسمل [illegible] لگا ہی تھی تب
لکھیں ہے آسان جلد مشکل [illegible] ہاتھ ایک ادہر کا

عجب یہ کچھ درد لا دوا ہی [illegible]
یہ نام جسکا میں جانتا ہون بتا نہ معلوم [illegible]

تھیں ہے آنکھو عبث تردد ذرا بھی ہرگز [illegible]
لہو ہی گا نہ دل کا جسد میں تو خون [illegible] جگر کا

جو کوئی دلبر آفت جان [illegible] قیامت
بلا ہی قہری ہوا تھی یہ سر جسد میں تھا تو پھر کا

جلا میں جلکے کیا نہ نالہ و دود دل ہی تھی نکالا
نہ مجھ میں طاقت سپند کی ہی نہ نطق مجھ میں خواص اگر کا

اوس بخ ادا سے دل کبھی میں خفا نہ تھا
شکوہ جو تھا سو وہ گلہ دوستانہ تھا

ملنا جو چاہتے تو نہ کھل سکتے کیون گرہ
کچھ عقدہ لا حل آپکا بند قبا نہ تھا

جتنا جلا ہون رات کو میں سوز ہجر سے
اے شمع رو چراغ بھی اتنا جلا نہ تھا

پوری ہماری عمر کی ہوئی چکی ہے دن
مرنا تو ہون پر ایک قضا کو بہانہ تھا

ہر بوت سے تھے بزم حسینان پاک ہم
کچھ اور دل لگی کے سوا مدعا نہ تھا

خلوت کی بزم عشق جما تھا شب کیون
کچھ اور مدعی کا اگر مدعا نہ تھا

آوازہ تھی نغمہ سرایان باغ کا
اے رشک گل ترا ایسا کسی کا گلا نہ تھا

نظارہ باز آتے تھے جب دور دور سے
اے شاہ حسن مرجع کل آستانہ تھا

ہر لحظہ ہمکو تازہ شکایت تھی ہجر مین — ہر دم اونہین نئے آنے کو تازہ بہانہ تھا
چشم بتان کی دور مین کچھ سیر جز ثابت — اتنا تو آسمان کبھی فتنہ زا نہ تھا
در پردہ عرض حال کا موقع ملا تھا عشق — ہنگام خواب حیف سے شوق فسانہ تھا

مجھ سے جو چھے لیا بوسا حضور کا — کہیے تو آسمین خرج ہوا کیا حضور کا
پاتا ہے نور و نئے اشارا حضور کا — محشر کیسے شیر ہو کتا حضور کا
جی چھوٹ جاے آپ گر امتحان لین — کیا تنبوس ہے چاہنے والا حضور کا
تھی مست حسن ہو گئے مست شباب بھی — اب تو ہوا ہے نشہ دو بالا حضور کا
سو عیب ہین جسینو ملین افسکا تو ذکر کیا — تصویر کو بگاڑ دے چہرا حضور کا
پوچھو نہ وجہ خندۂ بیجا کی شیخ سے — ہنستا ہون دیکھکر مین قیافا حضور کا
لایا نہ تاب برق تجلی تو کیا عجب — موسی نہیں تھا دیکھنے والا حضور کا
گمراہ کر دیا ہے فریب جمال نے — بندے خدا کے پڑھتے ہین کلما حضور کا
جوہر مگر خدا نے نکالا ہے جان کا — کیسا لطیف جسم بنایا حضور کا
چشمک کرین جو غیر تو آنکھین نکال لون — پا جاؤن اگر ذرا بھی اشارا حضور کا
کڑھتا ہے ہمکو شور وحشت کا انتظام — ہی آج قصد جانب صحرا حضور کا
جھپکے نہ کیونکر آنکھ کہ بجلی کی ہے چمک — پردے سے دفعتہً نکل آنا حضور کا
بے رنگ کیف گریہ خونی سے آنکھ مین — مئے نے پیا ہے جام تمنا حضور کا
موزون ہوی یہ آہ کہ دل لوٹ ہو گیا — آنکھون مین پھر گیا قد بالا حضور کا
سمجھا ہے جو حسن واو ادای حسن — دل کے لیے تھا حسن تقاضا حضور کا

کچھ نطق کو نہ گینی پر اتنو نہین ایک بہی
ایسا نہین ہے جا ہنشا والا حضور کا

نہ دل دے حسینو نکو نادان اپنا — ذرا نیک و بد سمجھے انسان اپنا
ہوا ہے نہ ہوگا تو اے جان اپنا — نہ نکلا نہ نکلیگا ارمان اپنا
نہ چھیڑو کہ اوجھینگے ہم مثل گیسو — مزاج اندنون ہے پریشان اپنا
وہان تیری خوبی کا ہوگا جو شہرہ — پری چھوڑ دیگی پرستان اپنا
تو دیکھے جو آئینے مین اپنی صورت — تو سو جان سے خود ہو قربان اپنا
نہیں ہین یہ سینے مین داغ محبت — گلو تک بھرا ہے گریبان اپنا
بہت چوسکے ناحق لیا اونکا بوسہ — جتاتے ہین وہ روز احسان اپنا
نہ دو گالیان ہم بھی کچھ کہہ نہ بیٹھین — ذرا منہ سنبھالو مری جان اپنا
قبا تنگ کرتی ہی وحشت مین ہمکو — گلا گھونٹتا ہے گریبان اپنا
شکایت تو ہم حق سے اوس بت کی کرتے — کرین کیا کہ ہے جان بیجان اپنا
نہین نبض بھی ناتوانی سے چلتے — مگر ہو گیا جسم بیجان اپنا
تری آرزو مین تو مر بیٹھے ہم — ملا خاک مین آہ ارمان اپنا
دلا دے نہ وحشی یار لیجا بغل سے — عوض اوسکے رہنے دے پیکان اپنا
نہین میری فریاد بلبل کا نالہ — سنی ہی گل ذرا کھولکر کان اپنا

یہ اشعار ہین نطق موج بلاغت
محیط فصاحت ہے دیوان اپنا

اوس گل کی ہجر مین جو دم اپنا نکل گیا — اچھا ہوا خلش گئی کانٹا نکل گیا

گلشن مین باغ باغ ہوں غنچا نکل گیا
صیاد کے نکلتے ہی کانٹا نکل گیا

وہ بت بغل ہو دیکھیے یہ فقرا نکل گیا
چولی مری مسک گئی شانا نکل گیا

وعدہ خلافیون سے ہوا حسن کو زوال
بگڑی جو ساکھ اونکا دوالا نکل گیا

دم بازیان تو اوس بت عیار پر ہین ختم
قابو مین آکے دیکھیے کیسا نکل گیا

ای بت تجھے خدا نے عنایت کیا وہ حسن
آگے ترے حسینوں کا نقشا نکل گیا

چادر جو باد صبح نے اوس رخ سے لوٹ دی
خورشید کا چمک کے نکلنا نکل گیا

بیتابیوں کا حال نہ کچھ پوچھیے حضور
اوچھلا یہ رات منہ سے کلیجا نکل گیا

اوس طفل کا پتنگ ہوا اس قدر بلند
ٹکرا کے آسمان سے ڈھڈا نکل گیا

کوئی بزور کھا نسکے دوسرے کا رزق
چڑیا کے منہ سے صاف نوالا نکل گیا

لوٹا ہوا چمن مین ہر اک گل کا باغبان
فصل خزان مین تیرا دوالا نکل گیا

رندوں کی ہوم سنکے نہ لایا حسد سے تاب
مسجد سے شیخ لیکے مصلا نکل گیا

ہوں سب آب ضعف سے تن مین نہین ہے خون
سینے سے تیر یار کا پیاسا نکل گیا

پرہیز تھا نہ خوب یہ فقان عشق سے
غمزے سے تیرے دم ہی مسیحا نکل گیا

ہان راز کھل گیا مگر انصاف شرط ہے
مین رو گیا تھا گریے کو نالا نکل گیا

گھوڑ دوڑ نطق عرصۂ معنی مین جب ہوئی
آگے ہمارے فکر کا گھوڑا نکل گیا

راز الفت چھپ گیا سب سمجھے سودا ہو گیا
چاک ہو کر پیرہن پردہ ہمارا ہو گیا

سنکے میرا حال ہنستی ہین اونہین کیا ہو گیا
کیا نہ وہ بدنام ہونگے جب مین رسوا ہو گیا

سیخ پر جل جل گئے تقدیر کے میرے کباب
بادہ تھا انگور ہی مین اوس سر کا ہو گیا

کس قدر سینہ خدا جانے ہوا ہے پر درد / آہ جو دم تا بلب آیا وہ نالا ہو گیا

آرزو مند اوس سہی قد کے ہوئے لوگ اس قدر / رفتہ رفتہ شہر سے سر و تمنا ہو گیا

دور رکھا تھا جو اوس رو کو مجھ سے رات بھر / ای شب فرقت ترا منہ اس سے کالا ہو گیا

لی وہ کس سے دائیو نگی ہوش معج بوی گل / ای جنون کیا تو سن وحشت کو کوڑا ہو گیا

حسن یہ ہر ہر قدم پہ کا خرام ناز سے / حور کی تصویر ہر نقش کف پا ہو گیا

دم میں جل بجھکر پتنگی خاک یکسر ہو گئے / اے چراغ اب تو بجھ جا تیرا ٹھنڈا ہو گیا

ہر کبوتر ہو گیا گرد ان قصر یار کا / جو گیا لیکن ہمارا خط وہیں کا ہو گیا

جب کیا وعدہ وفا ہوسے کا ہو کہنے لگے / بہنے نالا تھا بہانے سے تقاضا ہو گیا

میں فقیر ہر جوش جنوں سے بنگیا لڑکوں کا کھیل / وہ ادو دھر جوش جوانی سے تماشا ہو گیا

کٹ گئی فرقت کی شب واجب تھا کر دگار / بستر غم سواد شہوا سے شفق تر کا ہو گیا

سینہ تپ فراق سے آتشکدہ ملا / دل کی جگہ بغل میں سمندر جلا ملا

کیا مال و زر ہے جو کہ گنج غنا ملا / سب کچھ ملا اگر دل بے مدعا ملا

ملنے کی کب امید تھی شکر خدا ملا / کوئی صنم میں دل مجھے گویا پڑا ملا

آوارہ بیٹھ جائیگی مجھ سے نہ بحث کر / بلبل کسی کو ہم سے جا کر گلا ملا

رنج و ملال عیش و طرب ہے خدا کی دین / جو کچھ دیا دیا ہمیں جو کچھ ملا ملا

اے خار اسکو توڑ کے میرا نہ دل دکھا / سو دشت جہان کی ہے یہ ایک آبلہ ملا

اودمیں بیوفا کو چھوڑ بھی سکتے نہیں ہیں ہم / یا مر دو فا ہم کیا کرین جیسا ملا ملا

تقسیم یوں شباب کی دو دو تین ہو گئیں / صاحب کو جوش حسن ہمیں ولولا ملا

بدلی جو تونے آنکھ زمانہ بدل گیا
نظرین پھرین ملین رخ مژگان [illegible]

انصاف سے تو اوسکی ہین خوبیان بجا
جسکو ہر ایک عضو بدن آئینا ملا

کیون سجدہ ریز اپنی جبین نیاز ہے
کسکا یہ راستی مین ہمین نقش پا ملا

گو خاکسار ہون تنے ہے گردن جھکی ہوئی
پر بے نیاز ہون تنے سر عرش سا ملا

کیا دم کیا ہے ناک مین طفل شیر نے
آفت ملا ہے قہر ملا ہے بلا ملا

مضمون نسبی جوڑ کی بندش ہی چست تر
کچھ بڑھ کے ذہن سے تمہین گیسو رسا ملا

جور و جفا نے پھیر دیا اوس طرف کو دل
واللہ ان بتون کے بدولت خدا ملا

ای نطق تونے عمر حسینون مین کی بسر
سچ کہیو انمین کوئی تجھے باوفا ملا

کیا کرے کب تک شناسائی جو وہ حیران ہو گیا
چاہ سے ظلم مجھکو راحت جان ہو گیا

مین جو درد ہجر سے اوس گلی گریان گیا
رات بھیگی اس قدر شبنم سے طوفان ہو گیا

ناقہ لیلی کا شاید آگیا مجنون کو دھیان
یا ابھی کرتا تھا نالی یا حدی خوان ہو گیا

رات دو دو آہ بھیلا تھا غم رخسار مین
اس تکلف سے کہ بس گیسو پریشان ہو گیا

مر گئے پر بھی نچھوٹا خس سے وہ ارتباط
جو ہماری خاک کا ذرہ تھا افشان ہو گیا

تھی امید آیا کریگا گور پر وہ بھی گئے
کیا غضب ہے قتل کرکے وہ پشیمان ہو گیا

دلفریب اوسکا ہے ہر شیوہ کہ لبین جو رسے
غم بھی اس انداز سے آیا کہ ارمان ہو گیا

سیرین سوتا تھا کبھی کاکل کا ضعف سے
دھیان بھی اوترا ہوا خواب پریشان ہو گیا

وحشت دل آہ [illegible] رہین اچھا تو ہے
گھر کا یہ نقشہ ہو کر بڑکر بیابان ہو گیا

بھا گئی آشفتگی نسبت تو زلف یار کی
دل پریشان ہو کے اپنا سنبلستان ہو گیا

11

اونکے بخشے سے وڑا کرتے تھے پر لوٹی بہار — چہرہ جب گرمی سے دمکا تو گلستان ہوگیا

دل پر ایسے نقش تھے جلوے قد پر نور کے — رات جو نالہ اوٹھا سرو چراغان ہوگیا

چشم بد دور آج تو اوس نے کیا ایسا بناؤ — مجھکو غش آئے آگیا آئینہ حیران ہوگیا

سب خم و چم کہو دیا حضرت زوال حسن نے — آپکا گیسو مرا احوال پریشان ہوگیا

باکی قابو مان لینا وعدۂ فردا یہ کیا — دلکو اپنے کیا کہوں کیسا یہ نادان ہوگیا

نطق اوس وعدہ بازکی وعدے سی ہم واقف ہیں سب
تیری خاطر سے کہے دیتے ہین ہان ہان ہوگیا

اوسکی گلی سے دوست جو لائے تو لائے کیا — دل ہی وہین پڑا ہے ہم آئے تو آئے کیا

زلفین تری بنائے وہ کہیلی جو جان پر — ناتھو نہ ایسے کالونکو کوئی کہلائے کیا

زاہد کو خاک ذوق شراب و کباب ہو — مارا ہے اوسکا منہ تو خدا نے وہ کہائے کیا

ای دل تجھکو تنگ اوسکا خیال تنگ — چپ چپ یہ آہ آہ ہی کیا ہائی ہائی کیا

ای دل کریگا تو وہی جو تیری جی مین ہے — اس عشق کے مقدمے مین میری آئی کیا

روکا جو نار صد نے سے انسو نکل پڑے — جب یون کہلے تو کوئی محبت چھپائی کیا

آنے کو جدہر کیان ہین تعجب جائی کو گالیان — اونکی گلی مین کیونکر کوئی آئی جائے کیا

جتنا وہ نہین مناؤن بگڑتے ہین اور بہی — قسمت بگاڑ دے ہو تو کوئی بنائے کیا

بوسے کو آج آئے ہین کل ہی گئے تھے دل — کیا خوب تو خوب کہی سنئے لائے کیا

ابھی کبود ہونگی وہ لب بار رنگ سے — کافی ہے صرف پان فقط مسی لگائے کیا

مستی ناز و جوش جوانی مین کیا حجاب — جب غنچہ کہل کے گل ہو بدن پہر چرائے کیا

ہوتا ہو چاندنی مین جو ای دل عرق عرق — وہ گرم جوشیونکی بہلا تاب لائے کیا

اے نطق مر ہی رہ کہ بہت آچکی ہے رات
سونے نہ دیگی آج تری ہاے ہاے کیا

دل نے کسیکی آنکھ کا عاشق بنا دیا | مرشد نے آج مجھکو پیالا پلا دیا
سرمہ جو تو نے آنکھ مین اے دلربا دیا | فتنے کو قہر قہر کو آفت بنا دیا
کرتی ہے صرف شمع کو گل باد صبحگاہ | یہ وہ غضب ہے کہ دل ہی بجھا دیا
گہر پہونک بیٹھی شعلہ مزاجی میہمان | لو گرمی خیال نے دل ہی جلا دیا
نقش خیال سے متغیر ادلکو دل لگی | خانہ خراب ضعف نے وہ بہی مٹا دیا
جب جیب نہین پڑی تو سویدا کو دیکھکر | دل میرا پہیر دینے کو بٹنا لگا دیا
کیا چیز نقش فرش تہا پہلوی زمین | رشک عدو تراش نے دشمن بنا دیا
لذت کچہ اپنی چاہ مین بہی مجہکو کم نہ تہی | لیکن تیری لگاوٹ نے اور ہی مزا دیا
کی آرزو جو دیدہ اوٹہا نیکی دیکھئے | شوخ ستم ظریف نے مجہکو اوٹہا دیا
اے روے یار آئینہ وقف جلا رہا | تیری صفا نے خاک مین اسکو ملا دیا
گرمی شوق مین جو مین اوسسی لپٹ گیا | اف کرکے بولے چہوڑ دی سینہ جلا دیا
دہہت بندہ گئی جو سینہ زنی کی فراق مین | دست الم نے رات گجر سا بجا دیا
کیون ہو نہ جفا سی نہ گردون فخر کرے | تہمت نہ ختم پر ہے کہ تو مسکرا دیا
کیا بخت وجذب نالہ دوست و نگہ کو روئین | جو کچہ ہمین خدا نے دیا نارسا دیا

گلگشت مین نقش قدم آج اوسکو پاکے نطق
نکہت کو جاکی گرد صبا نے اوڑا دیا

دل سے لیکر تا بسر میدان رستا خیز تہا | اوسکی خال وخط کا سودا زور شور انگیز تہا

جام کا

ناز غمزے میں کوئی نادر کوئی خنجر تیز تھا
رات کو اوسکا غم فرقت بلا خونریز تھا
ہاتھ ملوا تا تھا عالم اسکے ترا جوش شباب
تھا یاد اور شانے کی زلف صبحدم کیوں تھی الجہا
روبرو میرے ہر یک کہنہ مشق کے
اور کیا کرتا وہ شوخ ای اشتیاق فتنہ خیز
گلشن کوئی صنم کی یاد ہیں شاداب یان
لطف پنہان کو نگاہ سہو کری تہی عیان
آبلے پڑ گئے سینہ میں جگر تھین تھین گیا
کچھ دلون سوا نکلے آتے ہیں سینے میں کہر
درجۂ تمکین کو پہنچا تہا نہ مجنون عشق میں
میرے دل میں یار تیرے تہے جیسے موج نفس
آرزوئی وصل میں انگڑائیان لیتا او تہا
کوہکن ای عشق تہا کیا تلخ کامی کے لئے
رات تیرے غم میں ساقی تہا یہ جوش اشک
حلقۂ ماریسیہ زن تہے سب دیوار کے
تیر سا لگتا تہا اگرچہ تیر اہل شوق کے
بوسہ مانگی لب کے غم میں جان ہی خجر گئے
ناز و انداز و ادا ان سب میں شوخی ہی تہی

قتل پر مجھ بیگنہ کے سب کا خنجر تیز تھا
دم کشاکش سے گلی کو ایک تیغ تیز تھا
کیا بلا سینے کا انگیز اشتیاق انگیز تھا
موجۂ بادِ صبا گیسوی عنبر بیز تھا
نغمۂ رنگین نوایان گلستان ریز تھا
وصل کا وعدہ دروغ مصلحت آمیز تھا
نقش پا گویا پیالہ رنگ کا لبریز تھا
اوسکا انداز تغافل التفات آمیز تھا
جام می میں تیرے رات آب آتش تیز تھا
ورنہ زخم آلے رہے جبتلک ناخن تیز تھا
میرے آگے گردبادِ دشت وحشت خیز تھا
خونفشان و باکسی کا ناوک خونریز تھا
کیا نسیم صبح کا جھوکا بھی شوق انگیز تھا
ای ہوسناکو سن لب شیرین کو کیا پرہیز تھا
ساغر دیدہ سے جام عمر تک لبریز تھا
رات کیا غم خانہ میرا آہ ظلمت خیز تھا
نالۂ مرغ سحر کا کتنا درد آمیز تھا
اوسکا لیکا تہا مجھے حسن جنہر کا پرہیز تھا
بعد اسکی عشوہ چالاک غمزہ تیز تھا

تیشہ فرہاد نے جو نقش کہودا سنگ پر
نطق وہ آرایش عشق نگہ پرویز تہا

دیکھی جو اوسکی چال گرفتار ہو گیا
زنجیر دل کو موجۂ رفتار ہو گیا

توبہ جو کی تو توبہ کا پندار ہو گیا
ہلکا گنہ سے ہوکے گران بار ہو گیا

سیر مین ہوائی لعت جو ٹہری ہو جنون
دل مین چھپا خیال تو آزار ہو گیا

گل تک نسیم میری رسائی محال ہے
خار و خس چمن کا ہوادار ہو گیا

یہ سوچتے نہین مین کہ ہان کس طرح کہو
جی مین ہین خوش کہ وصل کا اقرار ہو گیا

ملنا جو اوس سے ترک کیا درد دل بڑہا
پرہیز سے مین اور بھی بیمار ہو گیا

فرط قلق سے راتکو پکڑے دل و جگر
تیری گلی مین مین کوئی سو بار ہو گیا

زنجیر پانو مین ہے علی ہند کی پڑی
مشہدی کا چور آج گرفتار ہو گیا

ہر دم کراہتا ہے دل زار درد سے
پہلو ہمارا خانۂ بیمار ہو گیا

شوخی سے مثل برق نہ تہی خصت نگاہ
خود حسن ہے نقاب رخ یار ہو گیا

اللہ ری تابش رخ کہ نظر کو ہے خیرگی
ذرہ بھی فروغ حسن سے دیوار ہو گیا

جسپر لٹنے تاک جہانک کا لپکا تجھے پڑا
شرفی کا نام مطلع انوار ہو گیا

رسوائی جنون نے اچھا کیا سلوک
اونکی تو شان بڑھ گئی میخوار ہو گیا

تنہا سے ہوئے تھے مرے لب آشنا
خود ظلم سے وہ تنہا کے کم آزار ہو گیا

وہ ڈر سے میرے نالونکے ہو یا عدو کے پاس
کسکا نصیب دیکھئے بیدار ہو گیا

کچھ ماجرائے گریہ تو ای آشنا نہ پوچھ
پانی لہو ہو جسمین ہے وہ آزار ہو گیا

ای بت یہ تیری شوق ہم آغوش کے
جسم نزار حلقۂ زنار ہو گیا

بیٹھا تھی شوق سے تاب نظر نہ تھی — دیدار آپ پردہ دیدار ہو گیا

وصف دہن میں بند ہی میری زبان نطق
کہتے ہیں لوگ صاحب اسرار ہو گیا

آنے میں کیوں جی آج تساہل نہو سکا — کچھ جذب دل سے عذر تامل نہو سکا
کیوں مجھپر التفات و تفضل نہو سکا — خو ہے تو کیوں عدو سے تغافل نہو سکا
کرتے ہیں جد کا ظلم بہر وسیر یہ طعن ہے — تجھ سے تو ناز کا بھی تحمل نہو سکا
بیصبر دل نے آگے ہی بد ظن وہ سی کیا — کمبخت سے ذرا بھی تامل نہو سکا
مجھکو جلن تھی جو ریر ایاے نحر کے — ورنہ نہیں کہ مجھ سے تحمل نہو سکا
اوس لب کا بوسہ لیکے نہ مجھسے رہا گیا — وہ چاٹ پڑ گئی کہ توکل نہ ہو سکا
ذکر رقیب جو وہ بگڑی تو کہہ چلا — میں بھی بھرا ہوا تھا تامل نہ ہو سکا
بوسے کی ہے ہوس مجھے اوس مست ناز سے — جسکا حریف لب قدح مل نہو سکا
چمکا رہا وہ چہرہ بدولت جمال کے — یعنی چراغ ماں کا تھا گل نہ ہو سکا
خانہ خراب جاہ کا کیا پیار کا تھا وقت — وہ ذبح کر رہے تھے مگر غل نہ ہو سکا
ساتہ اونکے گھر رقیب کے لے ہی اٹک — اس شک سے بھی مجھسے تامل نہ ہو سکا
بیٹھا تھی شوق سے نجش کھا کے گر پڑے — پردہ بھی کھینچنے کا تحمل نہ ہو سکا
مشق ستم کا جب سے اونہیں پڑ گیا مزہ — تب سے تو دو گھڑی بھی تغافل نہو سکا

توڑا ادھر ادھر لاکھ مگر خوش تھی میں نطق
ہمسر کسی کی لٹ سے سنبل نہ ہو سکا

سنائے کون اونکو قصہ درد نہاں اپنا — جلیس اونکے نہ اپنے ہیں اونکا قصہ خواں اپنا

دل نازک بھی تاب کاوش بیداد کرتا ہی	مرا پھر امتحان لی پہلے کرلے امتحان اپنا
کہلے پابون یکایک وہ کسیکا بام پر آنا	او لچہا جاتا تو ہمین تا کی وہ دل ناگہان اپنا
ذرا آہستہ شانہ کیجیو مشاطہ زلفو نمین	خیال اسکا رہے تجھکو کہ دل ہی ناتوان اپنا
چراتا ہی بدن مثل کمر آغوش عاشق مین	چھپاتا ہی دہن بوسہ سے وہ شکل نہان اپنا
جلال عشق کب تاب غرور حسن لاتا ہی	ذرا سی بیوفائی مین جو چاہو لو کہا ان اپنا
جسے منظور ہو کرلے زیارت ہم مین مجنون کی	بہی انداز رکہتا تہا وہ یار ناتوان اپنا
ہم اونکو آزماتے ہین وہ ہمکو آزماتے ہین	وفا مین ہم وہ دیتے ہین جفا مین امتحان اپنا
مین وہ رہگذر البس لیے نامہ و پیغام قاصد	جسے بہیجون اوسکے وہ کرے قصہ بیان اپنا
کہین بکہرے ہین گل مہکے کہین [illegible]	رہا ہی ایک مست ناز شب بہر مہمان اپنا
بہلا لطف کیون ہو ذرا رقیبو نکا گلا کرکے	مزہ ہی دل کی شکوی مین کہ وہ ہی راز دان اپنا
رہا کرتی ہی عشرت [illegible] جلوہ گل افشانی	اوسی مین ہای بلبل بہی بناتی آشیان اپنا
بہڑکتی ہی تو بہڑکے آتش گل کسکو کھٹکا ہی	کہ نذر برق کب کا ہوچکا ہی آشیان اپنا
نہ معلوم آج دل کس قلق مین [illegible]	کہ اب تک خم کی صورت دہن ہی [illegible] اپنا
نہ باز آئی ستم کرتا ہی رسوا ہوا چاہے	مجھے کیا اور بہی کالا کرے منہ آسمان اپنا
ابہی غش مین تو ہی انکار ہر جاؤن تو دیکھونگا	نہ کیونکر کہولیے گا طرہ عنبر فشان اپنا
کبہی نو بہی کر مضمون نکالا تہا شعر سے	ابہی تک ہمسی بدظن ہی وہ شوخ بدگمان اپنا

اونہین الزام [illegible] ہم کس طرح بی التفاتی کا
کہی جب تک نہ کچہ احوال نطق بیزبان اپنا

بے بوسہ لیے آج تو جند نہین اوٹہتا	دیکھو الو اگر ایسے تقاضا نہین اوٹہتا

ہاں جذبِ دلِ بیتاب کا صدما نہیں اوٹھتا
مرکز بھی در یار سے بندا نہیں اوٹھتا
بیتاب سہی پر نہ مجھے دیجیے طعنے +
تم جانو مگر ضبط کی مجھ میں نہیں طاقت
لعنت ہے برہمن ترے بیرحم بتو نپر
بیٹھے سر آزار کو سوتے ہیں تو اٹھا
کیا کیجیے ناچار اوٹھاتے ہیں جفائیں
لیکن سرِ بستر جو پڑا عشق کا آزار
کثرت سے جنون داغ اوٹھائی نہیں جاتے
روتا ہوں لگاتار تو کہتے ہیں وہ ہنسکر
ساقی لب میگون تو ترے لب سے ملادے
آئنہ بنے بیٹھے ہیں ہم روبرو اونکے

پہلو سے ستم آرا نہیں اوٹھتا
نچلا ہے یہ مردا کہ جنازا نہیں اوٹھتا
تھوڑا ہے کہ میں در سے چلا نہیں اوٹھتا
پردہ نہیں ہٹتا ہے جو پردا نہیں اوٹھتا
جا کعبے سے اب اپنا مصلا نہیں اوٹھتا
اے عشق مگر تیر اگرایا نہیں اوٹھتا
دل اوس سے کئی بار اوٹھایا نہیں اوٹھتا
پھر وہ صفت پیکر دیبا نہیں اوٹھتا
قارون کا ہے یہ تو خزانا نہیں اوٹھتا
کیوں آپکے منہ پر سے یہ سہرا نہیں اوٹھتا
نشے میں ہوں اب مجھ سے پیالا نہیں اوٹھتا
حیران کو کچھ لطف تماشا نہیں اوٹھتا

بس بیٹھ گیا بیٹھ گیا نطق یہاں پر
اب آپکے در سے نہیں اوٹھتا نہیں اوٹھتا

ہم بھی بدلے جو مزاج بتِ بدخو بدلا
بیقراری کا نہ تسکین سے پہلو بدلا
اس قدر محو ہوا جلوۂ حیرت زا کا
گنج رخ لوٹ تو لوں بوسوں نسی پر خوف یہ ہے
گالیوں نے نہ تجھے لطف نہ مجھکو لذت

سو رہے پھیر کے منہ اوسنے جو پہلو بدلا
ہل گیا عرش پر اے دل نہ ذرا تو بدلا
آئینے نے نہ ترے سامنے زانو بدلا
پیچ میں لاکے نہ لیں افعئی گیسو بدلا
جان میں بوسی سے بوسی کا نہ لی تو بدلا

یہ خموشی دل گستاخ نہیں بیم رضا
جی میں کہتا ہے وہ لیگا دم قابو بدلا

ہر سزا کا میں سزاوار ہوں لیکن یا رب
اپنی رحمت کی طرف دیکہ کے تو بدلا

عکس رخ سے وہ ہوا سرخ خجالت سے سپید
روبرو یار کے رنگ گل و شبو بدلا

اور کیا چاہتے ہو اپنے دونا تو لیا
بیدماغی کا ہیں چشمیاں سخنگو بدلا

شب غم کون تہا کروٹ کا الٹی (؟) والا
اضطراب دل بیتاب نے پہلو بدلا

کچہ نہ ٹہرا تری دانتونکی صفا کی آگے
کیسا کیسا در غلطان نے نہ پہلو بدلا

نے اثر دیکہ کے گریئے کو ہے پانی پانی
عرق شرم کے قطرونمے ہر آنسو بدلا

ابرو نکا ہوا عز لیئے نرالا مضمون
خوب استاد نے مطلع کا یہ پہلو بدلا

نقش بستر کی طرح بستر غم پر ہم نے
ناتوانی سے کبہی عمر نہ پہلو بدلا

ایک پہلو کو کبہی مرتبہ باندہا اے نطق
کیا مضامین نے اشعار میں پہلو بدلا

نزع میں بہی انتظار قاصد محبوب تہا
فالعفن ارواح سے ہیں طالب مکتوب تہا

یہ ستم اول نہوتے تہے نہ یوں معتوب تہا
ابتدا ہے سے ترا پہلا تغافل خوب تہا

اف رے بیداد حسیناں فت ہی تہی (؟)
ہر ستم پر حکم صبر حضرت ایوب تہا

مصریوں کی آنکہ کا تارا تہا ان کی دیکہنا
شہر کنعان میں جو نور دیدہ یعقوب تہا

گو دہن بہی میوہ تہا لیکن حلاوت تیری تہی
ہمکو خرمائے لب شیریں بہت مرغوب تہا

اور تو جو کچہ لکہا تہا سو لکہا تہا خط میں خیر
یہ ترا شر تہا سلام غیر بہی مکتوب تہا

جسکو دیکہا آپ سے بیگانہ ہی دیکہا اوسے
سالک راہ محبت جو ملا مجذوب تہا

خامشی حسن طلب تہی نظر عین رضا
دل ہے خواہان وصل کا وہ دلبر محجوب تہا

منت کا بوسہ دیگی یا لاوو سنی ایکبہی انکی پر — حسن سے سارا خزین خوبی مجھی مطلوب تھا
غیر سے بے گنتی بوسہ نہ تھا کچھ بھی حساب — مجھ سے خالی لطف تک احسانمیں محجوب تھا
گل کو رخ غنچے کو اوسکا ہی دہن تھی فرض — الغرض ہر رنگ میں پردہ وہ مطلوب تھا
اوڑھ گئی تھی ای صبا غنچوں میں گل کی نسیم — رنگ و بو بھی یار سے ہر خوب رو محجوب تھا
قاعدہ وہ غالب و مغلوب کا چلتا نہ تھا — حسن کے باعث وہی غالب میں ہی مغلوب تھا

نطق تعریف مذاق اہل دنیا کیا کرون
میوہ خام تھا حرص تک مرغوب تھا

آنکھوں میں جوش حسرت دیدار دیکھنا — باندھا کیا نگاہ سے طومار دیکھنا
عیسے کا معجزہ ہو جب اے یار دیکھنا — ٹھوکر کسی لحد میں ذرا مار دیکھنا
ہمسے ذرا عداوت خونخوار دیکھنا — جب دیکھنا ہمیں اوسے تلوار دیکھنا
دیتا ہے کیا فریب وہ عیار دیکھنا — پہلو کلام کا دم اقرار دیکھنا
بوسے کی آرزو نہ تمنا وصال کی — منظور کچھ نہیں مگر اے یار دیکھنا
کرتا ہی عرض بوسہ وہ دینے میں لیکے دل — اولٹا یہ ہمسے ناز خریدار دیکھنا
تیر نگہ میں خون کا دھبا ذرا نہیں — کیا صاف میرے دل سے ہوا یار دیکھنا
مد نظر ہے کیا کوئی تازہ فریب پھر — کیوں ہے یہ بار بار ادہر ای یار دیکھنا
وہ جب تک آئے نہیں آئینہ یہاں آنکھ بند تھے — قسمت میں مرتے دم تھا نہ دیدار دیکھنا
ہوتے ہیں جلوے برق تجلی کے رنگ میں — منظور ہے جو طاقت دیدار دیکھنا
یہ حرف تیرے آنے سے چہرہ بحال ہے — تو اوٹھتے اوٹھتے پھر مجھے بیمار دیکھنا
ہنگامہ ہوگا ہمسے یہ چھپا نہیں گریز — رو دینگے ایکدن سر بازار دیکھنا

اے یار اب جو آئی تری عہد حسن پر
جہاڑو لوگوں یار ہیں تیری بچی صبا
موجود روی یار ہی حاضر حلوہ ہے

یوسف کو ہو نصیب نہ بازار دیکھنا
تنکا سا ہے مرا بدن زار دیکھنا
نکلا ہے چاند یا اولی الابصار دیکھنا

لیتے نہیں ہیں دل ہی فقط ہو کے ترے نطق
جاتیں بھی ساتھ جاتی ہیں رفتار دیکھنا

اولش جب آپ نے جام شراب ناب کیا
میں خوش ہوں اونسے جو بیداد کی عتاب کیا
ہوا ہے لولو جوش بے حجاب کیا
خفا وہ ہو گئے دل نے یہ اضطراب کیا
لپٹ گیا سر بازار اوس پری سے
نہیں ہے خال کا یہ جو نقطہ چہرے پر
مرے ہی نکلے کئی بوسے یار کے ذمے
ادا میں ناز میں نخرے میں حسن و خوبی میں
ہزاروں نقش قدم پر رکیں اپنی
بزنگ جام نگہ مست کر دی پھر
صدای صور سی جو تیرے گلشن جو
وہ چھیڑنے کو مرے دل کو
پیٹرن کی گرمی ہو
وہ ایک دم تھا سب جان جاتی ہیں

تو شوق دل نے پکارا وہ بے حجاب کیا
دل ہی ہے کہ جسنے مجھے خراب کیا
شباب یار نے کار شراب ناب کیا
کیا نہ ضبط بنا کام سب خراب کیا
جنوں کی حد نے مجھے آج کامیاب کیا
خدا نے خود تجھے خوبی میں انتخاب کیا
کچھ اور گھر سے دیا واہ کیا حساب کیا
تجھے تمام حسینوں میں انتخاب کیا
جو اوس گلی میں گزر تو نے آفتاب کیا
تمہاری آنکھ نے ہر میکدہ خراب کیا
تو شور حشر نے خاموش ہو کے خواب کیا
زمین ہل گئی میں نے جو اضطراب کیا
کہ تیرے شرم کی بیٹے کو بے نقاب کیا
یہ ساری عمر کا تھا عیش جو حساب کیا

۲۱

۳۲

وہ صبح گھر کو گئے سو گیا ہمارا بخت ‏— تمام رات کی جاگی ہوئے نے خواب کیا
وہ کیا نیزہ تھا جو قاتل کے زیر ابرو تھا ‏— کسی نے نہیں دم ذبح اضطراب کیا
یہ گریبان میں ہی شاف رکھ تشنہ لب مشتاق ‏— دہان زخم میں تیغ نگہ کو آب کیا

گلی گلی دل خانہ خراب لے نکلا
تلاش یار نے اے نطق کیا خراب کیا

نطق جانا تجھے اوس گھر میں اگر ہو جانا ‏— دیکھنا آپ سے باہر نہ مگر ہو جانا
اپنا کر لینے کو بس نیم نگہ کافی ہے ‏— کچھ بڑی بات نہیں تیغ لگا اودھر ہو جانا
ناز و انداز و ادا سب ہیں انہیں کی جانب ‏— صبر کو چاہیے ایسے میں ادھر ہو جانا
جگنوؤں کی انہیں ساتھ میں گویا ہے بہار ‏— گرمئ گریہ سے اشکوں کا شرر ہو جانا
میرے سینے کو تڑپ کر نہ دلا شق کرنا ‏— نہ کہیں پردہ در زخم جگر ہو جانا
تجھ سے یہ رنگ ہے میرا کہ ہوا تیر امزاج ‏— بات کی بات میں بس نوع دگر ہو جانا
جرم نظارہ پر آنکھیں یہ نکلوا لینا ‏— اس قدر دشمن ارباب نظر ہو جانا
میں بھی رو دوں تو کھڑا ہو کے ہنستی ہو تو ظالم ‏— اے بت اتنا ترا پتھر کا جگر ہو جانا
دیکھ لے اے شوق تماشا تجھے سوجھی کیا ہے ‏— کیسے ہر موے مژہ کا ہو نظر ہو جانا
وہ نہ ہو پاس تو نعم البدل اوسکا ہے خیال ‏— چاہیے عمر کا عشرت میں بسر ہو جانا
گو خفا تھی وہ کافر ہوا پر سن تو لیا ‏— ذرا اثر نا تو نہیں مشکل تھا اثر ہو جانا
اہل بینش کو دکھاتے ہے بہار گلشن ‏— اوسکا ہر رنگ میں نیرنگ نظر ہو جانا

کٹ گئی وصل کی شب نطق بہت بہتر تھا
موت کا تیرے لیے خواب سحر ہو جانا

[illegible]

یہ نیا ایک رقیب اور ہمارا نکلا
آپکا آئینہ بھی گھورنے والا نکلا

کیسے گھونسے یہ لگاتا ہے مری چھاتی پہ
دل بیتاب تو بغلی مجھے گھونسا نکلا

ای برہمن سبب گریہ بتونکا غم ہے
دیدۂ تر نہیں گنگا ہے یہ چشمہ نکلا

وہ بت پردہ نشین جب نکلنے آیا دیک
میرا سودا ہی کوئی روز تماشا نکلا

دشت سے دشت عدم جوش جنون مین پہنچا
دو قدم اونکو نہین گہانسے مین کہان جا نکلا

ٹھیس بیٹھو رشتوں و زر ہا کرتے ہے
ہو نہو دل مین مقرر کوئی پہوڑا نکلا

پردہ داری غم پردہ نشین ختم ہوئی
جی گیا منہ سے مگر نام نہ اوسکا نکلا

سہ گیا عشق کی صدمونکو مگر آہ نہ کی
اتنی امید نہ تھی دل سے یہ جتنا نکلا

اوس سے کہدو ترے بیمار نے صحت پائی
ہے وہ فہمیدہ سمجھ لیگا دم اوسکا نکلا

چھوڑ کر گھر ہے غریب الوطنی کسکو پسند
مجھکو کاوش نے عزیزونکے نکالا نکلا

وہ مہ چاردہ سے چودہ برس مین مین
چودہ حصے سے بھی جوبن مین زیادہ نکلا

رات اے رشک قمر کسکے جگائی ہے نصیب
صبح کو آیا ہے تو شام کا نکلا نکلا

نطق بیطاقتی باد صبا کو دیکھو
اوس گلی ہی مین ہی خاک اوڑاتا نکلا

شاد ہوکر دی ہمارا لب ناشاد کیا
اوسکا وعدہ اے دل ناشاد کیا

گو کہ مین کیا ہون مری فریاد کیا
پیر فلک تیری بھی ہے بنیاد کیا

فخر آیا نخوت اجداد کیا
ایک مشت خاک بے بنیاد کیا

ہم ادا کرتے ہین رسم عاشقی
ورنہ اپنی بے اثر فریاد کیا

کیون سنین ہم ناشکیبائی کی طعن
غم مین سر کا پھوڑنا فرہاد کیا

[illegible]

اس تلافی کا سبب کھلتا نہیں — تم نے پھر سوچی کوئی بیداد کیا
انکے ہاتھوں کے ہیں پتھر پھول سے — نازنینوں کی ولا بیداد کیا
تھی چھری میرے گلے تو تیز سی — اور تھا وہ غمزۂ جلاد کیا
پڑ گیا کیوں دشمنوں کے دل میں بل — یار میرے بے اثر فریاد کیا
پھر وہی اے طفل ہے مشق جفا — آ گیا بھولا سبق پھر یاد کیا
تجھکو سنا سمنے نہ اوسکے دبستا نہیں — آپ نے ناصح کیا ارشاد کیا
جھیلیں ہیں گے جی کڑا جب کر لیا — ناز غمزے کیا ستم بیداد کیا
چاٹتے ہیں ہونٹھ کیوں زخم جگر — یاد آئی لذت بیداد کیا
زخم دل منہ کھول کر رہ گئے — تجھ سے قاتل کی کریں فریاد کیا
ہیں تہ تیغ ستم تڑپا تھا کب — پھر تو کہہ کیا اے ستم ایجاد کیا

مر گیا ناطق دیکھو تو سہی
آج وہ کہتے ہیں ہم ہیں شاد کیا

میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ غمزا نہیں اچھا — لیکن جو ہو بیجا نہیں اچھا نہیں اچھا
ہر روز انہیں عدو تب تو نہ بدنام ہوں صاحب — میں ان کبھی تو مرا آنا نہیں اچھا
خود بین ہیں جو کہتے ہیں برا اہل صفا کو — آئینے کا کیا جرم جو چہرا نہیں اچھا
کیوں مجھکو برا کہتی ہیں جو اپنی تو دہنیں — وہ کونسی شے ہیں جو پسند انہیں اچھا
دل غم سے جو افسردہ ہو سینے سے نکالو — وہ مردہ ہو گھر میں کبھی رکھنا نہیں اچھا
راتوں کو جگائیگا یہی آنکھ کا لگنا — تعبیر ہے یہ خواب زلیخا نہیں اچھا
بس دو ہیں نصیبونکو برا کیوں انہیں کہو — اچھی جو یہ ہوتی تو وہاں کیا نہیں اچھا

دو آپ بوسہ تہیں تو توفیق کب اتنی
یہیں وہ کافر ہوں تہ گھر میں الحد ہے
دیکھو نہ کہیں جان منا میں نکل جائے

مانگوں تو یہ کہتی ہو تقاضا نہیں اچھا
اتنا بھی نہ ہیر استب بلدا نہیں اچھا
ہاں ناز تو اچھا ہے پر اتنا نہیں اچھا

سنبھلو نہ بہت محو ہو الفت میں کسی کی
بدکام کا اے نطق نتیجا نہیں اچھا

کیا پاؤں پھاڑا جو گریبان کسی کا
چاہے مرا دل کھینچ لے سینے سے پکڑ کر
سو بار کیا حضرت جبریل کو قاصد
پہونچے مگر کوں نہیں گلگونۂ عارض
ایسے بھی اڑاتا ہے کوئی گستونکی مسی
خوبی نے مرے شوخ کی پریوں کی کیا مات
ایمان ہی غمزہ ابروے صنم کا
کیا تاب کبھی سانس بھی لیتے نہیں ہم سے
جو نام ہے ارمان کا خنجر نہ نکالے
ہاں آہ سحرکار نسیم سحرے کر
کیا دم ہے اس شانے کے آئینے کو توڑ کر
کیا شی رگ تری سے اتری کو
لوں گھر میں مرا جینی ہے بخشش کا نور
نالی لو بیان اپنے لبو بہری دہر بہن

اے دستِ جنوں کھینچ تو دامان کسی کا
جراح مگر بیٹھے رہے پیکان کسی کا
آیا نہ کبھی خط کسی عنوان کسی کا
لاریب وہ گل رات تھا مہمان کسی کا
چل فریب کے لاشہ تو ہے پہچان کسی کا
جائیگا خیال اب پرستان کسی کا
کعبے میں بھی چھوڑونگا نہ ایمان کسی کا
سنتے ہیں کہ نازک ہے بہت کان کسی کا
وہ اور نکالے کبھی ارمان کسی کا
اڑ جائے جو منہ دیکھے ہی دامان کسی کا
یہ بھی تو ہوا ہو کہیں حیران کسی کا
گیسو بھی تو دم بھر ہو پریشان کسی کا
جیسے کوئی ناخواندہ مہمان کسی کا
پر کیا ہے نہیں پاتے ادھر کان کسی کا

اب ہم جو کئی دن سے نہیں چھیڑتے اونکو — کہتے ہیں وہی ہو گیا شیطان کسی کا

روکا جو کہین آج تو یون فیصلہ ہوگا — یا ہم نہیں اب یا نہیں دربان کسی کا

ہین ہونٹ کو ترستون وہ کرے قبضہ لبون پر
اے نطق چھپا لون جو ملی پان کسی کا

یاالٰہی یہ دل ہے گھر کس کا — چاک سینہ ہے چاک در کسکا

ایسا نالہ ہے شعلہ در کس کا — کہہ عدو پھونک دو نہین گھر کسکا

دل ہزارون ملی ہین پر مجھے — اے خدا ہے یہ پر تگمین کس کا

مجھہ سے کیون اس قدر ہے گر یہ خفا — یہ تو کہی کہ دل ہے گھر کس کا

کچھہ پری رو ہی بس مین کرتے ہین — ورنہ ہوتا ہے یہ بشر کس کا

دل مضطر سہو خدا کے لیئے — دیکھ ہوتا ہے پردہ در کس کا

اوسنی کیونکہ یہ آبرو پاتے — اشک مقبول ہے گہر کس کا

کان تک بھی اوسکے پہنچی گا — نارسا نالہ ہے اثر کس کا

نالہ نغمی کا دے رہا ہے مزہ — اس گھڑی کان ہی ادھر کسکا

کیون چھپاتے ہو اوکھل کھیلین — پاک الفت ہی جب تو ڈر کس کا

نہین سنتے نخل الفت مین — پہول کیسا ابھی ثمر کس کا

دل ہی جیلنی یہ خون گرفتہ ہو — ہدف ناوک نظر کس کا

اس گلی سے جو پا لوا و نہی نہین
نطق پہو تو ہے یہ گہر کس کا

لکھنا ہے قصہ یار کو حال تباہ کا — خامہ ہو تیر نالہ کا دودہ ہو آہ کا

عالم نظر پڑے گا بگولے کی کلاہ کا
سینے سے عرش تک ہوئی یک ستی شہ
مین شاہ ملک عشق ہون یکدم اثر کہ
اوس سیم تن نے دولت دیدار سے پہرا
بچتا نہین ہے لاکہہ اوڑے طائر نظر
لو ہم تو خوکو روتے تہے نکلی سیجہ ہی خوب
نکڑے مژہ پہ آنکہو نمین کچہ خون کیہہ
اے دل تجہے ہو مژدہ محروم کے ابد
بس ایک بار رہیدکے دونون ادہ جگر
پژمردگی وزردی وکاہیدگی سے مین
پہیرین تو مثل قبلہ نما پہر اودہر پہرے
زاہد ہمین نہ حسن پرستی سے منع کر
کیا محیط ہے اثر کا مرے روزگار مین
تصویر ضعف ہون مجہے جنبش محال ہے
تشبیہ آج دی گئی گیسوے یار سے
ستے بڑہی ہوئی ہے نگاہ مین تیری نگہ

چل او فلک حریف نہو میری آہ کا
کہنچا تو کوئی دیکہے مرے عذر آہ کا
لشکر غم والم کا ہے ڈنکا ہے آہ کا
دامن ہوا ہے دامن دولت نگاہ کا
پہیلا ہوا ہے جال مرے دود آہ کا
وہ ظلم او سیر او ر تقاضا نباہ کا
پوچہو نہ حال تم دل غفران پناہ کا
وہ عہد کر رہے ہین عدو سے نباہ کا
مارا وہ تیر یار نے ترچہی نگاہ کا
گویا نکلا ڈالا ہوا سبزہ ہون راہ کا
وہ روے پاک قبلہ ہے مرغ نگاہ کا
حسن عمل ہے نام یہان اس گناہ کا
چہٹتی ہے پہلجڑی سی یہ نقشہ ہی آہ کا
اے درد کیا کرون یہ عصا لیکے آہ کا
لو رنگ جم گیا مرے بخت سیاہ کا
افسر کرا اسکو ناز و ادا کی سپاہ کا

اوس نقش پا کا نطق یہ نقشہ صفا سی ہے
خاکہ اوڑا رہا ہے رخ مہر و ماہ کا

زاہد نہین سمجہہ تو ہے نہین تا کا
جلوہ رخ اصنام مین ہے نور خدا کا

بیمار محبت نہیں طالب ہے شفا کا
چڑتا ہون مرے آگے نہ لو نام دوا کا

ممنون ہے مرگ مین کیون ہونگا قضا کا
خنجر ہے ابہی تیز ترے ناز و ادا کا

کیا مجھ سے وعدہ تہا جسے یاد دلائی
عقدہ نکھلا مجھ گرہ بند قبا کا

ہر دل مین کھچی نقش صنم نقش شہائی
چھاپہ جو اوڑ آئے ترے نقش کف پا کا

یہ عشق ہے وہ جن جو نہ چلنے دے عمل کی
الفت وہ مرض ہے جو اثر کہو دے دوا کا

کیا تاب کہ گر عشق کا ہو کشور دل مین
فوج غم و اندوہ ہے روکے ہوئے ناکا

کیا بخت ہے چہوٹے ہی لہو ہی مین گلگون
تہا زخم کا انگور جس انگور کو تاکا

آئینہ ہے شرمندہ تمہاری کف پا کی
صورت نظر آتی ہے یہ نقشہ ہے صفا کا

وہ گھر ہے ہمارا کہ سر شام فلک سے
پریونکی طرح روز اوتارا ہے بلا کا

نقشہ ہے یہ گل کا تری تصویر کے آگے
بیروپ ہو بیرنگ کا جیسے کوئی خاکا

جی چھوٹ گیا نازتبان دیکھ کے والله
اب حوصلہ بندی کو نہین شوق خدا کا

جو ہو خلل انداز یہان آنے نپائے
خلوت مین نہو دخل نگاہ کا حیا کا

کیا آمد و شد ہے کہ آیا ہی گیا ہی
تہا موسم گل یا کوئی جہونکا تہا صبا کا

تکلیف مین ہون ہوش ہے ساقی ترے قربان
ساغر کوئی للہ مئی ہوش ربا کا

بیرنگ بہری سادگی حسن غضب ہی
تصویر ہے اوس حور کی تصویر کا خاکا

ہان سچ ہے حسینونکی ہمین اذن فریاد
بندہ تھی نہ سنا تہ کبہی ورد دعا کا

ای نطق مٹے گا نہ کبہی دل سے بتون کے
پتھر کی لکیرین ہین مرا نقش وفا کا

جو دل عزیز جان سے تہا وہ بہی چہٹ گیا
اندھیر ہے مین کوچۂ گیسو مین لٹ گیا

یہ ناتوان ہم تری فرقت میں ہو گئے
دامن جب اضطراب کا پکڑا تو چھٹ گیا

ضبط فغان سے کام کیا رات کو تمام
ایسا دھوان گھٹا کہ مرا دم ہی گھٹ گیا

لینے لگا لپٹ کے جو بوسے شب وصال
کہنے لگے میں آکے ترے گھر میں لٹ گیا

دونون نے دی ہے [illegible]
زاہد سے کعبہ برہمن سے چھٹ گیا

پھیرے کے گرد سر کے کیا جانکو نثار
صدقے میں آج آپ کے یہ پیچ چھٹ گیا

مت یاس میں یہ ہمت مردان عشق پر
کیا تیشہ لیکے کوہ سے فرہاد جٹ گیا

پیری کی آتے طاقت و تاب و توان گئی
سب قافلہ شباب کا دم بھر میں لٹ گیا

نازک تھی وہ بغل میں ہی مضمحل ہوئے
نکہت کا دم کنار میں غنچے کے گھٹ گیا

اوس جان جان کے جاتے ہی بس دم نکل گیا
نبضیں ہماری چھٹ گئیں دامن جو چھٹ گیا

کرتی ہے قافیہ کی کمی تنگ قافیہ
اے نطق اس غزل میں مزا ہی ہے چھٹ گیا

غم دوری سے برا حال ہے ہر شب اپنا
اب فقط روح ہے گویا نہیں قالب اپنا

چیرا طوق سی گرد حرم یار سحر میں
رات میں چاند کو دیکھ کے [illegible] اپنا

عشق ہی ہے خفقان ہی میں لیے چارہ گر
سخت مشکل ہے کہ سودا ہے مرکب اپنا

دل لگی سے تو رقیبوں کی فراغت پائی
درد دکھ کہتے تو کچھ ہم ہی کہیں اب اپنا

ہوش رہتا نہیں کیا وصل میں تقریر کریں
بھول جاتے ہیں تجھے دیکھ کے مطلب اپنا

وہ ہوا ہے تو مری گرد بھی یک لخت ہی ہے
اوڑ کے جائیگا کہاں چھوڑ کے مرکب اپنا

گردش آنکھوں کی غضب جنبش ابرو آفت
سحر اپنا وہ دکھاتی ہے یہ کرتب اپنا

ہے فلک سیر سی کیا سیر فلک کی حاصل
نشے میں اوڑتے ہیں پر وار ہی مرکب اپنا

مہمان ہو گیا

جھوٹی ہی عدو نے تسلی نہیں ہوتی اگر
بات اوس جھوٹے سے منہ کی بھی سچی سمجھے

اس عبارت سے نکلتا نہیں مطلب اپنا
ہو گا دعوے سے مجمل بندہ ہی کہ لب اپنا

جلوۂ یار سے روشن ہیں ہماری آنکھیں
شطوق وہ ذرہ ہیں ہم مہر ہے کوکب اپنا

وہ ترک تیغ کھینچ کے جب روبرو ہوا
اے دوست میں ستم کش لطف عدو ہوا

آئینہ سادگی سے عبث روبرو ہوا
کس وہ پر شباب میں ہے گرمی جمال

جلاد کا جو ہاتھ پڑا درمیان میں
گلچین فروز سینہ پہ داغ ہم ہی ہیں

جوش شباب کا یہ وہی ایک نشہ ہے
سرگرمی تلاش سے ہر نقش پا مرا

وہ کون چھیڑ چھاڑ تھی جو صلح میں تھی

جلا و چرخ ستم سے اے رہم جو ہوا
پہنچا چال پہ کہ بس رسم تو ہوا

تو ڑیں گے وہ جو عکس کہیں بد رہو ہوا
زاہد کا تجھکو دیکھ کے ٹھنڈا وضو ہوا

فیصل وہ اپنا قضیۂ تیغ و گلو ہوا
اے شوخ تو اگر چمن رنگ و بو ہوا

جاؤنکو تازہ اور مجھے آرزو ہوا
پس ماندونکو چراغ رہ جستجو ہوا

بگڑی گا کیا بگاڑ جو ای جنگ جو ہوا

بڑھ بڑھ کی کھائی سینہ پر زخم خون چکان
تیغ جفا سے شطوق ہی کیا سرخرو ہوا

اثر سے جذب کے وہ شوخ دیدہ آیا تھا
مری جنوں کی ہوا سے چمن بھی گھبرانہ

فشار قبر سے زیر زمین نہ چین ملا
منائی آپ جو اسے میں جیر چلتا ہوں

ہزار بار ستم کشیدہ کشیدہ آیا تھا
بنام گل گریبان دریدہ آیا تھا

فلک کے ہاتھ سے آفت رسیدہ آیا تھا
وگرنہ ہو کے نہایت کشیدہ آیا تھا

تمہارا شیفتہ خال ابھی ادھر بیتاب
مثالِ مردمِ کژدم گزیدہ آیا تھا

سرور تھا دل و جان کو منور آنکھیں تھیں
وہ راحتِ دل و جان نورِ دیدہ آیا تھا

دریغ برقِ تجلی یہ صرف جلوے کا
چلا میں لیا ہی جیسا خریدہ آیا تھا

سحر سے ہے یہ خلش رشک کو کہ آئینہ
تمہارے سامنے کیوں آبدیدہ آیا تھا

کیا نہ زلف نے سنبل کو سرنگوں آخر
مقابلے کو وہ گیسو بریدہ آیا تھا

وہی تو نطق نہ تھا رات جو کہ محفل میں
تمہاری شان میں پڑھتا قصیدہ آیا تھا

وصلت کی شب بھی خونِ تمنائے دل ہوا
ٹالا جو شرم کو ادب آکر مخل ہوا

آنکھوں کی پتلی نکلی سویدائے دل ہوا
اونکا سا خال خال حسینوں کا تل ہوا

اے شوقِ بے ادب تو وہاں چل پہ میری [illegible]
سو بار تیرے فعل سے میں منفعل ہوا

دل ہی ملا تو سارے کے سو نہیں ہے مزا
کیا لطف اگر بدن سے بدن متصل ہوا

کیا گرمیِ خیالِ رخِ رشکِ شمع تھی
شعلہ بھڑک کے داغِ جگر مشتعل ہوا

اے اضطرابِ دل تجھی غارت کرے خدا
آئی ہی تو لایا یار کو آپ ہی مخجل ہوا

بستر سے یوں وہ صبح اوٹھا جیسے پھول
گرمیِ شوقِ وصل سے یہ مضمحل ہوا

پھر تسبیح اوٹھی مرے دودِ فغان سے رات
لیکن نہ ایک نرم اوس بت کا دل ہوا

قہرِ خدا کی جوش جو باران ازل کے دن
دوزخ میں آگ پہلوی عاشق میں [illegible]

پیس پیس گیا میں یار غمِ ہجرِ یار سے
وہ ناتواں ہوں داغ ہی چھاتی کو سل ہوا

ہے حسن شیفتہ لکھا وصفِ حسن نطق
رخسار ہر صفحہ تو ہر نقطہ تل ہوا

[illegible]

وحشت میں مجہہ سوا اب کوئی کم ہی بڑا ہوا
گانے میں آپ ہی نہیں ڈسکتے اس قدر
کچھ بھی نہیں ہے مجہہ سے جدا نوش کے حضور
وہ ہے ہمہ فشان یہ فقط ہے ثمر فشان
موزونیان کہان ہین یہ شمشاد و سرو مین
اے شیخ جی کسی غم دین کا فراغ ہے
بلبل سی کہدو مجہہ سے نہ بحث فغان کرے

آج آہو وحشی میرا قدم سے بڑہا ہوا
جتنا ہمارا نالے مین دم ہے بڑہا ہوا
گو اور بادہ خوار وہین جرم ہی بڑہا ہوا
کچھ شاخ ہے بہی سست کرم ہے بڑہا ہوا
بوٹا سا اونکے قد صنم ہے بڑہا ہوا
ہمکو تو ان بتون ہی کا غم ہے بڑہا ہوا
نالے مین میرا صور سے دم ہی بڑہا ہوا

جتنے ہین نطق عرصۂ معنی کی شہسوار
اونسے مرا کمیت قلم ہے بڑہا ہوا

کچھ مشورہ اغیار سے پہر نام ہمارا
پی جاوی وہان کیا کوئی پیغام ہمارا
جنبش ہے نزاکت سی نہیں اونکے لبونکو
کچھ شرم بہی ہے اور دل بیتاب کہان ہے
پیدا او تنہائی کا رقیبوں نے تقاضا
اللہ سے ڈر ایسے بہی کیا تہے ہین نازک
آئے تہے تلاش اے غم [illegible] کو بس ہم
آرام کجا عیش کجا تو بہی نہ چپ ہو
دیدار طلب ہوکے بہر احسان ہا ہاے
بدنام ہین تو غیر بس [illegible] یہ ڈر ہے

دل لے کے نہ کیوں ہے بت خودکام ہمارا
کٹتی ہی نہیں [illegible] ہوسکی جو کنام ہمارا
بس خاتمہ ہے حسرت و دشنام ہمارا
قاصد کے زبان اوسی یہ پیغام ہمارا
فرمائی ہمیں کہ یہ ہے کام ہمارا
ابہی بت دل بیتاب [illegible] ہمارا
اور آپکے کوچے مین ہے کیا کام ہمارا
تو عیش ہمارا ہے تو آرام ہمارا
جل جائے تصور سے اگر کام ہمارا
جب صبح ہو تو بہونکنے لگے نام ہمارا

[illegible]

ہمسے یہ اومہین ہنسد ہی کہ محفل ہنسی نکالین | شامت زدہ کوئی ہو جو ہمنام ہمارا

جب تک ہے رہ و رسم ہین ناطق تو نسے
تقوے ہے نہ کچھ ٹھیک نہ اسلام ہمارا

نہ آبرو کہین اے سوزش رفو دینا	پھٹے ہین زخم جگر کے نہ پانون تو دینا
گلو تمہین ہوا ہی تنگدلی کی قسم	پئے تسلیٔ عاشق اوسیکی بو دینا
ہین اپنی زیست سے ہم سیر انتقام کہو	بلا ہی جان کو کی معشوق تندخو دینا
تو لیکئی ہے مرے کس قدر سلام و پیام	ذرا نسیم تو ہی داد آرزو دینا
رقیب کے تو ہین جھگڑا یان ذرات	ہزار رحم کا باعث ہو میرا جو دینا
شراب کے پیئین ہاتی کسکی ہاتہ مین	ہماری رونے کی اے ابر داد تو دینا
حریف تو نکرین طعنہ سی جا می	اگر شراب نہ ساقی ہو تو لہو دینا
ہزار ظلم ہین منظور لاکھ جور قبول	پر ایک صدمہ رشک عدو نہ تو دینا
ستم ہے ایک تو دینا ہی غیر کو بوسہ	پہر اوسپہ تو غضب میرے روبرو دینا

وہ گل ہین ناطق صبا جنکو ملتی ذلتی ہے
رہ ہی رکھی نزاکت نہ اونکی چھو دینا

اس چمن مین میری دل کی آگ نکلتی ہی ہوا	پہولتی پہلتے ہین سب وہ جنکو پہلتی ہے ہوا
تیرے رخ کے روبرو ای گل یہ جلتی ہی ہوا	باغ مین پہولونکو دہر دہر کر مسلتی ہے ہوا
بلبلو ایسی صفائی عارض گل مین کہان	چشم بد دور اوسکی گالونپر مسلتی ہی ہوا
ایک شب آرام کر آکر ہمارے بام پر	اٹھو لیتے تا صبح ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی ہی ہوا
کس قدر نازک ہین گال ... ساتہ	سرخ ہو جاتے ہین گویا غازہ ملتی ہی ہوا

تیری بو ہی پیرہن اوس یار پا جاتی ہے جب
صدمہ قرب عدو کیا کہیے جب جاں ہے
اوسکی کوچے سے اگر گلزار جانی کو ہوا

نکہت گل سے چمن میں جو چلتی ہے ہوا
رشک آیا ہے جو تجھ سے ملکے چلتی ہے ہوا
ہر جگہ مٹی پکڑتی ہے چلتی ہے ہوا

خط کیا اوسکا خرام ناز اپنے گھر میں ہے
اس لطافت سے کہاں گلشن میں چلتی ہے ہوا

صحرا میں ہونگا نہ گلستاں میں رہونگا
ہوں درد مجسم مری عشاق میں جا ہے
کچھ قدر نہ کم ہوگی میں آنسو کا ہوں قطرہ
ذلت سے ملی خلد تو دوزخ اوسے سمجھو
روکوگے اگر مجھکو سلاسل سے عزیزو
نازک ہے مزاج اتنا تو چھیڑیگی صبا بھی
اے حور مرے پاس ہاں تو جو نہ ہوگا
جاتا ہوں کھٹکتا تھا جسے اے چمن آرا
ہو بو نہیں میں رنگ قابو محبت
نکلونگا میں زنجیر سے آواز کے مانند
لے اوڑ مجھے اے جوش جنوں کوہ بیابان
عیسے جو چلے چرخ کو اعجاز یہ بولا
جب اختر اقبال مرا اوج پر آیا
اپنی جو محبت نہ بنا کینہ بنونگا

دیوانہ نہ ہو نہیں کوئی حسیناں میں ہونگا
کیا عیش ہوں جو بزم حسیناں میں رہونگا
آنکھوں نہیں جو گر جاؤنگا داماں میں ہونگا
گر پڑکے نہیں کوچہ جاناں رہونگا
آشفتہ تصور سے بیاباں میں ہونگا
نکہت کی روش میں گلستاں میں ہونگا
دوزخ ہی اگر روضہ رضواں میں ہونگا
جا میں رہو ہو کر نہ گلستاں میں ہونگا
کیا رہ کی گردن کا نہ گلستاں میں رہونگا
اب فصل بہار آئی نہ زندان میں ہونگا
انسان نہیں سنسان بیاباں میں ہونگا
تم جاؤ یہاں میں لب خوباں میں ہونگا
ڈر ہلکی میں تاج سر سلطاں میں ہونگا
جس وہب سی نبے کا دل جاناں میں ہونگا

مین سا دہ وہ پرکار ہے ہو وصل یہ معلوم
بس عمر بہر ای نظق نہین ہان مین ہونگا

تو خیال نگار آ پہنچا
ساقی بزم انبساط چلا
سر بسر ناز سر بسر غمزہ
وحشیو پہر وہ موسم وحشت
قیس دوڑا تو ساربان بولا
جا لگین در سے پہر بھی آنکہین
تو گلو باغ باغ ہو جاؤ
مثل طاؤس جام رقصان ہو
یون جو بر چہون تڑپ با دل
مژہ چشم کا خیال آیا
کہہ دیتے ہے صاف دل کی تڑپ
سو سوا ایک باغبان کو سنا

شب غم غمگسار آ پہنچا
نشہ اوترا خمار آ پہنچا
یک بیک وہ نگار آ پہنچا
بہوت منہ پر سوار آ پہنچا
شتر بے مہار آ پہنچا
وہ گیا انتظار آ پہنچا
وہ چمن کی بہار آ پہنچا
ساقی ابر بہار آ پہنچا
کیا ماہ شہسوار آ پہنچا
ترک کہینچے کٹار آ پہنچا
اب کوئی دم مین یار آ پہنچا
مین بہلا اب ہی ہزار آ پہنچا

نطق کا دل لہا و غمزے کرد
تیر بار و شکار آ پہنچا

کچہ ذکر کل جو اوس رقیب کا چل پڑا
پہنچا اتو ہمارا رقیب قسمت سے بل پڑا
وہ چاند دیکھنے جو لگے گو نہ تہا مگر

بوسہ ہمارے منہ سے تڑپ کر نکل پڑا
نشے مین وہ نگار کے ہمین پر سنبہل پڑا
چاند اوسکے دیکھتے کو اوس دن نکل پڑا

سودا تمام

ہو گیا

مبتلائے خطا دلبر ہو گیا

ایدل وہان رقیب یوہین اینٹھ جاینگے
یاروں نے دوش پر نہ سنبھالی سنبھل سکا
باہم ہماری اونکی نظر پیار سے لڑی
تصویر سے جہان کوئی صورت نظر پڑی
عیب آستان کو لگتا ہے ورنہ مراد دو
بہت بہت پڑین نہال تمنا کی ڈالیان
بے اوسکے آئے انجمن آرائیان کہان
قاتل کے پانون پر جو گرا مین جھکا کے سر
دل کا ہجوم یاس مین کیا پوچھتے ہو رنگ
بیتاب ہو نہین بات پھر آگے رہا نہ ہوش

کمبخت تو بھی چل نہ یہان گھر مین جل پڑا
پہنچا جو کوئی یار مین مردہ مچل پڑا
دو رشتۂ وفا و محبت مین بل پڑا
مانند طفل بس دل نادان مچل پڑا
اے یار دیر سے ہون یہان سر بل پڑا
ایسا کیا یک ایکی سیہ پونسی پھسل پڑا
جلنے کی آرزو مین جلے بس کنول پڑا
خنجر کو آفرین کہ برابر وہ گل پڑا
یہ سمجھو گشت زار مین تیری کا دل پڑا
اتنی خبر ہے منہ سے کلیجہ نکل پڑا

دلکا قلق تو کم ہوا نالو سے رات منطق
پیدا قلق ہے نیند مین اونکی خلل پڑا

وہ گل شباب مین چمن آرزو ہوا اب
صاحب کی بی نیازی و غفلت تو دیکھنا
بے تیرے باغ مین ہون نشانہ نسیم کا
فرقت مین جا بجا ہون چمن بھی حرام ہیا
تہی خواری جنون جو بیلی گھر کے مول
گیسو ماند نکو ہے سنبل مراد
چلیگے گا وہ مزہ کہ بہت دن رہیگا یاد

امی غنچہ لیتے یکبہ عجب نگٹ بو ہوا اب
کوئی نہ آرزو ہو یہی آرزو ہے اب
نازک ہے مرے دماغ کو پھولونکی بو لیے اب
ہم لی ہے ظہور شہی مچ الہو ہے اب
پانی کا قطرہ ہاتھ [illegible] آبرو ہے اب
رخ ایک آرزو کو گل آرزو ہوا اب
بدست دل چراغ مئی آرزو ہوا اب

مضطرب

ہر نخرے کی کمر مین ہے خنجر لگا ہوا
اوسکو بھی گن لیا ہی رقیبو نمین یار نے
کھوئے گئے ہین آپ تمہاری تلاش مین
بجلی بھی تند تھی مگر اتنی نہ آگ تھی

اتنا کبھی نہ تھا جو ستم مین غلو ہے اب
آئینہ ہر گھڑی جو ترے روبرو ہے اب
بن جاؤ بیٹھو اپنے ہمین جستجو ہے اب
بجلی نئی ہو شعلے سے یہ کون خو ہی اب

قطع

نالوان ہر کہ تا نگاہ ہے
کچھ کچھ تو واہمی سے مرے روبرو ہے اب

کب ایسی ویسے سانپ ہین زلف دوتا کے سانپ
آیا زوال حسن کو گیسو قلم ہوئے
کشتہ عدو جو اوسکی گلی مین ہوئے تو کیا
موئے حجر عدو بھی تو سنپولونکا تحلیل دیا
زلفون نے اوسکے جوڑے کو پیچ کر دکھایا
بیتی ہین نگلیان تو کیا ہین سپلیان
لاکھون ہی دل نگل گئی گیسو حضور کے
الفت بھی جب نہین ہے تو موتی کی بہین
سرکار عین انہین کی سیاہ ہے ہی گنج سرخ
بس دور ہی سے دیکھئے زلفونکو دور رہا
مشاطہ چھیڑتی ہے نہین کاٹتی اوسے
پروانۂ دل کا زلفو نمین چلتا نہین پتا
منتر پڑھے ہین شانے نے جب سے زبان سے

ڈس کر کے مار رکھتے ہین یہ ہین بلا کے سانپ
چلتے ہوئے حضور خزانہ لوٹا کے سانپ
مارے سے کچھ شہید ہون بلا کے سانپ
مارے گئے حضور کے دولت سرا کے سانپ
قصے کہانیونمین سنتے تھی ہوا کے سانپ
ڈستے ہین کیسے معجزہ رنگ حنا کے سانپ
اُنسے خدا بچائے یہ ہین بلا کے سانپ
بچھو نشان کے ہین نہ زلف دوتا کے سانپ
کیونکر نہ مال لین ہین زلف دوتا کے سانپ
دنیا مین انکو جان عذاب خدا کے سانپ
کیلے ہوئے ہین کیا تری زلف دوتا کے سانپ
طاؤس کو نگل گئے یہ ہین بلا کے سانپ
قابو مین ہے تب ہی زلف دوتا کے سانپ

اے گنج حسن یہ کی دولت نہ چھوٹینگے
مشاطہ تو ہے لائی ہے قابو میں انہیں
مرکر بھی قبر میں مجھے لہرین سی آئینگی

گیسو ڈرا تین لا کہ ہمین بن بنا کی سانپ
مارے ہیں سن تجھے سے یہ لف دو تا کی سانپ
یاد آئیگی وہ زلف ڈسین گے جب کی سانپ

زلفوں کے پیچ سے نہیں بچتے ہو ناطق کیون
کیا کھیلتے ہیں آپکے سر پر قضا کے سانپ

ترے بغیر ہوئی سخت بیقراری رات
یہ لال ہیں آنکھیں گواہ بیداری
یہ انتظار تھا تیرا کہ مثل تاروں کے
سرشک ٹپکے ستارے زمین پر ٹپکے
بائیں خیال کہ وہ ہونگے خواب جنت میں
جو نام آپکا لے لے کے شب چلائے
سیاہی شب فرقت کی وجہ ظاہر ہے
نیاز و ناز میں تھا معرکہ شب وصلت
ترے فراق میں آکر بے مرے ہمدم
نہ ہوا ملاحظہ حال تیرہ بختوں کا
خود دیکھیے مارے سیہ رات بھر ماہ
کمند پھینکتے تھے بام عرش پر کیا کیا

دل و جگر ہی کو تھامے کٹی ہماری رات
کہ جاگ جاگ کے کاٹی ہے ہم نے ساری رات
کٹی ہے آنکھوں میں یا ماہ اپنی ساری رات
ہماری جان پہ افلاک و ہم ستارے رات
کہاں تک آہ نہ لی ہم نے سانس ساری رات
بہت تصور کی ہم نے پردہ داری رات
ہمارے غم میں سیہ پوش ہی ہماری رات
ادھر ہم بھی تھے ہر جوش اشکباری رات
فغان و نالہ و فریاد و آہ و زاری رات
ہمارے نصیبے ہی روشن کبھی تھا یا ری رات
ہجر میں بھی گیسوئے رسا شب ہمکناری رات
بچھے بام ترا موج بیقراری رات

جگر کو تھام کے بس بیٹھ ناطق رہ جائے
وہ آکے دیکھیے حالت اگر ہماری رات

دل جمعی

وہان رقیبون مین تہا شغل بادہ خواری رات
لہو کے گھونٹ یہان ہمنے گھونٹی ساری رات

وہان قیبون مین ہوتی تہی گفتگو بوسونکی
یہان تہی یاس کے عالم مین دم شماری رات

وہان ہنسی تہی رقیبون سے ناچ گانا تہا
یہان تہی نالہ و فریاد و آہ و زاری رات

وہان وہ غیر کے پہلو مین محو شوخی تہے
یہان بغل مین تہی دل کو بیقراری رات

وہان رقیب سے سوتے لپٹ لپٹ کر وہ
یہان لگی نہ پلک سے پلک ہماری رات

وہان تہا کو تہی شب کا شکوہ دشمن سے
یہان تہی صورت بیمار مجھکو بہاری رات

وہان رقیب کے محفل مین بیحجاب تہے وہ
یہان تہی انکی محبت کی پردہ داری رات

وہان تہی دشمن یاس عدو امیدوار سے
یہان تہی یاس عدو دنی امیدواری رات

وہان فروغ پر اختر تہا بخت دشمن کا
یہان تہی میرے لیے تیرہ روزگاری رات

وہان چہپی تہی دل غیر مین وہ نوک پلک
یہان تہی سینے مین ڈوبی چھری کٹاری رات

وہان تہا مرہم داغ عدو وصال انکا
یہان تہی تیغ فراق اور زخم کاری رات

یہان تہا تار رگ جان کو زمزمہ ناخن غم
وہان وہ چھیڑتے تہے غیر و نغمین کی ستاری رات

یہان یہی مجھی تہا صبح نزع کی الجھن
وہان وہ زلف سیہ غیر نے سنواری رات

وہان وصال عدو سے شب برات تہی لطف
یہان تہی سوین محرم کی شب ہماری رات

سوئے تہے وہ آکے میرے گہر رات
تہی شام سے رونق سحر رات

کرتا تہا خلش جو صفط پر رات
ہر نالہ تہا دلکو نیشتر رات

دن بہر مہین اب نجانے دون گا
رو نوایا ہے مجھکو رات بہر رات

پیشانی صبح پر یہ تل ہے
یا وصل کے میرے مختصر رات

زیبا

کیا حال شب وصال کہیئے
گیسو ہے قریب عارض و ند
وہ چہرہ نہیں ہے گیسوون مین
رونے ہی سے کم ہو گئے بجھ
قسمت کو ملا تھا حیلۂ خواب
رخسار نہین ہے فروغ خورشید
کیون تارون کی چاند پر نہی چمک
آتا ہے نہ آنے سے زیادہ

کچھ تھی ہی نہ قصہ مختصر رات
یا ہجر کی ہے دراز تر رات
دل بیچ مین ہے ادہر ادہر رات
ٹھنڈی ہی ہو بلا سے بیگ کر رات
تھا جھوٹہہ سچ اونکو درد سر رات
ہوتی ہی نہین ہے اونکے گہر رات
کیا بیٹھے تھے آپ یا ہم پر رات
ہے صدمۂ انتظار ہر رات

دیکھو نہ سحر وصال مین نطق
اللہ کرے ہو رات پر رات

تو آسمان ہلا نہ تو ساتون زمین اولٹ
بعد فنا نہ مجھکو کوئی دفن کیجیو
جیسے اولٹ رہی ہے تو برگ گل اے نسیم
مرتا ہون شوق قتل مین تلوار کھینچ اور
آئینے مین دیکھ صنم چشم سحر ساز
گلگشت باغ مین یکایک اولٹ نقاب
کیا مجھکو اس سے ذوق کہ کیا ہے نقاب
بیٹھی ہین جو مشتاق کی صفین
باندہے ہین اضطراب کے مضمون یک قلم

اے اضطراب پردہ پردہ نشین الٹ
دل بیقرار ہے نہ کہین فرش زمین اولٹ
اوس نوبہار ناز کا برقع یونہین اولٹ
دامن کمر مین باندہ ذرا آستین اولٹ
ڈرتا ہون مین نہ جائے جادو کہین اولٹ
اے گل وہ نسیم کا جائے کہین الٹ
چل اے صبا نہ برگ گل یاسمین اولٹ
پردہ اولٹ کے تو اوسین پردہ نشین اولٹ
ڈر ہے زمین شعر نہ جائے کہین اولٹ

[illegible]

لہراتی ہی نطق بلا مار زلف یار
ڈر ہی مجھے کاٹ کی جائی کہین اولٹ

دم اگر ہے تو دلاسا ہے عبث
جو تجھے ہے جب ہی تو وعدا ہے عبث

میرے ہاتھ سے کہ ہون آزار دوست
پھول کی پہلو مین کانٹا ہے عبث

جاگ غافل کچھ تماشا دیکھ لے
اے مرے طالع تو سوتا ہے عبث

یوہین کہہ دو سب ہین ناکام ہم
وعدہ محشر کا تمکو حیلا ہے عبث

دل مین جب تھی تو گیا آنکھونسی شرم
تو اوٹھا بھی دو یہ پردا ہے عبث

لے اوٹھے جاتے ہین تیری بزم سے
تو رقیبونکو بٹھاتا ہے عبث

کچھ اثر ہی جب نہین ہوتا ہو تمان
آہ نے بے سود نالا ہے عبث

جبکہ عشق اوس بحر خوبی سے نہین
پھر خروش و جوش دریا ہے عبث

خود سمجھتا ہون مگر مجبور ہون
جانتا ہون اوس سے شکوا ہے عبث

ایک تو ہو تجھ سے مطلب ہے ہمین
ہو نہو یہ ساری دنیا ہے عبث

بوسہ لب مین ہے جب اونکو کلام
تیرا ابدل اور ابرادا سے عبث

نطق لے آتا وہ بت گور پر
ہم نہ کہتے تھے کہ مرتا ہے عبث

تقریب دیکھو تو فلک کی برا ہے رنج
وقت نشاط ہوتے ہوے یاد آئی رنج

دل نے خیال عیش و بہی پاؤن جل دیا
حسد ہم ہجوم کرکے یکایک سمائی رنج

آدم کا تن ازل مین جو عیان نظر پڑا
تقدیر نے اوٹھا کے اوڑا دی اکائی رنج

اور تا کی عیش چرخ سوا بخت بد نگر
پاس آنے تے میری کہین نجائے رنج

[illegible]

خوش آتی ہے لب بام سے ہمکو تو کیطرح
تری قسم مجھے دیکھی مسیحے مٹے تاب
دہرا ہے روبرو آئینہ قد کو دیکھتے ہو
انہین سے آبروے عشق ہے بلبل تیری ناصح
جہان پڑی ہین ہین یا دگل مین دیوانہ
خموش پہول کی منہ غنچہ رکھیا یا چار
وہ رند ہون کہ بغل مین ہے جسکی دل شیشہ
وہ رند ہون ہو کے نشے مین جب ہو اچھیر
ذری سی بات مین ہوتا ہے تیرے بیچ کافر
مثال تیغ تو لگ جا گلے سے ا و قاتل

پکارتا ہے سگ کوی ماہرو کی طرح
بلا رہے ہین گلا گھونٹ کر لہو کی طرح
اوڑائے تمنے یہ سر کنار جو کی طرح
عزیز ہین ہمین آنسو بھی آبرو کی طرح
چمن مین ہین تو خزان مین پڑا ہے جو کیطرح
کہ جاوس سے ہین نہ پڑی تیری گفتگو کیطرح
رگون مین دوڑتی پہرتی ہے مے لہو کی طرح
تولے چلے نہ مجھے مغ دوش پر سبو کے طرح
ہمارا دل بھی ہے نازک سبو کی طرح
کبھی تو جوش مین آ جا مرے لہو کی طرح

جو اپنے گوشہ عزلت کو چھوڑ دیگا نطق
پڑا پہرے گا وہ آوارہ گل کی بو کیطرح

بدلتی اب نظر آتی ہے دلربا کی طرح
مٹونگا پر نہ اوٹھونگا تمہارے کوچے سے
الہی وسکی کمر تک کہین پہنچ جائین
کھینچے کان مین بلبل غریب کی حق مین
مین اونکی گھر جو گیا تو کمال غصے سے
یہ وہ زمانہ ہے مہر و وفا و شرم و حیا
چلا ہے وہ فلک حسن جب تعلی سے

گیا ہے آنکھ مین شوخی کی گھر حیا طرح
زمین پکڑی ہے بندے نے نقش پا کیطرح
رسا ہوں ہاتہ مری گیسوی رسا کی طرح
سیاہی اپنی جو گل تک صبا کیطرح
وہ بولی خیر ہو نازل ہے بلا کی طرح
ہوئے جہان سے نایاب کیمیا کی طرح
تو مہر و مہ ہوئے پامال نقش پا کی طرح

ترا اسیر ازل سے ہوں سے تا قیامت
ہوا ہے طوق گلو حلقہ فاختہ کی طرح

جو بند نظر سے اوسے دیکھے اوسکی آنکھوں میں
اوڑا اوڑ کے خاک پڑی چشم نقش پا کی طرح

بھرا تھا عجز نے پہلے سے جانے کیا کیا
برس پڑی مرے آنسو وہ گھٹا کی طرح

کسی سے دل نہ لگایا جہان فانی میں
ہم آئے اور گئے باغ کی ہوا کی طرح

ہوا ہے خون تمنا سے دل کا یہ نقشہ
کہ سب کو صاف نظر آئے کربلا کی طرح

نہو گے جوش وحشت میں سد راہ کبھی
کبھی پہاڑ سوا دل جھونکا میں صبا کی طرح

تری بلا میں ہیں مبتلائے عشق اکثر
مرض یہ پھیل پڑا شہر میں وبا کی طرح

مثال درد دل اوٹھکر عدو کے پہلو سے
تو بیٹھ پاس مرے نقش مدعا کی طرح

نہو گی کچھ خبر اے شفق اوٹھیگا تو تمکو
تمہاری آہ چلی جائیگی ہوا کی طرح

وصف دہن میں جیسے سخن ہے بات بیطرح
کرتا پڑی ہے نفی کی اثبات بیطرح

بوسے کا نام لیتے ہی خفی ہو گالیان
بکنے لگے ہو یار خرافات بے طرح

دل توڑتے ہو پند و نصیحت سے شیخ جی
ڈھاتی ہو کعبہ قبلہ حاجات بی طرح

درد فراق سے تری اے یار اب دور
ہر ہر گھڑی کٹی ہے کٹے رات بی طرح

پڑتا نہیں ہے منہ جو کروں بوسے کا سوال
وہ شوخ بد زبان ہے یہ بات بی طرح

ہر دم ستم ہیں اپنے کیے کو بھگتے ہیں
جرم وفا کی پائی مکافات بی طرح

بے پردہ ہوں حضور اگر ذرہ جلوہ گر
آنکھیں بھی کہائیں مہر کو ذرات بی طرح

اے یار نالہ کش تری فرقت میں میں تنہا
ہلتی تہی رات ارض و سموات بی طرح

جسدن کہا کہ جان دیا دیں تن پہ تو
چوری چھپی ہے شب کے ملاقات بی طرح

صاحب مبارک آپکو عاشق نے فقرے
ہمسے چھٹی قدیم ملاقات کی طرح

بجلی گری تبسم جانان سے دفعتہ
آئی ہے ہمکو مرگ مناجات کی طرح

درد فراق سے ہے برا حال نطق کا
ہے ہے کراہتا ہے وہ دہرات کی طرح

میں ورہا ہون گو جب سے تم خوشی کی طرح
ہنسا دو پھر مجھے آجاؤ پھر ہنسی کی طرح

وہ رنج دوست ہون آتا ہے غم خوشی کیطرح
جو درد دل میں ہے اوٹھتا تو گدگدی کیطرح

گجر جو آج شب ہجر میں نہیں بجتا
بلا سے کان ہے بجتی دہر گھڑی کیطرح

ہوا دماغ پریزاد پیار سے جو کہا
ہوا پر آگئے اوڑنے لگے پری کیطرح

ہوای نغمہ نہ ہی غرض نہ شوق کباب
بسر فراق میں کرتا ہون متقی کی طرح

ہماری آنکھ یہ تجھ جمال کسکی ہے
کھلی ہوئی ہے جو ذرات آرسی کیطرح

لگاوٹ بہت پردہ نشین ہے لازم
چھپا دو عشق کو بھی حسن خانگی کیطرح

لگائی یار نے ذرے پہ لف چھوٹی پہ
کہ کہاں اوتر گئی کالی کی کیچلی کیطرح

چمن میں کسکے لب شوق چوم چوم لیا
دہان غنچہ میں پاکر تری ہنسی کیطرح

یہ عشق کیجئے ایسا کہ روگ ہو جائے
لگائی جو کمیں قل تو دل لگی کی طرح

گلے میں یار کے چنپا کلی کا ہر دانہ
خوشی سے پھول نہ پھول کر کلی کیطرح

مرے سوا جو کوئی اون لبوں کا بوسہ لے
الہی وسکا بھی کالا ہو منہ مسی کی طرح

مثال ٹھیک نہیں عرصہ قیامت سے
وہاں یہ فتنے کہاں ہیں تری گلی کیطرح

ترے فراق میں جی کھولکر رون نالے
اگر گلی میں ہون سوراخ بانسری کیطرح

صدای خندہ گل ہے جو تو بی حقہ
شگفتہ غنچہ ہو مہتاں کا کلی کیطرح

شب فراق ترا دل فگار سرد ہوا
نگاہ ناز سے دم بھر میں ہوگئی بسمل

اندھیرا مار گیا اوسکو چاندنی کیطرح
گلے پہ اپنے مگر پھر گئے چھری کیطرح

دہان یار کو ہرگز نہ کہیو جوہر فرد
نہ نطق کہا سیو دیو کہا تو منطقی کیطرح

مری نگاہ وہاں جب سے ہوگیا گستاخ
ادب ادب کے صلہ مجھکو عجب حسین نے دی
معاملہ ہی مرے دل کے ساتھ یوں عجب سم کا
ہزار دن ایمان پڑنے لگیں سکندر پر
نہ رعب حسن ہی جسکو نہ سطوت تمکین
جفا و جور یہ مجبیر کہ نام سے سمجھوں
نہ بزم یار میں ثانی مرا ادب میں لی
چلی اور ادب ہوں رنگ کے ہند کے لب
وہ مست حسن جوانی میں مست شوق شباب
ذرا نہ رو کے مستی شوق میں دل کو
کہلا رہو سکا یہ لگا مجھے بتاتی ہیں
شب وصال میں ایدل سمجھ کیا ہیں ہم
ادب سے فایدہ ایدل کہیں گی تب بھی نہیں

کبھی نہ جب گل رخ پہ چلی صبا گستاخ
جو ہو چلا میں ہم عرض مدعا گستاخ
کہ آشنا سی ہو جس طرح آشنا گستاخ
جو دیکھے رخ کی طرف ہو کے آشنا گستاخ
یہاں نہ ہوگا کوئی میرے شوق سا گستاخ
یہ مہر و لطف عدو پر کہ ہوگیا گستاخ
نہ تھا یہ میں کوئی مجھ سا دوسرا گستاخ
وہ بیجا کہیں کہ ہیں میں اب ہوا گستاخ
وہ بیجا قیامت ہیں میں بلا گستاخ
یہ دیکھیے کہ یہ ہوتا ہے ناجا گستاخ
شراب پیکے ہوا وس شوخ کی دلا گستاخ
نہ بیجا تو نوش لیں سن لینگی بیجا گستاخ
وہ اب بھی کہتی ہیں بے شرم بیجا گستاخ

ہیں اسی حسین میں تو ہوں خیال کہ مثل نکہت خلق
گلی گلی نہ دریدہ دہن صبا گستاخ

ایدل وہ بت کہ جسکو ہی جور و جفا پسند
دل غیر کا پسند او نہین میرا ہی نا پسند
آباد گہر کو چہوڑ کے صحرا کیا پسند
بیعانہ جسکا ملک حلب کا خراج ہے
اسکا تو لطف تب ہی کہ تو ہی بغل مین ہی
عشق پری ہی زار ہون ای جو ذہیر ہے
گاہک جسے قبول کرے مال ہے وہی
جب سے سنا کریم خریدار ہے وہان
تازی کو کیون کلام ہی خالی ز حسن مین
فرقت کی شب سے دور ہوا ای چاند دور ہو
بہاتی ہی کوی یار کے ہان ان وہ گرم لوگ

صدقے تری پسند کے کسکو کیا پسند
زنگار ہے پسند نہین آئینہ پسند
دیوانے دل کی ہای ذرا دیکہنا پسند
وہ دل کا آئینہ مگر اونکو ہی نا پسند
یون خاک آسے چاندنی ای مہ لقا پسند
کرتی ہے اوس چڑیل کو پیر بلا پسند
دل ہی وہی کہ جسکو کرے دلربا پسند
جنس گنہ تو اب ہے آتی سوا پسند
اللہ کو ہوا ہے یہ نام خدا پسند
تیرے تو منہ سے ہے نہ مجہے اوٹہا تو
جیل او چمن نہین ہمی شہد ہی ناپسند

ہر شعر ہے رسا ہی تعلی کی مطلق کیون
کیا اس غزل کو گانی کو اوسنے کیا پسند

سنا جو عیش مین انکو دم فغان فریاد
جگر فشان ہی آنکہین ہین دل فشان فریاد
فسون ناز نے منہ پیشتر ہی کیل دیا
اذان کعبے مین نا قوس سنگدل مین سنا
سنی نہین جو اونہون نے تو کیون ہجوم ہے یہ
دکہا چلے اثر اوس تک پہنچ چلی ای دل

تو نغمہ ہو گئی اگر ہے زبان فریاد
لب ایسے گریہ و فریاد سے فغان فریاد
ہزار نالہ کرے وہ مگر کہان فریاد
سنی کسی نے کہ میری یہان تہان فریاد
نہ رایگان مرنا گئے نہ رایگان فریاد
مری ہوئی ہے یہ نالی یہ ناتوان فریاد

حسینون کا

۴۷

برنگ دانۂ اسپند بول جائی گے
خیال ہی تری زلف نا غیوں کا ہمین
اگر ہے نا ہے نازک شاخ حضرت کا
یہ بے سبب نہیں سن سنگی انبساط انکو
پڑے ہین پھول ہی بکھرے جگر کے ٹکڑے
ترے ستم تو نہیں کچھ پڑا شگفتہ سدا
سکت جو سانس ہی لینے کی ہو چلی نکلے
قفس وہ دل میں یہ مردہ ہی دم غنیمت ہین
تری ادا وہ بلا جس سے ہر نفس نالہ
وہان ہو نالہ بھی تاثیر عشق سے نغمہ
نکل رہی ہے وہین سے جو سانس بن بن کر

لگی کی گرمئ فریاد سے زبان فریاد
وگرنہ کیا نہیں منہ یا نہیں فغان فریاد
تو ضعف سے ہی ہماری نہیں توان فریاد
مگر نکلتے ہیں نغمے سے تو امان فریاد
نکل کے منہ سے بنی شاخ گل فشان فریاد
نکل گئی ہی تمنہ سے جو ناگہان فریاد
عصائی دم کے سہارے سے نہیں توان فریاد
وہ زور شور کے نالے کہان کہان فریاد
ترے ستم وہ غضب جس سے خونچکان فریاد
اثر سے غم کے بنی نغمہ نہان فریاد
یہ پردہ دار محبت کی ہے نہان فریاد

یہان تو چاہ سی ہے نطق جو ہین لب تک
وہ لاکھ کان لگائین مگر کہان فریاد

ٹوٹے ہین تری جوشن جوانی کی اگر بند
الفت کی سبب لوگ ہین طرفین کی بدظن
ای برق تجلی ترے جلوی سے عجب کیا
طفلی کے سبب ہین وہ ابھی قید حیا مین
بیتابی دل وہ ہے کہ ملتا ہی بدن سب
سوتا شب غم اپنے مقدر مین کہان ہے

جوش تپش دل نے بھی توڑے ہین اگر بند
وہ قید مین پردے کے پڑے ہم ہین نظر بند
ہو روزن دیوار کے بھی آنکھ اگر بند
آنکھو نہیں ہی بلکہ شوخ نظر بند
لیکن قفس اوڑ جائی نہ یہ طائر پر بند
ہان غش ہی کیوقت یہ آنکھین ہین مگر بند

میں سینۂ صد چاک کہاں اگر اپنا
سینے کو ابھی شرم سے کرلے گل تر بند

تا بعکسِ شش دل کے حسیناں جہاں میں
پریاں مری افسون محبت کی ہین پابند

ایذا ہو سوا کم ہو جو آزار محبت
سوزش بڑے ہو جاے جو ناسور جگر بند

ہاں گریۂ نیسانی کوئی ٹکڑا کہیں لگا
ای امن قفس گان یہ ہماری ہین جگر بند

ارباب تصور کے لیے دیکھیں نہ آنکھیں
رہتا ہے ہمیں خانۂ آباد کا در بند

ہو کاش نقاب رخ نکلی مری آنکھ کا پردہ
اور اوسکی ہوں ای شوق مرے تارِ نظر بند

دل آہ کو اور آنکھ کریں اشک کو گیا بند
کوزے میں سے دریا ہو نہ مٹھی میں ہوا بند

بلبل کی طرح ہم بھی گلچیں ہی اوڑا دے
ہو جائے تو دل پھیکے اگر ایک سے پابند

تب جائیگی سوزش مرے ناسور جگر کے
مرہم تو ہو منہدی تری پا ہی ہو حنا بند

حد ہوگئی لب پہ دل بیتاب تپش کی
للہ ذرا رحم کہ دم ہونے لگا بند

گلزار میں آمد ہے بت پردہ نشین کی
نکہت سی کہو جا کے کرے راہ صبا بند

جی میں ہے ذرا پھیرے میدان سخن میں
مدت سی ہمارا فرس طبع ہے جا بند

خیاط نقاب اوسکی ہو رنگین گل تر سے
تا رگ گل کا کوئی نازک سا لگا بند

قلقل سے بہت بحر میں سر میرا ابھرا ہا
ہو جاے خفا اسکو ہو شیشی کا گلا بند

رنگ اور روئی نا تھو میں تو لاتی نہیں آنکھ سیا
شوخی میں تجھے ای شوخ ہے منہدی تری پابند

بے تابی دل سے تو میں تڑپونگا شب بھر
ہر بند سے ہو جائیگا تا صبح جدا بند

اوس زلف سیہ فام کا دل میں ہے تصور
شیشے میں مرے بدلی پری ہے بلا بند

نکہت کو اڑا لاؤں گی تو زلف چمن میں
اور آہو نسے کردون میں دم باد صبا بند

تخصیص نہ اسمین کوئی خار کہ گل ہو
لگ جلنے مین اپنی طوق نرہ مثل صبا بند

کہین تری آنے کو نہین مثل صبا بند
دیوار کو پھاند ونگا جو دروازہ ملا بند

مجنون خود آرا کو یہ زیور ہو مبارک
دیوانی تمہاری نہین زنجیر کے پابند

بالفرض اگر آگئی ہی جسم پکڑ کر
گائی ترے ہمراہ تو ہوا اوسکا گلا بند

ہان جاگتے سونیکا جو تھا وصل مین تھا لطف
اب ہجر کی شب دیدہ ہی ایکی سا کھلا بند

مہتاب نکلتا ہے ترا روپ بنا کر
آنکھ اپنی شب ماہ مین اے یار ہوا کیا بند

کیا کیا مری جان نے اونہین سوسے آئے
سوتے مین قبا کا جو کہین اونکی کھلا بند

اوس شرم کی پتلی کا نہ مجھے سینہ دکھایا
گرمی کا ہون ممنون کہ انگرکھے کا کھلا بند

وہ زلف عجب خانہ زنجیر ہے جس مین
ایک ایک گرہ مین ہی دل ایک ایک جدا بند

کس کس کی بندش ہی شب غم ہی یہان کون
ایکی ساہی دروازہ کیا یا نہ کیا بند

مین بندہ بجان اوسکا ہون بہا جا جو دل کو
خوشرو کا مقید نہ جو جمدار کا پابند

بے مغز ہین سر اوٹھانے کی ہوا ہے
ہوتی ہے حبابونمین فقط نطق ہوا بند

ابرو پہ اوسکو نہ کیونکر تلوار پر گھمنڈ
جو جو جری ہین ہر اونہین ہتھیار پر گھمنڈ

ناز و ادا کی نسبت قوی یون ہی حسن ہے
جس طرح ہو سپاہ کو سردار پر گھمنڈ

خنجر دئے وہ ملا مری ایذا کے واسطے
اب تک تھا اپنے زخم مین جس یار پر گھمنڈ

رکھتی ہین ناز اونہین ناز و حسن پر
کرتے ہین ناز و حسن ترے یار پر گھمنڈ

کرتے اثر جو یار کے دل مین تو بات تھی
ناحق ہے مجھکو خوبی اشعار پر گھمنڈ

میرے تو اضطراب کی پوری تڑپ نہین
گیسوے روی یار کو ہے نہ یہ حسن کا
معشوق کی ہی ذات ہمہ ناز و بی نیاز

تمکو ہی کیا بلندی دیوار پر گھمنڈ
زیبا ہے گل کو سنبل گلزار پر گھمنڈ
ای دل نہ کیجیو کرم یار پر گھمنڈ

ای نطق اونکی بات کی کیا بات ہے مگر
شاعر ہین ہم ہمین ہی ہے گفتار پہ گھمنڈ

کیونکر مری زبان نہ نکلے سخن لذیذ
سنگ نمک سے تیغ چٹا کر کیا ہے قتل
شاعر ہون تم نہ مجھ سی تعلی کے لیجیو
دو بوسے مرے کے ہین بگلزار حسن ہین
بوسے لب و ذقن کے مجھے تم عطا کرو
لذت ہے یا ئی نفس کشی نے جوا ختیار
ہو صلح پھر شراب پئین پھر تری لذیذ
میوے کی طرح کہاتی ہین دیوانگان عشق

چوسے ہین میں تو ان لب شیرین ہین لذیذ
لقمہ دہان گور کو ہے میرا تن لذیذ
ہوگا تمہاری بات سے میرا سخن لذیذ
خرما ہی لب لذیذ ہی سیب ذقن لذیذ
کہاتے ہین میوے باغ کے مرغ چمن لذیذ
کہاؤن جو تلخ شئے تو مرا ہو دہن لذیذ
پہر دو کباب ساقی پیمان شکن لذیذ
پتھر ہین تیری تہ کے ای سنگ تن لذیذ

دہوئی ہوئی زبان ہے کوثر کے آب سے
واللہ نطق کا ہی نہایت سخن لذیذ

الفت جو ہو دلسے اترا وسکا نہو کیونکر
مرکر بھی ہوئی فن اوسی بت کی گلی مین
جب تنگ جوانی مین گل تر کا نکالے
دیوانہ کرے کیون نہ ترا حسن جوانی

ہم ہو رہین جسکے وہ ہمارا نہو کیونکر
اب بھی وفا کا ہمین جو ہی نہو کیونکر
پھر خاک کا تیلا ہی تماشا نہو کیونکر
جب فصل بہار آئی تو سودا نہو کیونکر

وصفِ دہنِ یار میں منظور ہے وقت
ہر ایک مرا شعر معما نہو کیونکر

اوس رخ کو اگر حسن میں ٹھہرے یوسف
تو زلف شب خواب زلیخا نہو کیونکر

کیا ترک محبت کے ستم کرے شکایت
ای یار رقیب ہو تو ایسا نہو کیونکر

ہیں عاشق و معشوق تو یکجان و دو قالب
بدنام مجھے کر کے وہ رسوا نہو کیونکر

منہ دیکھ کے کیونکر نہ پڑھے آپ کا کلمہ
طوطی کی طرح آئنہ گویا نہو کیونکر

انسان ہوں فرشتہ نہیں کیونکر نہ لگوں
جی کہتا ہوں خواہش مجھے اصلا نہو کیونکر

بیٹھی ہیں وہ وہ بت پردہ نشین ہے
پھر ہر کوئی مشتاق تماشا نہو کیونکر

جب باغ کو تو جاے تو غنچہ ہو کھل کر
تیرے لیے آغوش تمنا نہو کیونکر

قابو میں مرے آگئے ہو چلتے ہو فقرہ
پچھتے نظر آتے نہیں وعدا نہو کیونکر

اب تو لب شیریں کا مزہ چکھ کے پڑی چاٹ
بوسے کی ہوس اور زیادہ نہو کیونکر

مر جاوں میں جیسے چھیڑے دشمن آئے
ای نطق لب گور سے شکوا نہو کیونکر

دل میں ہی جو ارمان بر ہونے درد ہو کر
اب نے دم وہ نکلے دم ہی بسر ہو کر

دیوانہ آسمان ہی مجھکو جو چھیڑتا ہے
دو نالوں میں اوڑے لگا بس گرد ہو کر

میں کیا مرے فرشتے واقف نہ عشق سے تھی
خود دل میں آسمایا بیدرد درد ہو کر

ای خزان چمن میں مٹی میں مل کے گل
رنگ بہار اوڑتا پھرتا ہے گرد ہو کر

میں مرگیا تو وحشت رو رو کے کہتی ہے
کیسا تھکا پڑا ہے صحرا نورد ہو کر

اگر تری گلی میں کیا خاک قدر پائی
بنکر غبار راہ تیری میں بیٹھے ہے گرد ہو کر

تسکین دے الکو دیکے مانند رہ نعل میں
پہلو سے اوٹھ نہ ظالم تو دلکا درد ہو کر

دنیا وہ بیسوا ہی زاہد کو پہانس لے گی
چل ڈھونڈھ ساتھ میرے اوس عورت قلندر
کیا جان پڑ گئی ہے قاتل جو لوٹ آیا
اوس انجمن مین میرا اغیار کے برابر
سیکھی بلا شرارت فتنے بنے قیامت

ممکن نہین ہی بچنا عورت سی مرد ہو کر
اسے چیز کیا ملیگا بیہودہ گرد ہو کر
بس من بہشت مین بہی سرگرم نبرد ہو کر
دل کا سا بیٹھتا تہا اوٹھتا تہا درد ہو کر
اوس چشم سرمگین کے دنبالہ گرد ہو کر

ای نطق ہر طرح یہ دنیا کو جھیل ڈالا
کیا نرم و سخت ہو کر کیا گرم و سرد ہو کر

ای جان جان نکلی فرقت مین درد ہو کر
اوڑ جائی دہوپ تیرے جلوے سے گرد ہو کر
رنگ وفا و الفت محبوبون پہ چہایا
مردان حق کو جو کچہ ہوتی ہوائے دنیا
جاڑون مین دہوپ کہاتی وہ نازنین چہبیلے
دلکو جلا رہا ہی کیا نور صبح وصلت
ای شیخ چہوڑ خلوت رندونکی بزم مین آ
زہرہ و شمس نے رتبہ سیارونکا ہی پایا
دیکہی کوئی تماشا کیا کب مجھے رولایا
کیا کیسی کیا دکہایا چاہت نے کیا دکہایا
تو عاشق خدا ہی مین عاشق صنم ہون
ایدل نہین ہے یاری لڑکونکی عشق بازی

آیا جو دم لبونپر تو آہ سرد ہو کر
خورشید ڈوب جائی چہرے سے زرد ہو کر
آنکہونسے سرخ ہو کر چہرے سے زرد ہو کر
اکسیر اوڑتی پہرتی گلیونمین گرد ہو کر
تو دہوپ چاندنی سی ہو جائی سرد ہو کر
کرتا ہی مجھکو گرمی کافور سرد ہو کر
کیونکر ہو تو نکی عادت سیکہی ہی مرد ہو کر
ای ماہ حسن تیرے دنبالہ گرد ہو کر
تحریر خط لگی ہے اوس رخ پہ زرد ہو کر
آنکہونمین تنگ ہو کر سینونمین درد ہو کر
ای شیخ یہ ملامت یون دل بدرد ہو کر
خود اس جہڑی مین مارا جائیگا نرد ہو کر

ردیف شراب

تیرا سخن نہ سمجھے جو لوگ گوا دیتے
کیا شاعری مین پایا ای عشق فرد ہوکر

غیر و نکو دہو کہا دیکے ذرا وقت ٹال کر
آیا گرین تو آپ یہان دیکہہ بہال کر

دامن نہ کہینچے تا کوئی دامن سنبہال کر
چہتیشین نہ الہو کی بچا کر حلال کر

جو بلبوس ہیچ ٹل گئے وہ بات ٹال کر
مجہہ سی کہو تو رکہہ دون کلیجہ نکال کر

ایدل نہ شوخ چشمونکی تو دیکہہ بہال کر
لے جائین گے نگاہین کلیجہ نکال کر

ساری بہار بادہ کشی تہی بہار تک
ساقی سبو و جام اوٹہا لیہ کنگال کر

بایو ہین سے آنے سی ہم ہو گئی سبو ہے
اپنے گلے مین مت تمنا کو ڈال کر

نازک بہت ہے موج گلابی مین بچا ہو
گنبد سے کا پہول روک نہ نادان اچہال کر

ایسا نہو کہ آپ ہون اپنے فریفتہ
آئینہ دیکہئے نگا ذرا دیکہہ بہال کر

پیاسا جو چہ نکا ہی تو بسم اللہ دیر کیا
وہ تیغ یہ کلا ہے ستمگر حلال کر

دیدار ہی نصیب ہوا یا کبھی بوس ہی
پانون تلے ملین مری آنکھین نکال کر

اللہ نے کیا ہے تجہے بادشاہ حسن
تو آج لی چہری جسے چاہے حلال کر

خوش چشم ہو تو اپنے لیے ہو کسیکو کیا
بندی کو گہورے گا ذرا دیکہہ بہال کر

دل پہیر نے بتو نے خدا کی طرف مرا
اے عشق مجہہ فقیر کو صاحب کمال کر

اوس صاف صاف ساق کی خوبی نیا ہنگی
لا کہہ اسے شمع آپکو سانچے مین ڈہال کر

جلنی ہی تیے فراق مین ایک آہ کہینچ کر
ٹہنڈا ہوا بخار مین دل کا نکال کر

خرشید کا نت جاتی ذرا آ جلال مین
مریخ سر جہکا ہی ذرا آنکہہ لال کر

تہک تہک گئی مین انتی حلیمین تیرو ہاتہہ سے
تلوارین ہاتہہ نہین زبانین نکال کر

ای نطق آئینے سے تماشا ہے مدعا
تجھکو جو دل دیا ہے تو محو جمال کر

پتھر پڑین آہ تری اوسکے اثر پر — بجلی کی طرح کوندتی ہے میری سپر پر
دن بھر تو یہی خاک اوڑاتی ہوئی پھیر — جب رات ہوئی بیٹھکے کاٹی ترے در پر
جب پوچھی کمر یار سے کہتے ہین کمبخت — لیلای شب غم کے ہی اب لف کمر پر
یہ جامی کا شکل کف دریا جو دہر ہوگے — رومال ٹھہر نگا مرے دیدہ تر پر
کہتا ہون تڑپنا تو سنبھل کر شب غم مین — ایدل کہین کچھ صدمہ نہ آجای جگر پر
کرتب ہین حسینونکے زمانے سی نرالے — دل مین اوترآتے ہین یہ چڑھتی ہے نظر پر
بیتاب مجھی دیکھکے اونکو بھی قلق ہے — دل پر ہے یہان ہاتہ وہان ہاتہ جگر پر
کھوئین گی شب وصل موذن کی گلو کو — پھیرین گی چھری شام سی مرغان سحر پر
گل کردو نقاب آج سر شام اولٹکر — ہان شمع کا یہ قصہ نہ رہ جای سحر پر
دو ہاتہ تھے سو ٹوٹ گئے سینہ زنی سے — کیا وقت قلق رکھین کے دل اور جگر پر
کس بات مین کم تجھکو بنایا ہے پری سے — گیسو تجھی بخشے ہین ویسے اوسکو اگر پر

گیسو کے درازی سی ہے ہین نطق یہ ڈر ہے
پڑ جای کوئی پیچ نہ تار کسے کمر پر

کیا تیرے جی مین آئی تھی تلوار دیکھکر — حاضر ہون ترک تجا ادھر ای یار دیکھکر
سنتے ہین گل چمن مین ہین ال لگا دیکھکر — نکہت اوڑا رہی ہے مجھے زار دیکھکر
حسن نکی لطف اسیر ہے گیسوی یار کے — اتنا ڈرے کہ مجھکو گرفتار دیکھکر
بوسے سے شاد کام ہون اغیار ناصیب — یہ جائین ہم اپنے ہو نہ لب یار دیکھکر

[illegible]

مجھے ہیں غیر طعنہ زن ستمگر تو جھی
وہ طاقت و توان جو خرد و دین و دل
ساقی پیالہ مجھے بلاکش کو ہوش ہے
ای رب علاج اب بھی مگر درد دل کا کر
کیا نام ہوگا قتل سے مجھ ناتوان کے
بیدم پڑے ہوئے ہیں شہادت کے شوق میں
ای ذوق درد مژدہ کہ پہنچی گیا ہی یار
اب نذر جان نثار و نکالیں آپ جان

یہ گم نگاہ ستمیان تری ای یار دیکھکر
ایک ایک کر کے لے گیے ہر بار دیکھکر
تقسیم کر تو ظرف قدح خوار دیکھکر
ورنہ کچھ اور ارادہ ہے دیوار دیکھکر
مار و کسی رقیب کو تیار دیکھکر
جی اوٹھ او نکے ہاتھ میں تلوار دیکھکر
بیباک و بدزبان و ستمگار دیکھکر
میری طرف نہ دیکھیے تلوار دیکھکر

پچھتاؤ گے نہیں جو فقط حسن پر گئے
دل دیجیو تو نطق و وفا دار دیکھکر

چمکے نہ برق آہ شرربار دیکھکر
ٹوٹا دل اپنا لذت آزار دیکھکر
وہ درد دوست ہیں کہ نہیں لیتے ستمگر
بندہ تمہاری نذر کو لایا ہی جان و دل
صیاد کا یہ حکم ہے دلکو کرو نہ شاد
یا اونکے گھر میں رہتی تھی یا اب گلی میں ہم
تیرے نہیں گے ساتھ نہیں ہم بھی ہونگے
عرض جمال حسن جو رو بیری کرین
تان ہیر کے پاس کیا ہی مرا پاس کیا اوسے

جلنے لگی ہی میری گرمی بازار دیکھکر
پھیلا ہے پاؤں وادی پر خار دیکھکر
ہم چھیڑتے ہیں اونکو کم آزار دیکھکر
دونوں کو لی ہی لطف سی دیدار دیکھکر
چاک قفس سے جانب گلزار دیکھکر
روتی ہیں دیر سی در و دیوار دیکھکر
لازم تھا تجھکو وصل کا انکار دیکھکر
دل دیتی ہی ہم کسی کو طرحدار دیکھکر
اب اور سے ملیں گے وہ زردار دیکھکر

[illegible]

[illegible]

مثال اجتماع اضافات

وہ اوسلئے پالون آکے لب بام پہر گئے
مطرب سنائی جا یو نہین جبتک نہ آنکھ لگے
یوسف سے بڑہ کے اپنا بتاتے ہین مجہ سے کل

ہمکو پڑا ہوا لیس دیوار دیکہکر
ساقی پلائی جا یو نہین ہشیار دیکہکر
لیتے ہین دو ن کو وہ خریدار دیکہکر

باتین یہی ہے کہ جو موزون ہوئین ہین منطق
محجوب وہ ہوئے مرے اشعار دیکہکر

سر شیر ماتین تری آگے نجا لو ہوکر
موت آگئی مری معشوق پہ پردہ ہوکر
گل کو دریردہ ہجوم عشق دکہانے کیلیے
پڑ گئین پنکہڑیین شدت بیتابی سے
آمد و رفت ہی یون باغ جہان مین اپنے
مین جو روتا ہون سر بزم تو وہ کہتے ہین
حسن جاتا جو رہا ظلم وہ باقی نہ رہا
طوطی آسا ہو جو گویا تو صفائے عارض
دیکہہ پائے تری رفتار جو ای فتنہ حشر
یاس اس مرتبہ دیدار کے جانے سے ہوئی
اے فلک ہمکو کسی نے نہ اوٹہایا حیف
مانع دید ہماری ہی سیہ بختی ہے
اپنی روداد کا جب مرثیہ ہم پڑہتے ہین
چند قطرے مری قسمت کی جو ساقی تہی

گل سپید آئین نظر شرم سے شبو ہوکر
تیغ یارب ہو روان حلق پہ ابرو ہوکر
شبنم آئی ہمہ تن باغ مین آنسو ہوکر
رہ گئی رات قبا جسم پہ الو ہوکر
آئی زلفت کی روش اوڑ گئے ہم بو ہوکر
شرم بہی بہ گئی کیا آنکہ سے آنسو ہوکر
خال رخ رہ گئی بے ڈہنگ کے بچہو ہوکر
منہ پہ آئینہ کرے عرض دو زانو ہوکر
شور محشر کا پڑے پانو مین گنگرو ہوکر
اب نکلتی ہے نظر آنکہ سے آنسو ہوکر
چشم عالم سے گرے ہیتے مگر آنسو ہوکر
سامنا رخ کا ہو روکی ہوئی گیسو ہوکر
درد دل ساتہ دیا کرتا ہے بازو ہوکر
گر پڑی دیدہ ساغر سے وہ آنسو ہوکر

57

دل گئے دہ سر بازار تو یون ٹال دیا
درد بن بن کے ہے دل مین خیال دلدار
نخچیر ہے تحظ لپیٹا ہی ترا اصیل سے علے
بہر اچہرا وہ جنون تیرے ہے انچہین جہان
ہے یہی تیری ترقی اگر ای جوش قلق
حسن جانان کا مہ و مہر پلہ ہیگے گران
غنچہ دیکھیگا جو تیرے دہن تنگین کو
ای جنون مژدہ تجہے او مبارک مجہکو
کس قدر تیرہ شب ہجر ہے ای بخت سیاہ

حال دل کہیو کہین راہ سے یکسو ہوکر
اور آنکھون مین جو آجای تو آنسو ہوکر
پیرہن جامہ گل ہوگیا خوشبو ہوکر
نقش پا بہاگے ہین لوٹ کی آہو ہوکر
مار ڈالیگا مجہی میری قضا تو ہوکر
تول لین دیدہ انصاف ترازو ہوکر
خون دل پیجے گورہ جای گا چلو ہوکر
ہوگیا دشت سے بدتر مرا گہر ہو ہوکر
اوڑ گیا نور ستارونکا بہی جگنو ہوکر

نطق ان خاک کے پتلونکو دیا دیکھو تو
کیا بلای دل و جان ہوگئی خوشرو ہوکر

چاہت کا مرے وہم نہ کر اور کسی پر
اللہ رے ای بت ترے دیدیکی صفائی
حاصل تجہے کیا تذکرہ قتل عدو سے
درپے نہ ترے لوگ ہین تحریکو لگاو
ربط اونکا تجہسے تہا ن کیا تہی نہ ہو
جب مد نظر آنکہہ لڑانا نہین مجہکو
کہتے ہین وہ کہاؤن جو کبہی جال نشان ز
تار نگاہین کیا کوئی محفل مین کسی کے

مرجاؤ نہین مرتا ہون اگر اور کسی پر
آنکھین ہین مرے جانب ہین نظر اور کسی پر
پابندی ہو جو پاندہی ہے کمر اور کسی پر
تہمت تو مری قتل کی دہر اور کسی پر
آجای مرا دل جو ادہر اور کسی پر
وا ہین تو ہین روزن در اور کسی پر
عاشق تو مقرر ہے مگر اور کسی پر
آنکہ اور کسی پر ہی نظر اور کسی پر

[illegible]

تو مجھکو ڈبو یا مری ناموس کو لیکن
کہتے ہین وہ مجھ سے مجھے بدنام نہ کر تو
تیری ہی نظارے کو یہ آنکھین مری ہین
معشوق ہین پر رشک سے خالی نہین ہم
جاتی ہو مرے دلکو کئے غم کے حوالے
کیا جی کو دبایا ہے کہ جب ہی تو نہ بہولے
ہون خود ہی سیہ بخت پریشان ہین گیسو
مجھ بخت سیہ پر کہین پروانہ پڑے خوان
تھا رشک کا تا زیست مرے جان بکھیڑا

چینٹ اٹھی نہ ای دیدۂ تر اور کسی پر
ایسا ہی جو مرنا ہے تو مر اور کسی پر
ڈالی ہوا گر بیٹھے نظر اور کسی پر
مر جائین مگر دون جا کی اگر اور کسی پر
کیون چھوڑ چلے اپنا یہ گہر اور کسی پر
بالفرض دل آجائے اگر اور کسی پر
اپنی نہ صنم جا کے بکہر اور کسی پر
جا پھول شفق وقت سحر اور کسی پر
ہم مر چکے اب مار کے مر اور کسی پر

تم شوق کا سر غم مین ترانو سے اوٹھاؤ
دیکھو کہین ٹپکے نہ سر اور کسی پر

لکہ رہا ہون ثنای عارض یار
مرکے بہی ہے ہوای جلوۂ یار
خون سے سرخ ہین تلیان گلنار
کیا ہوئی تیری غیرت ای یار
دست قاتل کو نارنے روکا
حیرت جلوہ کو شک آرہے
دیکہہ اے شوق دل بہت ہے ضعیف
غم کے ہاتھون ہے دل مکدر ہے

میرا خامہ ہے موج باد بہار
ذرہ ذرہ ہے میرا آئینہ دار
اضطراب بنا ہے قفس کو بہار
جان بلب ہو رہا ہو بیمین بیمار
دیکھکر مجھکو جان سے بیزار
آئینہ بند ہین در و دیوار
گرم جوشی سے دیدہ نہ آج بخار
ہر نفس ہے اب یک موج غبار

[illegible]

بوسہ کسکا نہین ہین ہیچ مجہو — واہ ری تیری خوبی تکرار
کہوندی شرم جور سے ظالم — یہ جو ہے ایک لذت آزار
عجز بہی میرے حال کو پہونچا — صدقے اے شان بے نیازئی یار
ہمنے نقش قدم نہ کہولنے کا — برق تہی تیری شوخی رفتار
ہای فرقت مین سخت جانی ہے — ہمکو مرنا بہی ہوگیا دشوار
جلوہ گر ہو کہ جل کے رہ جاے — باندہتی ہے جو یہ نگہ طومار
ایسے گالونکو مین کہون کیسا — جنکی حسن صفا ہے آئنہ دار
اوسکا گلچین داغ حسرت ہون — وہ جو ہے رنگ بوسے باغ و بہار

لکہ چلا ایک قطعہ بند غزل
اپنا خامہ کہ ہے بدیع نگار

ہان تجہے دیکہو یا اولی الابصار — چشم بد دور ہون تصور زار
شور سودای زلف تا بسر — دیدہ تا دل تجلی رخ یار
وہی لذت ہے ہجر مین گویا — نہین گذری شب وصال نگار
وہی بیٹہا ہے میرے پہلو مین — صورت نقش مدعا دلدار
وہی کہتا ہون اوسکی جلوے پہ — ہے تجلی طور کو تکرار
وہی پہرتا ہے میرے گہر بہر مین — جیسے صحن چمن مین باد بہار
جلوہ باقی ہے ہنوز اودہر سے — اس طرف ہے بارش انظار
وہ اوسی طرح محو آرایش — چشم حیران ہنوز آئنہ دار
ہے وہی شانہ و خم گیسو — کشمکش مین ہنوز دل زار

کوندتی ہے نظر میں بجلی سے
ہے لگاوٹ وہی گریز کے ساتھ
ناتوانی سے کم نگاہی کا
ہے ستم میں ادا کا حیلہ وہی
کر رہا ہے وہی بہانۂ خواب
کہہ رہا ہے وہی نزاکت سے
وہی پڑ پڑ رہا ہے گرم جوشی میں
وہی اصرار وصل دیر سے ہے
وہی فن و فریب ہے وہ شوخ
بوسہ و دل کی پھیر ہے داد و ستد
وہی بوسے دوبارہ لینے کو
لب ہے لب سے بدن بدن سے ملا

وہی شوخی موج رنگ عذار
کچھ تو انکار اور کچھ اقرار
ہے وہی عذر نرگس بیمار
بے نیازی میں ناز کا اظہار
میرے مطلب کو جانکر عیار
میرے آغوش کو عذاب شمار
وقنا ربنا عذاب النار
ہے ادھر وہی ہنوز انکار
چڑھ گیا میرے دم پر آخر کار
گرم ہے ذوق شوق کا بازار
عمداً کر رہا ہوں سہو شمار
وہی اوٹھتا ہے لطف بوس و کنار

کیا تخیل ہیں آنکھ کھول کے دیکھ
نطق اب تو کہاں کہاں دلدار

آستینیں چڑھیں تو نکی گھر بیانوں پر
وہ تڑاقہ تری آواز میں بیہا یا نو پر
ہاں ذرا سوچ کے دعوی عنایت کرنا
سنکے وہ ذکر مری طنز سے فرماتے ہیں
دیکھ کیا کیا تری جلوی سے ہیں عاشق بیتاب

تو گریبان تھی دیوانوں کی دامانوں پر
بجلیاں ٹوٹ پڑیں آت بہت جانوں پر
تنگ آ جاؤ گے ارمان ہیں ارمانوں پر
حسن ظاہر ہے اسی سے کہ ہیں پروانوں پر
ذرہ سان ٹوٹ پڑے ہیں شبستان جانون

[illegible]

تو سرگوش شرارت سی مگر بھاری ہین
قتل اغیار سے ڈر کے گئے اونکی بازو
بزم عشرت مین کے زد و یک [illegible]
و تجھے سلح قصاب سے کیونکر نسبت
سر سے پا تک ہین ڈھاک مین ان تو ہین
واہ کیا حسن صفا کا سے کرتا ہو [illegible]
آج اوس آنکھ کے گردش سے ہی دل بے
بہار کہائی کو جیتے ہین جب آتا ہون ادہر
آنکھین سے کہتی ہین پھر اندہو نکی طرح [illegible]
گوش زد ہو گا جہان شور [illegible] نالون کا
سیب جنت کی ہو [illegible] مبارک تمکو

اشد کہتی ہین وہ ہر بات مین اکثا نون پر
وا اشد کہ ہوئے لیسے گران جہانون پر
شمع سے [illegible] بھی گری سوختہ پروانون پر
اوس گلی مین تو چہری چلتی ہی انشانونپر
ای پری خوب کی چہا گئی دیوانونپر
یا ہی نظارہ بہلستا ہی تری تانون پر
ہنسی قلقل مینا کے ہین بجا نونپر
بس ہی تو چھوڑ دون کی ترے دربانونپر
رحم آتا ہی تجھے آپ کے حیرانون پر
تا تہ گریہ مین گی سر افیل ہین کانونپر
دانت اپنا ہی حسینونکے زنخدانون پر

کوچۂ یار مین خاک اپنی ملا خاک مین چل
خواب ہی ڈال اب اے مطلق بیا بانون پر

یہ جوش گل ہی یاکہ ہی سرخی عذار پر
ہی ہر حسین لوٹ دل بیقرار پر
آیا مجھو شراب پلانے کے واسطے
شبنم پہنچ گئی ہے رخ آفتاب تک
لے جا کے اوس گلی مین ٹھکانے لگادیا
جلدی ترے جلوہ دیدار الغیاث

جوبن ہی یار پر کہ چمن ہے بہار پر
ہر ترک کا ہے دانت تمہارے شکار پر
رحمت خدائے پاک کے ابر بہار پر
قطرے نہین عرق کے یہ رخسار یار پر
احسان ہی صبا کا ہمارے غبار پر
تریفہ ہی یاس کا دل امیدوار پر

٦٢

[illegible]

[illegible]

وہ میرے بعد ہوئے کلدر جو مجھ سے
میری طرح نہ کرے گا کوئی اوسے شرمندہ
پہنچانے کی طرف جو کچھ آئے زمین پر کے
گردش ہوا و سکی نکہت کے یاد آئی ہیں گل

تہمت دھرینگے میری ہی مشت غبار پر
روئیگی بلبلیں مرے لوح مزار پر
کوسے لگانے برق نے ابر بہار پر
سر کی طرح گردش لیل و نہار پر

ای عشق حسرت نالہ عنایت ازو ہم نہیں
آوازہ لاکھ بار سنیں گے ہزار پر

مجھ سے ہے آفتاب سے دندان یار پر
صدقے کرو نہ میں سر کو قد نگار پر
بولا وہ ترک دیکھ کے مجھ ناتوان کو
آنکھیں کہیں ہیں مچھلی ہی یہ باس ہے
باقی ہے اتنا غم کا اثر بعد مرگ بھی
مجھے مزہ ملا تھا نہ مچھلی کو وقت ذبح
مقصود ہیں یوں بھی ان سے یہ ہیں گر
کیا لطف ہے خلش میں کہ پاؤں کا آبلہ

پانی پھرے گا آب وریشا ہوار پر
وار دین نگاہ کو چہرہ رنگین یار پر
تلوار کیا لگائی مردہ شکار پر
عالم ہے تجھ نور کا رخسار یار پر
سبزہ اوگا تو زرد بہار مزار پر
گر ذرا کبھی لگے کو جو خنجر کی دھار پر
ہنستا ہوں ان ہیں شوق کے دارو گیر پر
رقصاں مثال قطرہ شبنم ہیں خار پر

صحن چمن میں غنچے کہیں ہوں جو تجھ سے
شاید ہوا ہے گل شمیم پای الی مزار پر

جوش وحشت کا ہوتا رہیں اور جاں
زلف سے جو ساقی ہوا اوس پر
وقت پر موت تو کیا آئی شب ہجر

کہیں پاؤں ہیں پہ کے سر دیوانی پر
صبح جنت کی سفیدی پھری پتنگا پر
لاکھ جانیں مر کے مرے اس پر

٦٢

چاندنی رنگ کہاتی ہی سیہ فرزمین
خندۂ شوق نے جب اپنی کشش دکھلائی
در دندانہ نزاکت سے کہیں عالم حسن ہو
دیکہکر گیسوئی پرپیچ پر اوسکا قبضہ
خاک اوڑاتا ہو اوسکو چمن پڑا پہرتا ہے
بکہری ہین پر یہی مدنظر خوبان ہے
دی صدا رند فلکوی رعد کہ اگر دیکہین
ہے خجل گردن مینا سی پری کی گردن

رو پہرتی ہی سیاہی سی غم خانے پر
تخت پر یونکی اوتارو مرے ویرانے پر
طرہ زلف نہ لٹکایا کرو شانے پر
دانت پیسا کیے عشاق تری شانے پر
ای پری بخت چڑہا ہی ترے دیوانے پر
انکہ پر یونکی تبے پڑتی تری پلوئی پر
کیا گہٹا چہائی ہے کیا روپ ہے میخانے پر
حور کی انکہ تصدق مرے پیمانے پر

دوسرا انجیسا گرفتار بلاکون ہی نطق
نام میرا ہے لکھا دام کے ہر دانے پر

غم دوست مین بیدا دسی پاتی ہین مزا اور
بیفایدہ مجہکو تہ اطبا کو دکہا تو
کچہ چاشنی شربت دیدار نہ پوچہو
دو چار ہی بوسون پر ابہی ہنوس ہے بسر
ہر چند کہ ہی صلح کی باتون مین بڑا لطف
ای بت نہ سہی تو تری مانند ہزارون
اس کیسی لب ایسی کسی لعل سے کہنا
اہنسے ہین در پر کوئی عاشق ہی تمہارا
نالی بہی بہت آہین بہی ہین فریاد و فغان بہی

ہم چہیڑتے ہین اسلیے کرتا ہون وہ جفا اور
ہے درد محبت کا طبیب اور دوا اور
وہ ترش جو ہوتی ہین تو ملتا ہی مزا اور
خاطر جو میری کی ہے تو ایجان ادا اور
لیکن ہے شکر رنجی جانان مین ادا اور
ممکن جو نہیں ہے تو نہیں ایک خدا اور
کچہ خم مین جو باقی ہو تو ساقی ابہی لا اور
ایجان فقیرونکی تو ہوتی ہی صدا اور
پرچپ ہین کہ ہی شیوۂ تسلیم و رضا اور

وہ رات ہی ہو ہم کہیں اٹھیں وہ پوچھیں
ای منطق ابھی باقی کوئی ارمان ہی کیا اور

دی بوسہ لب کا دیکھنے پر اس سے بگاڑ
تو ہی مسیح وقت نہ بیمار سے بگاڑ

ای شنک مانون تیری حسن عمل مین
ہوا ہے سے اور رخ یار سے بگاڑ

قابو مین ہی ال اچھی طرح کرلے یار کو
نادان بگڑ ہی سے نہ اغیار سے بگاڑ

دیوانگی ہے دست و گریبان مین ہی بلا
شوریدگی ہی سے ہے سر و دستار سے بگاڑ

دونون مین یا سبحہ و زنار سے کر رہ
کافر سے تو بگاڑ نہ دیندار سے بگاڑ

ایدل تب فراق کے صدمے جو سہے
میرا ہے کیا بگاڑ ابھی یار سے بگاڑ

قمری و شہر مین گل و بلبل مین ہے ٹھن
ہوتا ہے آپکے قد و رخسار سے بگاڑ

اونکو جو اپنے ناز و ادا سے کہان فراغ
مجھ سے بنا ہوتی ہے نہ کچھ اغیار سے بگاڑ

غیر انکو منطق خندہ بجا کا دے جواب
دو چار منہ بنے ہوئے تلوار سے بگاڑ

شہرہ ہوئی نہ کیون وہ بانی ناز
غمزہ کرتا ہی ہم عنانی ناز

ہے برق خیال کی شوخی
اونکی جلوے کی ہے نشانی ناز

میری طاقت گھٹا کی ظلم ہے
ہے اندیشہ نہانی ناز

حیلہ شرم سے جھکا ئی وہ سر
دیکھیے مجھ سے سرگرانی ناز

ای خدا دی مجھے وہ حسن نیاز
ارنی ہو یہ لن ترانی ناز

تیغ اوٹھتی نہیں ہے قاتل سے
قتل کرتی ہے ناتوانی ناز

ہی تمہارا نیاز مند جہان
ہو مبارک یہ کامرانی ناز

[illegible]

جان سلے تو عنایت بیداد | خوش کرے دل تو مہربانی ناز

سب کرشمے تھی حسن تاک ای نطق
ناز کیا ہون گیا وہ بانی ناز

کس ادا مین ہے دلستانی ناز | ناز ثانی مگر ہوتا نے ناز
چشم و ابرو کا جوڑ توڑ ہی خوب | غمزہ انگیز یہ وہ بانے ناز
جان نے تیری باڑہ دی ہے | عاشقون پر ہے تیغ رانی ناز
ستم و جور کے پیام و سلام | آنے جانے لگے زبانی ناز
کہہ رہا ہے کہ دم چورا یا ہے | یہ مرے پر ہے بدگمانی ناز
کج ادائی کے یہ ستم الوا ہے | داد ریتا وہ مہربانے ناز
او بطاقتی سے زور گرین | نہ سنین طعنہ گرانی ناز
ہوگئی اب شب شباب سحر | چھوڑ دین آپ قصہ خوانی ناز

نطق مجھکو نیاز مند کہا
ای مین قربان قدردانی ناز

کیون نہو زور حکمرانی ناز | ہے جوانی مین اب جوانی ناز
گلشن دیدہ و بہار نگاہ | جلوہ حسن و گل فشانی ناز
مار رکہی کے اپنے تدبیرین | سن چکا ہون مین سب نبانی ناز
دیدہ تا دل ہی ایک جولانگاہ | واہ وا ری سبک عنانی ناز
کیسے کیسے جوان دے ٹکے | ناز کی پر یہ پہلو انے ناز
حسن فتنہ کی ہین بہارین یہ | چن رہا ہون گل خزانی ناز

[illegible]

[illegible]

نالو انو نکو یار نے پوچھا
الحمد الحمد کلام کبر فتم

ای خوش از زندہ یہ گرانی ناز
ہوش اوڑی سن کو لین اتی ناز

وہ پری رو جو اوڑ چلا اے نطق
ہے یہ انداز پرفشانی ناز

مری سی حسن پرست آنکھ سے کسی کی پاس
حیای یار کی شوخی حسن پر ہے
قضا لحد سے اجازت جو دی نکلنے کے
نہیں ہے عارض پر نور کے قریب وہ زلف
بہشت نقد و امید بہشت رند و نکو
اوس انجمن میں چھپی بیٹھی تھی جو شامت اے
نہیں قریب ہیں سرخ سرخ رخسار
ہیں پہلے بیٹھے جکا اب جو آئی بیٹھے الگ
زوال حسن میں کیا اونکو تم دکھاتی ہو

لگی ہے شکل میں شیشے کی آرسی کی پاس
کیوں توبہ ہو کہ شیطان ہے ولی کی پاس
تو تعزیت کو لئے جاؤں بیکسی کی پاس
سیاہ دیو کا یہ سایہ ہے پری کی پاس
رہا عذاب جہنم سو شیخ جی کے پاس
یہ جی میں آئی کہ چل بیٹھئے اوسکی پاس
نہاں قد میں وہ پہول ہیں کلی کی پاس
یہ کیا جو آئی سو بیٹھے وہ آپ ہی کی پاس
پڑے ہوئے ہیں جو دو چار دل کسی کی پاس

وہ نطق خستہ ہو دلبہ او لغافل کیش
مرا اثر ہے کوئی شب اس گلی کی پاس

جو وہ اسکے ہوں چارہ فرمای غش
جو وہ زلف کرتی مداوا ے غش
عدو کا کرو تم مداوا ے غش
یہاں اوسکے جلوے نے اونکے صفین

نہ ہوش آنی پائے کہ پھر آئے غش
تو ہو تا ادا غمزوں کو سودائے غش
مجھے رشک سے کیوں نہ آ جائے غش
کرے کون کسکا تماشائے غش

٦٧

شب غم کوئی شکل آرام ہو
صبا جب تک اوس گل کی بولائی لائے
سمجھ بوجھ کر گہرین اولیٹو نقاب
مرقع ہے دیبا کا یا انجمن
تڑپتے تڑپتے تو بسمل ہوگیا
مرا سر ہوا اور نگار انو ہو پہر
تری لف تیغے اگر لخلخلے
نہ جو رگ عاشق کو غش مین گئے
بہر شکل محروم کہین نصیب

نہین نیند آتی تو آجائے غش
ہزارون ہی غش پر ہمین آئے غش
نہ دیوار و در کو کہین آئے غش
پڑے ہین ترے حیرتی کہائے غش
ذرا دم مین لیتے ہون جو آجائے غش
مین اس غش کے قربان ہیرائے غش
تو ہشیار کرنے تماشائے غش
بھلا او سکو کیا میری پروائے غش
اوٹھے پردہ تو پردہ بن جائے غش

شب غم مین شامت سے تقدیر کے
جو ائی نطق نیند آئی ہو جائے غش

گہڑی گہڑی کا جو تمکو نہین تقاضا خوش
جو تکی عارض رنگین کا ہو نظارا خوش
خزانہ خنک ہے ہم اور رقیب دونون ہین
برنگ شیشہ و ساغر نشان برق و سحاب
مین درد مند نہ ساغر نہ شیشہ صہبا
کسی طرح نہین بہاتی ہے غیر کی شرکت
گرتا ہے برق تو گلشن سے گل نکلتی ہین
یہ کس سوار سمند ادا کے آمد ہے

تو بوسہ گال کا جو باقی ہے دو نہو ناخوش
چمن کی سیر بہشت ہے تماشا خوش
جو یار ایک سے خوش ہو تو دوسرا ناخوش
کسیکو آتا ہے رونا کسیکو ہنسا خوش
نہ زخم سان مرا رونا ہے خوش ہنسا خوش
بہار وصل صنم کی ہے سیر تنہا خوش
کسی حسین کو آتا نہین ہے پردا خوش
جو میری خاک سے نقصان اوٹہا نکلا خوش

نہ کہتا ان سے شب وصل ہے اب خدا داد
خدا کی دین میں مہمان کو سمجھتا ہوں
بُرا نہیں کوئی نیرنگ اوسکی قدرت کا

ہنسی سے دانت نکالے ہے ہر ستارا خوش
نپٹ جو آیا ہے تجھ سے ہوا ہوں کتنا خوش
ہر ایک رنگ تماشا ہے ہر تماشا خوش

فراق میں کہیں اپنی طبع جی نہیں لگتا
نہ باغ خوش نہ بیابان خوش نہ دریا خوش

اے فلک تجھکو بیداد مبارک تو ہوا خاص
بس ایک میں ہی ترے تنگ کا مارا نہ گیا خاص
اے بت تجھے خالق نے حسینوں میں کیا خاص
جو چاہیں بلائیں مجھے نافہم اطبا
بلبل کو اڑاتی ہے تو بیجا نہیں کہتی
نادان عدو ہے کرم عام سے خوش ہو
باندھ نہیں جنھیں فکر لیئے ادا بلائیں
الٹی نظر کی وہ جو سر تھیں تجھ میں
آتی ہی نہیں وہ کہ نکالا مجھے گھر سے
گالی مجھے دیکر وہ دیا کرتے ہیں بوسہ
غمزے میں یہ شوخی یہ شوخی میں کرشمہ
صد شکر کہ ہے اور حسینوں نے بھی پائی
ہاں جلوہ ادھر بھی کوئی او برق تجلی
جو لبوں پر ہو ستم وہ نہو مجھ پہ

یعنی ہے کرم عام وہاں اور جفا خاص
ہوائی وہاں عید کے دن عام نہی خاص
تیرے لیئے ایجاد کیئے ناز و ادا خاص
لیکن ہے مری تربت و بیدار و لحاظ
اترائی ہے کیوں گل کے تو ہمدم ہے صبا خاص
میں خاص ہوں ان لوگوں سے مجھ سے ہے جفا خاص
میرے لیئے اور تری گیسو کی بلا خاص
بے ساختہ لطافت کی ادا ہیں تمہیں صفا خاص
غیروں سے شکایت نہیں مجھ سے ہے گلا خاص
یہ میرے لیئے بدمزگی کا ہے مزا خاص
رکھتی ہے لگاوٹ تری آنکھوں کی حیا خاص
پیدا ہوئی تیری ہی لیئے ناز و ادا خاص
موسیٰ ہی نہیں ہیں تری مشتاق لقا خاص
میں خاص ہوں ان میں کیئے لازم ہے جفا خاص

انداز سخن نطق نے پایا ہے نرالا
ہے اوسکی لئے شاہد معنی کی ادا خاص

حسن جاتے سے بجھا جاتا ہے چراغ عارض
اب یہ اندھیر ہے گل ہو گئے داغ عارض

حسن فتنہ کی ہیں نقش کف پا ہر داغ
چھپ نہیں سکتے جو نظر آتی ہیں داغ عارض

وصل کی رات ہی ہے سونے کی فرصت ہمکو
اب کہو دور وہ ایام فراغ عارض

ہیں تو کہتا نہیں خیر و نکو دیکھے ہیں جو
کہہ رہی ہیں ترے منہ پر تری داغ عارض

ہے مہ چاردہم چودہ برس کی سن میں
ہے بجا اب جو فلک پر ہو دماغ عارض

وصف رخ میں ہو جو خوش الحان تو وہ کہتے ہیں
کیا چہکتا ہے مرا بلبل باغ عارض

شرم سے رات دن گھونگھٹ میں چھپایا ایسا
تھا مشکل ہی ہمکو سراغ عارض

اللہ اللہ رے کیا سبزۂ خط کا عالم
واہ وا خوب ہی سرسبز ہے باغ عارض

وہی اتنک ہی چمکا واہ رے تیرا روگھڑ
صبح پیری ہی ہوا گل نہ چراغ عارض

اس سیہ رو کی چمکتی ہوئی قسمت دیکھو
ہند و خال بنا چشم و چراغ عارض

عاشقانہ ترا ہو جب نہیں نطق کلام
تو کسی کا ہی مگر بلبل باغ عارض

یارب جو دن ہی ہو کوئی لائی اودہر سے خط
نہ ملی ہی گر سے مجھے دے کے گرے خط

رونا اب سکا کیا جو لا مٹ گئی حروف
تب شوق میں لگایا تھا کیوں چشم تر سے خط

صیدی بست میں کوئی کبوتر پکڑ لی
ڈرتا ہوں چمن بجا کہیں جانور سے خط

تھا کاٹ ذوالفقار کا اعجاز حسن تک
اب تو پڑی خضاب کی تیغ نظر سے خط

بھیجا ہی اوسنے باندہ کی نامہ تنگ سی
اوترا مجھے صحیفہ صفت عرش سے خط

دم بہر کاغذ

[illegible]

تصویر او سکی اور یہ آلات قدر ہے
رنگینیاں دکھائیں مضامیں شوق کی
دن میں بھر اپنے دل نے دن گیا کیا سحر
مگر اسا چاند کا ہے یہ کیا تیرے ہاتھ میں
آمد ہے اوسکی آمد مضمون فرحی
وہ خط رخ ہے کاتب قدرت کے ہاتھ کا

مہر او سو قلم کا لاؤ کر سے خط
لا اخشم تر لکھیں اونہیں خون جگر سے خط
شوقیہ اونکو لکھتے ہیں کس دم سے خط
قاصد تو لایا کیا مرے رشک قمر سے خط
لاتا ہے نامہ بہت فرخ گہر سے خط
نکلے نہ ایسا لالک و شان بشر سے خط

عنوان ہے تیرے نام کا مضمون غیر کا
یہ سوچ میں نظر آج آیا او دیکھے خط

ان کی اوتھیں بہار ری کیا خاک لحاظ
کر دیا مست اوسے تاثیر ہوائی نے
اتنی کاوش سے بنا تھا نہ تو رکیا کیونکے
مرشئے جب اسی حسرت میں یہی اے صبا
یو ہیں ویناہی تو روبٹ کی ذرا الحفل سے
تجھکو پیدا ہی میں افلاک نیا ئیں استاد
ابھی تعلیم تجھی ناز و ادا نے دی ہے
پردہ کعبہ کا اوٹھا زاہد و نکو عید ہوئے
یار سرمست شباب اور ہمیں مست ہو
ضبط کر ضبط کا موقع ہے تڑپنا کیسا
شوق کیا دیہیا نہیں نگہ ہی ہی تھی

نہ حیا شرم سے سرکار کی بیباک لحاظ
باغ میں لوٹ گیا ہے تہ تاش لحاظ
گیسوئے یار کا اب کیا دل صد چاک لحاظ
دامن یار کا پھر تاک کہ ہی خاک لحاظ
دوست دشمن کا رہے دیدہ نمناک لحاظ
تیرا مرنج کرے ای بت سفاک لحاظ
آنکھ میں شرم نہ دل میں بت بیباک لحاظ
کیوں رخ پاک سے کرتی نگہ پاک لحاظ
جبکہ بیمار ہوں چھو تو ں یہی خاک لحاظ
دامن ہن کا کرا ای لست فتراک لحاظ
دیکھیو نشے کوئی کرتا ہے یہ بیباک لحاظ

[illegible]

آپ انصاف کریں نطق کہ کیا اسمیں گناہ
پاس خلوت میں بٹھاؤ تو کریں خاک لحاظ

رخ ترا شمع اور گردن شمع
بازو و ساق دونوں روشن شمع

تیرا گیسو ہے ایک اندھیری رات
تیرا چہرہ ہے ایک روشن شمع

تیرے شانے ہیں دونوں صاف کنول
تیری بازو ہیں دونوں روشن شمع

تیرا اک ناخن ایک چراغ
تیری ہر انگلی ایک روشن شمع

تیرا جلوہ ہے دل کا چشم و چراغ
تیرا رخ آنکھ کو ہے روشن شمع

تیرا ہر نقش پا ہے ایک چراغ
تیری ہر فندق ایک روشن شمع

نور کی لکھا ایک اور غزل
فکر تیری ہے نطق روشن شمع

تو سراپا ہی ہے روشن شمع
ایک شب میری بزم کی بن شمع

خط سے جاتا رہا فروغ جمال
بجھ گئی آکے زیر دامن شمع

لاگ پروانوں سے لگاؤ کی ہے
دوستی سے بنی ہے دشمن شمع

دل کی صورت جلی تو بجھ نہ سکے
بلکہ ہو گی صبا کا دامن شمع

تم سا جب دلفریب بزم میں آئے
کیوں پتنگوں سے ہو نہ بدظن شمع

روشنی ہے یہ کس کو آنے کے
گل بنے ہیں میان گلشن شمع

آگے کالے کی جل رہا ہے چراغ
زلف کی پاس رخ ہے روشن شمع

صبح کو داغ تھی پتنگ سے نطق
رات سارا لٹا کی جوبن شمع

وہ بام پر آئے ہین لگا دی تو مرغ
ہی ہجر کی شب خود مجھے سودا مرغ
ہی نغمہ زن تار فغان شوق نہان مین
کمبخت نی کیون شور مچایا ابھی سے
یون خیال رخ یار کو دل تاک رہا ہے
جیسا ہی شب وصل بہر رات رہے سے
بیتابی دل ہی مری یون لطف ضمیر
ای موج صبا صبح کو پہلی تو پھری پھیر
ہی انوش شب وصل کو بہ لطف زیادہ
کیا مر گیا ہو لیا شب فرقت بسمل کر
اتنا کہا انھون کی اس بات پہ خوش ہی
وہ گرم مری وادی وحشت کی ہوا ہی

لی اوڑ مجھے ای شوق سکھا دی شہر مرغ
وہ رات گئی جس مین تھا خوف و خطر مرغ
ہنگام سحر زمزمہ پرداز ہے وہ مرغ
کیا شام شب وصل ہی میری سحر مرغ
ہو ہوک مین جیسے سوی انتظر مرغ
تا چاشت ہو فرقت مین تہ بال و پر مرغ
ہو دام مین جیسے تپش بے اثر مرغ
گردن سی جدا کر شب فرقت مین سر مرغ
ساقی جو لگا لائی کباب جگر مرغ
اب تک نہ صدا آئی کوئی لا خبر مرغ
یون تیر لگا تاک کے اوڑ جائے سر مرغ
جل جائین پر و بال اگر ہو گذر مرغ

اب وصل کی ٹھہری ہی یہان اتنی دل ہی خطر
کچھ خوف موذن سے نہ ہم کو خطر مرغ

تار نگاہ ہی یہان سی اک گچھا ہی وہ زلف
شیخ جی کھون کیا تجھ رخ یار کی وہ زلف
پیچ و تاب عشق کو یہ یہ بیان ہوا وہ زلف
ختم مجھ پہ ہی ہمہ تن اور شکستہ یکسر
بال ہلتی ہین تو وہ اور بھی اوبھر جاتا ہی

غرض اپنی ہی سر سودائی زلف
قبلہ کعبے وہ رخ کعبے کا پردہ وہ زلف
تب کہون داغ بیدر بیٹھا ہی وہ زلف
مجھ سیہ بخت کا گویا کہ سرا پا ہے وہ زلف
تو سن ناز وادا کے لیے کوڑا ہی وہ زلف

شاخ سنبل کی لٹک آتی ہی گویا گل پر
اپنی ہر بال سی ہی سلسلہ جنبان جنون

بار بار آ کی بلائین جو لیا کرتی ہے
حشر مین جوش ہوں سینہ نامۂ عصیان لیکر

پیش از این قیس فقط شیفتۂ لیلی تھا
دل مرا کو چۂ گیسو سے کہان بہاگ سکی

لاکہ نقشہ تہین ہی یار کا نقشہ ہر دار
جسکا افسون نہین کوئی وہ پیچیدہ شل

عقدہ در عقدہ ہی ہر عقدہ ہے لا ینحل

یاس اوس عارض گلرنگ کے زیبا ہی وہ زلف
اپنی ہر پیچ سی سر یہ سودا ہی وہ زلف

ہو بہو عارض محبوب کی شیدا ہی وہ زلف
جانتا ہون کہ مری ہاتھ میں آیا ہی وہ زلف

جسکی مجنون ہین ہزارون وہ لیلی وہ زلف
حلقی ہو طوق گلو ہین سن یا ہی وہ زلف

لاکہ نہ لفو نہین ہے یار کے طرا ہی وہ زلف
جسکا منتر نہین دنیا مین وہ کالا ہی وہ زلف

نسخہ حسن مین پیچیدہ معما ہی وہ زلف

لشکر ناز و ادا کا ہے علم قامت یار
اوس علم کی لیئی ای نطق پہریرا ہی وہ زلف

لاکہون پڑی ہین کشتہ تیغ جفای عشق
تیغ نگاہ و خنجر مژگان سے دیکھیے

ملتی نہین ہین عاشق مفلس سے سیم تن
نالی سے شور عالم بالا مین پڑ گیا

کتنے مریض مر گئے کتنے ہین جان بلب
کیون لے چلا ہی جانب گرداب ناف یار

تہمت ہی بات بات مین اب وہ زمانہ ہی
ہمت سے جھیلتی ہین بہت سہل سختیان

ظالم تری گلی ہی کہ یہ ہی کربلای عشق
کس کس کا ٹ او تار تا ہی ہمین ناخدای عشق

ہتھی جو کچھ چڑہی تو بنے کیمیای عشق
افراشتہ ہوا علم چرخ سای عشق

چل او مسیح دیکھ تو دار الشفای عشق
کشتی دل ڈبوئی لگا کیا ناخدای عشق

عاشق مثال نعل ہے اپنا جہیای عشق
تن پر ہماری پہول ہین سنگ جفای عشق

یہ ظلم ہیں کرینگے وفا تو یہ کیجئے
میری بقا تلک آپ سمجھئے بقای عشق

نالان نہیں ہے دل رخ گلگونکے شوق میں
جھکارتا ہی بلبل خونین نوای عشق

جز و ضعیف کاہ اوٹھائی ہوئی ہی کوہ
بیداد حسن جھیل رہی ہی وفای عشق

کیا جانیں حق عشق کوئی کہتا ہی کسطرح
ہم تو ہیں تازہ وارد مہمانسرای عشق

خنجر غم سے ہے برابر چاک
دل جو اندر تو سینہ باہر چاک

تب گریبان ہم بھی پہاڑینگے
ہوگا جب دامن گل تر چاک

پاس ناموس سے ہے ثابت جیب
مثل غنچہ ہے دل سراسر چاک

دلمیں ہر آبلے کی پاس بیچ دانہ
اور ہر داغ کے برابر چاک

بے اثر ہے جو نالۂ بلبل
کیون ہی پھر دامن گل تر چاک

دے خدا اوسکو طول عمر خضر
اور دل کا دراز ہو پھر چاک

ایکدن تیرا پردہ در ہوگا
پردہ در کا جو دیکھ چاک

غمزہ اوس طفل کو پڑھاتا ہے
نے پڑھے خط عاشقان کر چاک

جان کو جادۂ فنا ٹھہرا
خنجر غم کا تھا جو دل پہ چاک

میرا سینہ بنا ترے غم میں
بسکہ ہیں چاک کے برابر چاک

ای جنون کیا قبا کو پھاڑا ہی
ہر کلی میں ہیں شانہ سے تر چاک

مجھکو دیوانہ یہی جان گئے
سنتے ہیں قبا کی مجھ پر چاک

دیکھکر ربط شانہ و گیسو
رشک سے دل ہوا سراسر چاک

نامہ بر مجھ سے سنکے صاف جواب
مثل خط دل ہوا سراپا چاک

تیری اشعار خوش آتی ہیں
نطق دیوان یک قلم کر چاک

آ گئے تھے جو وہ قسمت سے فنا ہونے تک
آزما آنکھ میں ہم آنکھ کے وا ہونے تک

رونق شمع سوا ہے کہ فروغ مہتاب
بس ہے اے یار تری جلوہ نما ہونے تک

ناز و انداز ہی کرینگے مرا کام تمام
میں ستمگر نہیں ہنے کا جفا ہونے تک

خون جب تک کہ ہو دل کشتہ نہیں ہوتے ہیں
دیکھیں کیا رنگ ہو اس عقدہ کے وا ہونے تک

نکہت یار صبا لائی تو ہے گلشن میں
بوے گل آب بقا ہی ہوا ہونے تک

وعدہ یہ وصل کا مان جھوٹ نہیں سچ ہے سہی
پر وفا عمر کرے اوسکی وفا ہونے تک

تم تو کوئی دقیقہ نہ ستم میں چھوڑو
ہم تو جھیلتے ہیں فضل خدا ہونے تک

زخم فرقت جو ہی اتنے برس ہیں بے حساب
دیکھوں گی بار جنون کی فنا ہونے تک

مجھکو بھی جائیں گے کہیں نار جہنم میں گیا
کیا ندامت نہ سمجھ لینگی سزا ہونے تک

نور پر پاکہ جفا سے یہ اوسی لائی قولا
ہم تو ہونگے اثر آہ رسا ہونے تک

چھوڑ دی قید تعلق کہ شگفتہ دل ہو
غنچہ گل ہے تو فقط چاک قبا ہونے تک

رات گلشن تھا رخ یار فروغ مے سے
جلوے ہر رنگ کے تھے ہوش جدا ہونے تک

ستم و جور و جفا نطق سہی جاؤ تم
آزماؤ نہیں سرگرم وفا ہونے تک

دیکھکر ایک خشک گل کا رنگ
بھنے بیرنگ اپنا دیکھا رنگ

پھر نہ بہلا یہ دل جو لایا رنگ
باغ جا کر دکھائے صد ہا رنگ

دیکھ عارف ذرا گلوں کا رنگ
جلوے بیرنگ کے ہیں رنگا رنگ

طرۂ زلفین تری ہین قدِ شمشاد	بوی گل تن پیرہن مین گل کا رنگ
غازۂ رخ پر تو یان ہو ہو بہو	سب جتاتی ہین اپنا اپنا رنگ
کیا عجب ہو بیچ مین جو اوڑ جائی	ای صبا ہی گلو نکا کچا رنگ
گل حسینو نسے تیری آن الگ	سب نقشہ جدا انداز الا رنگ
کیا کھلا کالی کالی زلفو نمین	چاند سے منہ کا گورا گورا رنگ
اونسے جلسے کی کچھ تو ہو تقریب	ہنسے چو سر ہے کا جما یا رنگ
غیر ممکن نظارہ شوخی سے	تیرے رخسار کا ہی پیدا رنگ
بنکے دیوانے موسم گل مین	اونسے لائی ہین ہم بہی کیا کیا رنگ
واہ ری تازگی و شادابی	ٹپکا پڑتا ہے رخ سے گویا رنگ

قطعہ

سب جلوی ہین اوسکی قدرت کے	واہ کیا گل کہلی ہین رنگا رنگ
ایک سے ایک کی نرالے بو	ایک سے ایک کا تماشا رنگ
گل کو بہی ٹک دیکہہ بہال لیتا ہون	کچھ کچھ اونسے ہے ملتا جلتا رنگ

لکھکے لایا یہ اچھی رنگین شعر
نطق نے پہولونکا نچوڑا رنگ

یہ رونا نہین مسکرانے کے قابل	مرا حال ہے رحم لانے کی قابل
نہین بیکسی سے ستانے کے قابل	ترحم کہ ہون ترس کہانی کی قابل
کبہی تہے وہان آنے جانے کی قابل	نہین اب تو ہم یاد آنے کے قابل
یہ دل ہی ہے اوسکی جوانی کا ایسا	بہار آئی ہے رنگ لانے کی قابل

منتظر غیر کی بزم میں اور یہ ہے
یہ ہمدم ہے اونکے سمجھانیکے قابل

کرم بھی ستم تھا تو اوسنے میں ٹھہرا
کہ اب دل نہیں ناز اوٹھانیکے قابل

خبر میرے مرنے کی سنکر وہ بولے
یہ کمبخت تھا مر ہی جانے کے قابل

نہ بھی ناتوانی سے زانو میں حالت
نہ ہے ضعف سے سر اوٹھانیکے قابل

اجازت ہو بوسے کی اسکی صلے میں
غزل کہہ کے لایا ہوں گانیکے قابل

سمجھے کیا تیرے تجھ دہن میں یہ
کہ منہ بھی تو ہو منہ چڑھانیکی قابل

لب خم ہوں آپ سمجھے ہیں شاید
کہ یہ بھی ہے ہنسنے ہنسانیکے قابل

خدا ناتہ دے اور دے دسترس بھی
کہ وہ زمین ہیں گدگدانیکے قابل

تجاہل ہے تو کیا تغافل ہی تو کیا
میں ہر حال میں ہوں ستانیکی قابل

صعوبت زا رہوں آہ دم لے ٹھہر جا
نہیں ضعف سے لب ہلانیکی قابل

میں دریا بھی رو دوں مگر آگ دلکی
نہیں آنسوؤں سے بجھانیکے قابل

فروغ رخ یار سے شمع جل کر
پتنگوں نہیں ٹھہرے جلانیکے قابل

توانا کرے کچھ دن عنایت
کہ ہو جاؤں میں پھر ستانیکے قابل

وہاں کی قلق مجھکو ایسا پڑا اتنا
کہ پھر بھی ہوں اوٹھنے جانیکے قابل

نہ لے ہی لیا تلق منہ لے بوسہ دیکھا
یہ تھا ہی نہیں تشنہ لگانیکی قابل

الفت میں بھی تیری خطر جان خطر دل
چاہی لگا کوئی کیوں ضرر جان ضرر دل

یوں بیٹھے کی پردے میں نہ پردہ پردل
پردے میں کوئی چاک کلیجہ گر دل

کیا اونکی نزاکت ہے میں شرمندہ عشق ہیں
اونکو نہیں تاب تپش ہے اثر دل

پہلی تہی مشکل مگر اب ضعف کی مارے
وہ درد جو تہا خون ہوئے بہی ہی باقی
ای غیرت تصویر جو دیکہی تری صورت
انجان تری بنی سے پہچان گئے لوگ
سینے نی نہ وہ تیغ نگہ داغ نے روکی
ہی نام ... تو بہی ہی جو تیر نگہ ہے
صد حیف کیا سنگ الم نے اوسے داغی
ہی تشنہ آب اور ابہی تیغ نگہ کا
ہول شب فرقت سے ہی جو رنگ شکستہ
پہر کیا ہوا ای داغ اگر کہا نہ گیا تو
درد اسکو عزیز اور اسی داغ ہی پیارا
موت آئی ہی اوس طفل کے ہجے میں ہنسا ہم
اوسکا یہ طلبگار ہی اسکا وہ طلبگار
بیتابی دریا کا طلسمات ہی ای چرخ
لطف ستم آمیز ہی ہمیں زمانہ سے

اوس زلف کی بو ہو گئی ہی درد سر دل
اتنک ہی سینے میں ہی اتنا اثر دل
دل کیا رہی حیران جو دا آئنہ گر دل
انداز تغافل ہی ہوئی پردہ در دل
کوئی نہوا وقت پڑی ہی پسر دل
جو رشتہ گہر دل ہی ہی تحفہ گر دل
تہا نخل جوانی میں جو تازہ ثمر دل
لب خشک کہاتا ہے مرا زخم تر دل
بس اسکے سوا اور نہیں ہی سحر دل
دامان و مژہ میں تو نہیں کچھ اثر دل
وہ دل جو جگر کا ہی تو یہ ہی جگر دل
ایوای ما طائر بے بال و پر دل
دل کو سر گیسو ہی تو گیسو کو سر دل
ہان ہوش میں آ تو نہ میرا کہو دل
اونکے خم گیسو کو نہیں اب یہ سر دل

ہین نالہ تو موزون مگر ہی شعار کی مصرع
شاعر نہیں ای نطق میں حسن لغو جہ گر دل

کیا اپنی آنکہ جسکی کی موسی نہیں ہیں ہم
کس کسکی گہر گر نیکی زمانی کی آنکہ میں

تجہہ سے جو جہپتے برق تجلی نہیں ہیں ہم
ہین خاک رہگذار جو سر ما نہیں ہیں ہم

کوچے میں کیوں پڑے ہیں کیوں جان کھو رہے ہیں
روئی پہ اپنی کس لیئے شیشے ہوا ہے لگو
پھرتے ہیں گرد تیرے قربان ہو رہے ہیں
کیوں دیکھکر حسینوں کو نیت بدل بجائے
احباب غسل دینے لگے پس رگ کیا ہمیں
کھانے لگے کس لیئے دل بریاں کی ہم کباب
لی ہی چلی جنوں ہمیں صحرا کو شہر سے
اہل فنا ہیں فدا اصل ذات خدای پاک
کہئے جو اوٹھے پردہ اوٹھی تو کہتی ہیں
رہ دور اپنے آہ سے کھلا نجائے لو
چاہیں تو چھوڑ دیں یہ ابھی اختیار ہے
صد حیف کھو کے آپکو پایا نہ یار کو
بیمار بد مزاج لب جان فزا کے ہیں
کیا وجہ دمبدم جو تغیر ہے شکل کو
چھوٹیں کہیں جفا سے ہمی آپ جانیے
عاشق ہیں پر بقا نہیں عاشقوں کی شکل
ہم تیرہ بخت داغ جگر ہو گئی قفس کے
ہمکو ستو تکی بس میں اس بیکسی ہیں رکھہ
اوس بت کی یاد میں یہ فراموشیاں ہیں

دیوار کا حضور کے سایا نہیں ہیں ہم
کچھہ برنو بہار کا چھینٹا نہیں ہیں ہم
کیا اور ہیں جو صدقے کا پتلا نہیں ہیں ہم
اے شیخ جی بشر ہیں فرشتا نہیں ہیں ہم
آلودہ نجاست دنیا نہیں ہیں ہم
ساغر کش شراب تمنا نہیں ہیں ہم
لڑکوں کا کوئی کھیل تماشا نہیں ہیں ہم
کچھہ بھی نہیں ہیں جسکو کیا نہیں ہیں ہم
کیا وجہ منہ دکھاتے ہیں تماشا نہیں ہیں ہم
ای گل نسیم صبح کا جھونکا نہیں ہیں ہم
غمزی بھی بڑہ ہی اتنی ہی شیدا نہیں ہیں ہم
حیران ہیں پر آئینہ اونکا نہیں ہیں ہم
منت کش علاج مسیحا نہیں ہیں ہم
ای غم بشر ہیں کوئی ہیولا نہیں ہیں ہم
مدت کی رسم و راہ ہی شیدا نہیں ہیں ہم
ای قیس تیری طرح خود آرا نہیں ہیں ہم
کچھہ خال دلکش رخ لیلیٰ نہیں ہیں ہم
کیا تیری بندگی بار خدایا نہیں ہیں ہم
یہ بھی خبر نہیں کہ ہیں یا نہیں ہیں ہم

کیون دل مین گھر کیا ہی بتو اہی اہ بو جب سے ہوئی ہین تجھ سے سنگدل کے شیفتہ	بتخانہ ہم نہین ہین کلیسا نہین ہین ہم تب سے یہ سمجھے بیٹھے ہین گویا نہین ہین ہم

ای نطق کیون ہر ایک سے دلکو ہون گوارا
زخم جفا و داغ تمنا نہین ہین ہم

دی حکم شاہ حسن کہ ہون باریاب ہم مفلس تھے کرتے دلکو کہا تک شتاب ہم ارض و سما کہین سے کہین پہنچی رات کو جن لوگو نہین گذر ہوا اسکو نہین ملک کے اس و لمبین کل مطالب کو نہین ہین ہر مکتب مین ایک طفل سے وابستگی ہی کی عاشق کی قدر جانتے تھی عاشق مزاج کو پہلو ہر ایک فقرہ مین سو سو طرح کی ہین نسخے کی یہ ترنگ مین سوجھی ہی بار ہا کوئی ہمارا بھی کسی سے ہم آشنا تقدیر جب سے سو گئی کیا ذکر وصل کا نسخے مین سوجھی آتش ہی پہ بچے گزک	سیکھی ہی صبا سے تری محفل کا داب ہم افیون کھا کے مرگئے بھر شراب ہم دل کو نہ روکتی جو دم اضطراب ہم ہر رنگ مین شریک ہی مثل آب ہم اپنی بغل مین کہتے ہین طرف کتاب ہم پڑھتے تھے یا بچپن ہی عشق کا باب ہم بلبل جو پالتی تو پلاتی گلاب ہم کیا لکھین اوسکی خط کا جو لکھین جواب ہم گردون سے چھین لین قدح آفتاب ہم بحر جہان مین آئی ہین مثل حباب ہم راتو نکو دیکھتے نہین ہین سب خواب ہم لیکر بط شراب لگائین کباب ہم

دنیا کی جستجو نے کیا نطق کیا ذلیل
اس ہیولی کے پیچھے ہوے ہین خراب ہم

دیکھتے ہی شکل غش کہاتی ہین ہم	وہ ادہر آئے ادہر جاتے ہین ہم

سد رہ بت ہین حرم جاتے ہین ہم
پتھرونکی ٹھوکرین کہاتے ہین ہم

وصل مین تو ہجر مین تیرا خیال
دلکو ہر صورت سے بہلاتے ہین ہم

گرم جوشی اوسکی جب آتی ہی یاد
سانس ٹھنڈی بھر کے رہ جاتی ہین ہم

دل وہ مستہمد ہے کہ جسمین ہر گھڑی
آرزوئی مردہ دفناتے ہین ہم

دیکھکر اوسکے لبون پر رنگ پان
خون لب پی پی کے رہ جاتی ہین ہم

سوجھتا ہے کچھ تجھے اے چشم تر
تیری رونی سے ہنسے جاتے ہین ہم

ملتفت پایا تھا آبیٹھے تھے پاس
نہین تو لو اوٹھے جاتے ہین ہم

گو نہ آیا پر پئے تسکین دل
یہ تو کہئے جاؤ ابھی آتے ہین ہم

تیغ مین ہین قاصد اوسنے جاکے کہہ
آئی جلدی کہ اب جاتے ہین ہم

وہ تو خنجر دیکھنی مین محو ہے
زخم دلکے کسکو دکھلاتے ہین ہم

ہین یگانہ بیخودی شوق مین
سب کو بیگانے نظر آتے ہین ہم

کاروان ریگ دشت شوق ہین
کیا خبر ہمکو کہان جاتے ہین ہم

رعب سے بوسہ طلب کرتے نہین
دیکھکر منہ اوسکا رہ جاتے ہین ہم

ہے شب غم اے دل غمگین ہو شاد
بے قضا کے لے مرے جاتی ہین ہم

کیا غذا ہی غم نہین گھلتا ہمین
وہ ہی کہاتا یا اوسے کہاتی ہین ہم

نطق بیشک رفع شیرین ہے مزا
بات اونکی سنکے پی جاتی ہین ہم

صیاد کی ستم سی سراپا ہین داغ ہم
کنج قفس مین بن گئے طاوس باغ ہم

اوس گل کی ہجر مین ہین بلا بد دماغ ہم
بلبل جو بولتی ہے سمجھتے ہین زاغ ہم

کرتے ہین پیش دلکو جو یون لالہ داغ ہم
بلبل کے نالی شوق سے سنتے جاتے ہین چمن مین
کیا ... یار مین جلتے ہین تنگ سے
داماں ... مین گل مدعا بھرے
کیونکر ... بات ہی نازک بنا دہ کی
تجھے ... بے نصیب خرابات ... مین
ای درد کیا سنائین تجھے ماجرائی غم
سب غم غلط کرینگے جو ایمان باغ کا
زخم جگر کو دینگے گل تر کے التیام

غم کے لئے بناتے ہین یہ خانہ باغ ہم
رکھتے نہین ہین خندۂ گل کا دماغ ہم
ہین دشمنی وصل عدو کی چراغ ہم
ای گل تری وصال مین ہین باغ باغ ہم
نازک مزاج یار ہی نازک دماغ ہم
مثل حباب لیکے خالی ایاغ ہم
ای سوز کیا دکھائین تجھے دل کے داغ ہم
اوس گلکو لیچلی ہین بے سیر باغ ہم
لالے کو دلکا آج مٹائین گے داغ ہم

ق

یہ داغ دل مین نقش قدم عیش رفتہ کے
بیتے ہین لطف نہین سوا اسکا سراغ ہم

ناز و کرشمہ و ادا — حسن و جمال کیا نہین
نازکی ادائین کہین — ظلم کئے جفائین کہین
عشق مین ... بیکسی — اس قدر رای خدا مگر
اب تو عبث ہی بدگمان — شاد ہو بانی جفا
سائل بوسہ ہم نہین — طالب دید ہین فقط
آپ کو آپ ہی کچھ ... — سمجھے ہین سعد سرا
سنو در وان ... مگر — دل ہی نہین ہے کچھ کباب
رکھئے اگر پسند ہے — بوسہ کبھی نہ دیجیے

آپ مین خوبیان ہین سب — عیب ہے یہ وفا نہین
صاف مگر نہ چاہئے — اپنے کیا کیا نہین
بت کہین نہ کر او ... — اسکی مگر خدا نہین
نبض کو دیکھتا ہی کیا — مجھ مین تو کچھ رہا نہین
رنج ہی غرض ہی کام کیا — اونکی دہن ہی بانہین
مین کوئی بدخبر نہین — قہر نہین بلا نہین
خوب ہے ہا یہ جل بجا ہی — ان مین اثرا نہین
نذر یوہین ہی آپکے — دلکو مین بیچا نہین

دور کیا نقاب بھی چھوڑ دیا حجاب بھی
کیوں وہ نہ آئین گو دلا ہو گئی یا مین نہیں مجھے

وصل کی شب مین درمیان پردہ کوئی نہیں رہا
جذب بھی دل کا اثر نہیں آہ بھی نارسا نہیں

رستی ہے ادس سے چھیڑ چھاڑ نگاہ بنا کے گاہ بگاڑ
اسکے بغیر عشق مین نطق ذرا مزا نہیں

شکوہ ہی بس نصیب ہے یار کا کچھ گلا نہیں
میں اگر ادھر بہ قدم شان خدا ہی بس صنم
بادہ بھی ہے گلستان بھی ہے باغ بھی ہے ہوا بھی ہے
دیکھیے آپ کا خرام ساتھ ہمارے لوٹتا
حسرت دلکو کیا وداع رو کے گردن کو سینکتا
آنکھوں کی نئی مہربان کر بھی چلو ٹر انسان
رات تمام وصل کی ختم نہیں ہوئی ابھی
ہو نہ عبث خفا صنم کہتے ہیں یہ خدا سے ہم

زلف کی کو نہی ہی کیا ہاتھ بھی مجھ دیا نہیں
نقش مرا ہی نہیں مجھے آپکی نقش پا نہیں
ہم کو یار کے بغیر لطف نہیں مزا نہیں
لیک بصر سے ہر دو دیدہ نقش پا نہیں
کوئی بھی میہمان کو گھر سے نکالتا نہیں
ایسی بڑی بڑی ہیں ان آنکھیں ذرا حیا نہیں
ہوتی ہی صبح کہدیا دیکھیے بیٹھتا نہیں
شکوہ طالع ذرہ ہم آپکا کچھ گلا نہیں

نطق یہ سب بلا دہین اوسکی ہین بس بلا دہین
مانی یا نہ مانیے وہ مگر آپ کا نہیں

دل مضطر ہی باقی تھا سو کر دیکھتی ہین
تجھکو بیتاب سا ای شک قمر دیکھتے ہین
ہم بغل مین تجھے ای شک قمر دیکھتے ہین
ہے ترے ایک نمونے سے اگر خاکی ہی
ہای ہی شوق ملا تھا وہ کبھی ہمکو جہان

مر گئے شاید تجھے تسکین ہو مر دیکھتے ہین
اپنی بیتابی دلکا کچھ اثر دیکھتے ہین
اپنے قسمت میں کہاں خواب مگر دیکھتے ہین
عالم ہو نظر آتا ہی جدھر دیکھتے ہین
روز جا جا کی وہی راہ گزر دیکھتے ہین

تیغ وہ کھینچ چکے حال کھلا جاتا ہے
گو زمین ہی کوئی اپنا نہ پرایا یا رب
پاس بھی اوٹھ کے وہ بیٹھین نگے اے جذبہ دل
سرسری کی تھی نظر آپ نے ہین یہ سمجھا
تیر وہ پھینکتے ہین یا کہ نظر ڈالتے ہین
کل کسی حور کا زانو تھا بجائے بالش
آہ یہ روز سیہ ایسی اندھیری راتین
اگر الفت نہین اونکو تو عداوت ہی سہی
اف رے گرمی تب ہجر کہ اے جذب طبیب
اہر گیان دیتے ہین آنکھین مجھے دکھلاتے ہین
بار گو ہر کے ہے پردے ہین وہان کان ہین
ہم تو بنوا کے حمایل لیے آتے ہین مگر

کون ہین سینہ سپر کون سپر دیکھتے ہین
ہر کسی ہی نظر آتی ہے جدھر دیکھتے ہین
اثر اتنا تو ہوا ہی کہ ادھر دیکھتے ہین
کچھ تو ہی تب تو عنایت سے ادھر دیکھتے ہین
لوٹ جاتی ہین ہزارون جدھر دیکھتے ہین
آج تیور بھی نہین ہم تہ سپر دیکھتے ہین
لو دکھاتی ہے ہم اے رشک قمر دیکھتے ہین
کچھ اپنی محبت کا اثر دیکھتے ہین
او نگلیان ہوتے ہین نبض اگر دیکھتے ہین
ہاتھی ان دیکھتے ہین جب وہ ادھر دیکھتے ہین
رات سے آہ کا کچھ تو اثر دیکھتے ہین
کیسے یہ بوجھ اوٹھاتی ہے کمر دیکھتے ہین

التفات اونکو نہین ہے جو بقول اعدا
نطق پھر کیون وہ کن انکھیون سے ادھر دیکھتے ہین

ناز و خود بینی و نخوت کا یہی بانی ہے
جسم ہے جسکے نہین ہین وہ بشر جانی ہین
موج غم تو رہے لنگر خودداری کو
زلف لیلی ہون نہ کچھ ہوش حواس مجنون
بلبل مست چہکتی ہے چمن مین گویا

روبرو حسن کے آئینہ حیرانی ہون
لاغر و زار ہون اس درجہ کہ روحانی ہون
ڈوبونگا جا کے کہان کشتی طوفانی ہون
اے جنون کس لیے پھر وقف پریشانی ہون
کوچہ یار مین ہین نعرہ زن لحوانی ہون

[illegible]

بے تمیز ونکا زمانہ ہے عجب کیا اسکا
کان کیا رکھو کوئی کون توجہ فرمائے
کسلیئے ننگ بد و سر سے ہوں جبین بجبین
دن بھر آئینہ دکھاتا ہوں عروس عشق کو
پیر کنعان ہوں صاحب جو مہ کنعان ہیں
ہی تماشاگہ خوبی جو سرا پا وہ شوخ
نسبت طالع ہیں فی صدر نشینی ہیں مرے

حبشی زادہ کہیں یوسف کنعانی ہوں
درد سر کا ہوں سبب قصۂ طولانی ہوں
جبکہ دانا ہی رموز خط پیشانی ہوں
رات بھر شانہ کش زلف پریشانی ہوں
حسن ہیں آپ تو میں عشق ہیں لاثانی ہوں
ہمہ تن میں بھی زبا رنگہ حیرانی ہوں
زیر پا مثل گل مسند سلطانی ہوں

مجھکو اول سے تماشا منظر ہی نہی لیکن
ہر گھڑی میں ہمہ تن دیدۂ قربانی ہوں

دم بھر ہی آپ بھی جو سر شنہ اگر کریں
وا حسرتا رقیب ترے گھر میں گھر کریں
کہدے کوئی بتو نسے نہ ظلم اس قدر کریں
بتخانہ کیا مکان ہے ہم ہٹ اگر کریں
جاتی ہیں تیری کوچی سے دی مہلت مقدر
یہ یاس کب اونہیں عدو سے اٹھائیں آنکھ
باتیں بنائیں دل کی تسلی کو جھوٹ سچ
اے جذب عز زجاتے ہیں خود وہ سیر کو
کاٹیں گلی کو لیکی چھری اپنے ہاتھ سے
نالے اگر رسا ہوں کریں بلہ تیر کا

دیکھا ہماری نالی ادہر کے ادہر کریں
ہم بام و در کے سمت بحسرت نظر کریں
بجھ پہ نہ رحم کہائیں خدا کا تو ڈر کریں
کعبہ بھی ہو تو پھر کے نہ پھر مونہہ ادہر کریں
حسرت سے ہم نگاہ سوئے بام و در کریں
ہمکو کہاں یہ تاب کہ قطع نظر کریں
بھولے سے بھی وہ کاش ادہر کو نظر کریں
وہ فکر کر کہ آج ادہر سے گذر کریں
طول شب فراق کو یوں مختصر کریں
گولی ہیکم نہیں ہیں جو آنسو اثر کریں

خسرو کو دین نوید کہ فرہاد مر گیا
یہ حسن عارضی ہی جو چاہین ثبوت اب
مطلع ہی آفتاب کا کس آب و تاب کا
دستار و شملہ تاج و کلاہ ای جنون عبث
دیکھین جو سنگساری اشجار پر ثمر
عاشق ہین ہم ہی شاک کے صدمے اوٹھائی ہین

دنیا سے عشق اوٹھا یہ ہوس کو خبر کرین
سوا اوسکے لیکر آئنہ منہ پہ نظر کرین
شاعر جو ہون وہ سیر بیاض سحر کرین
ہم سر برہنہ خوب ہین کیون درد سر کرین
اولاد کی کبھی نہ تمنا بشر کرین
بلبل کے سامنے نہ گلون پر نظر کرین

اے لطف کام یاس مین اپنا تمام ہے
جی جائین ہم وہ جھوٹہہ ہی وعدہ اگر کرین

تری پہننے سی آرایش آئے زیور مین
وہ زور گردش ذاتی ہی اپنی اختر مین
یہ کہہ رہا ہی در گوش زلف جانان سے
جو آج ہمسرے قد یار کرتا ہے
وہ سو رہے ہین دوپٹہ سفید اوڑہے ہوئے
نگاہ مست کی آنکہون مین ہی یہ کیفیت
دہان زخم جو چیرین گے تشنہ کامونکے
ترے ستم سے زمانے کو اب نجات نہین
ہوئین نہ خلق مین کیون معجزہ تبسم یار
جواب نامہ جو لایا ہی ہمسے اوڑتا ہے
تری بانکو دہن مین میں دیکہکر سمجھا

صفائی گوش سے دونی ہی آب گوہر مین
کہ جسکے ساتہ فلک ہی پڑا ہی چکر مین
خدا نے پالا ہے مجھکو دہان اژدر مین
لگی ہے شاخ نے کیا کوئی صنوبر مین
چھپا ہی چاند مگر چاندنی کی چادر مین
اوٹھی شراب کے جس طرح موج ساغر مین
تو ایک بوند نہ پانی رہیگا خنجر مین
اوٹھا ہی نوح کا طوفان آب خنجر مین
اسی سے اسکو ہے پیچ و تاب کوثر مین
پری کے لگ گئے پر بازو کے کبوتر مین
کہ سرخ رنگ کی مچھلی ہے حوض کوثر مین

کام مین خاص

قفس

میں فاقہ مست قناعت سے رہیتا ہون
ہماری دیدہ تر سے اوٹھا ہے وہ طوفان
دہان زخم سے تیرے شہید کہتی ہین
ادا و ناز و کرشمہ کی کیا نمود ہین ہان

نہ شعر کی ہی ہجہ میرے ساغر مین
فلک ہی جسمین ہی کشتی کی طرح چکر مین
مزہ ہی قند کی شربت کا آب خنجر مین
جوان جو ہی وہ بانکا ہی تیری لشکر مین

کسی خدا نہین بتا ہی ظلم کی یاد اشش
لہو سے سورجہ آشنا ہے لطف خنجر مین

بقول تیری مرا عشق ابھی حسین تو نہین
گلہ نہین ہے خوشی دل مین عیب نہین تو نہین
مین اتنی بات پراب بوسہ چھوڑ دیتی ہون
کسی سے تکو محبت ہی یہ جو کہتی ہو
جنون شوق مین پہنچا جو اوسکی دامن کو
کچہ اپنا حال سنا تا ہون تو وہ کہتی ہین
مرا شریک نہین وہ جو رشک ہو مجھکو
نہین نہین جو وہ کہتی ہین مجھسی مین سنکر
کیا تھا جل کے کل انکار اب ملو تو ملون
جو جو رکے ہی بڑی آہستہ ہو تکلف کیا
کہین جو ہو نگی تو بدنام ہو گی ہان سمجھے
نہین چھپا ئی تھی بندی نے ہان محبت کب
بلند رتبہ کیا میر سے فکر عالی نے

قلق ہی ہجر میں مجھے کیون اور ربھی نہین تو نہین
وہ مہمان ہی نا بس گھر کی پکہ نہین تو نہین
جلو دکھا دو ذرا ابھی مجھی نہین تو نہین
نہین ہی ان کی نشان بتا و تو وہ ہین تو نہین
تو بولی آپ کی یہ جیب آستین تو نہین
یہ جانتا ہی سچ بھی ہو لیکن مجھی یقین تو نہین
کہ تجہ سے ہے محبت اور نہین کہین تو نہین
ادا شناس کو ایسے نہین نہین تو نہین
نہین ہے ہمسر تمہاری یہ کچہ نہین تو نہین
وہ فتنہ زا تو نہین سحر آفرین تو نہین
رقیب ہے مری باتین کہین کہین تو نہین
چلو نہ بحث کرو ہی تو ہی نہین تو نہین
فلک سے بڑہ گئی اب یہ زمین زمین تو نہین

صلا در قفس

پھر آج نطق کا ملتا نہیں سراغ کہیں
کہاں گیا ہے ذرا دیکھنا وہیں تو نہیں

میں جیب جو ہوں تو مجھ میں اذان ہی نہیں
ہے عذر ورد وستر کا عبث بے کہی سنے
کافی تھا ایک بوسہ بھی مرنے سے پیشتر
وہ بھی طلب خود آئی ہیں اسوقت کیا کرو
ہاں ایک بوسے کے لئے میں ڈھونڈھ لیا
ممنون بوسہ میں تو ہوں لیکن حجاب آپ نے
مرنے سے بات اور بھی مطلب کچھ ہوا
دم بھی گھر رقیب مجھے لے گیا یہ کیا
اے شیخ کیا وہ حور جو فرمان پذیر ہو
برق نظارہ سوز وہ رخ ہی حجاب ہیں
کہنے کی ہے یہ بات کہ مانع ہیں نہ نہیں
اوس گل کی کان ناز و نزاکت نے بھر دیے
ضد ہو تو سو فریب سے آؤں راہ پہ

ہے یہ کہ رخصت بھی وساں ہی نہیں
دل ہے جہاں تو ضعف سے اذان ہی نہیں
اب لب تک آ ہو بھی کیا جان ہی نہیں
ہاں بیخودی کہ کچھ مری اوسان ہی نہیں
پھر کیجیے کیا کہا مجھے ایمان ہی نہیں
لذت اوٹھائے اوسکا کچھ احسان ہی نہیں
پھر جی اوٹھیں کہ یار پشیمان ہی نہیں
اب بھی تو اوسکی بات کوئی مان ہی نہیں
معشوق کی خضاب کو پہچان ہی نہیں
دیکھوں جو آنکھ بھر کے یہ امکان ہی نہیں
ہے بات یہ کہ تجھکو مرا دھیان ہی نہیں
کیا عرض کیجیے کہ ادھر کان ہی نہیں
اسکو میں کیا کروں کہ ادھر دھیان ہی نہیں

ترک صنم نہ نطق کریگا کبھو نہ کچھ
خود ایسی ہی سمجھ وہ داناں نہیں

دیکھیں گے تماشا نہ میاں چھپ آنکھیں
آنکھیں نہ نکلوائے ارباب نظر کی

ڈھونڈھ ہیں گے نہ تجھے پھر تو نہیں ہی سبد آنکھیں
درکار ہیں جلوے کے لئے جان میں آنکھیں

دل حاجی و زائر تھا اوسی لوٹ لیا ہے
ہین کعبۂ ابرو کی تلے راہزن آنکھین

ابرو و مژہ سے تری ثابت ہوئی یہ بات
ای ترک ہین تیر افگن و شمشیر زن آنکھین

یون مجھسی شب وصل وہ شرمائی رہے ہین
دولہا سے کری جا نہ جیسے دولہن آنکھین

ابرو وہ تری شاخ مین جو شاخین نکالین
آنکھین تری ایسی کہ جو اینٹھین ہرن آنکھین

کیون دیکھنی دیتے نہین کیون ہوتی ہو مانع
کچھ توڑ نہ لیجائین گی سیب ذقن آنکھین

جب شوق اشارونکی بڑہی بول اوٹھین گے
چل نکلین گی ای یار کرین گی سخن آنکھین

کیا مجھسے شرارت ہی جب آنکھین ہین لڑاوین
لین نوک کی پلکین تو کرین بانکپن آنکھین

جب تک تری جلوی سے وہ روشن نہوئین تہین
سمجھی ہی نہین قدر رخ جان من آنکھین

گلشن مین تجھی دیکھکے پھولے نہ سماتے
رکھتی جو گل و لالہ و سرو و سمن آنکھین

پرویز تماشائی شیرین ہو تو دیکھے
پتھر اگین ہوتین تری ای کوہکن آنکھین

می تنی پیون یار ری نہ بیلی ہی سیاہی
ہون نشۂ صہبائے عقیق یمن آنکھین

چھلتی ہین چھلاوی کی طرح فتنہ حسن کو
لیلی کی کہان پائیگی یارب ہرن آنکھین

ان آنکھوننے اوس شوخ سی محشر نہو نگی
بنتی ہون تو بنوائین کسی سے ہرن آنکھین

دو چار کو بسمل نکرین تیغ نظر سے
ہان بول دین بیگم تہ سبکا بزن آنکھین

کیا میرے جنازے کی اوٹھانی کو وہ آیا
کیون میری کھلی جاتی ہین بے کفن آنکھین

دو آنکھونسے ہم محو لقا سیر نہونگے
ہون کاش نظر بال مسامات تن آنکھین

چل سیر گلستانکو ذرا سرمہ لگا کر
نرگس کی جھکا شرم سے رشک چمن آنکھین

ای لطف کرین صاد مرے آنکھونسے جو دیکھین
انصاف کی آنکھونسے یہ اہل سخن آنکھین

جانان حفظ

[illegible]

دلخون و سینہ چاک ہین آفت رسیدہ ہون / اس گلشن جہا نمین انار رسیدہ ہون

ہون طالب جہانسے دست کشیدہ ہون / جاتا نہین کہین قدم آرمیدہ ہون

برباد میری ساتھ نکہت ہوئی شمیم / مجھسی الگ لگ کہ ہوای وزیدہ ہون

اب میری بازگشت چمن مین محال ہے / ای باغبان گلونکا مین رنگ پریدہ ہون

چمکے نہ کیسے برق تجلی مصر ہے کون / جلوی ہزار دیکھی ہین مین کیا ندیدہ ہون

رونی کا زنگ دیکھ کے کہتا ہے دل یہی / بس یکدگر نمین قطرہ خون چکیدہ ہون

آتی جو رحم ہی تو کوئی کیا بنا سکے / ایوای مین صدای گلوئی بریدہ ہون

ثابت ہی میری رنگ سے تیرا کمال حسن / گویا زنان مصر کا دست بریدہ ہون

شوخی کہان وہ آنکھ مین بعد از زوال حسن / وہ چیل سی یہ کیکی غزال رسیدہ ہون

ممنون بہر باد نہ منت کش بہار / کیا باغ ہون کہ نہال دمیدہ ہون

گلزار و کوہ و دشت کہین بہی نہین قرار / جوش جنون سی موج نسیم وزیدہ ہون

حسرت بہری ہی جو مری میری دلمین ہے / کہتی ہی تیری جان کو تیغ کشیدہ ہون

صیاد تا قفس کے لب اب ہاتھ آ چکا / طائر نہین حنا کا مین رنگ پریدہ ہون

ہون لطف بندہ بندۂ بیدام آپ کا / بی مال و زر غلام عنایت خریدہ ہون

کیا الگلی باتین یاد کرون ہان کبہی تہا نطق / اب تو خموش ایک زبان بریدہ ہون

چھوڑے اوسی تو چارہ سودای دل کرون / پھر سیر اگر کرے تو مداوای دل کرون
اب یاس کو حریف تمنای دل کرون / ہان ورد بی دوا سی مداوای دل کرون
وہ مفت پھیرین تو نہ پروای دل کرون / سودا نہین ہے پھر جو مین سودای دل کرون

[illegible]

سینے سی مین لگا دون اگر پاؤن چہر دکو
آنکی جو داغ ادہر تو سویدای دل کرون

وہ کونسی ادا تہی کہ جو دل ربا نہ تہے
حیران ہون مین کس سے تقاضای دل کرون

اے عشق بنا دی نشانہ اوسی کر کو چاک چاک
اوس زلف مین پرویں مین اگر جای دل کرون

گلشن نہین ہی سوختہ درد و داغ ہے
کتنے ہو گیا کہ لا مین تماشای دل کرون

ہو ہو گئی ہین ہاتہ دہائی دہائی شکل
ہی ہی مین کیا علاج تپش ہای دل کرون

بی پردہ ہو وہ برق تجلی جو جلوہ گر
ہر داغ تجکو دیدۂ موسای دل کرون

دل پر ہزار ظلم ہین اوسپر یہ ظلم ہے
وہ کاٹ لین زبان اگر ہای دل کرون

ہر ہر قدم پہ شوخئی رفتار کہتی ہے
سو سو جو دل لیین تو نہ پروای دل کرون

اونکی نگاہ کی یہ ودیعت بغل مین تہی
مین دل کا کون ہون کہ جو دعوای دل کرون

کب تک غم ایک قطرۂ خون چکیدہ کا
کب تک مین آہ ہای دل وای دل کرون

جولانیون پہ آئی وہ گلگون تاز اگر
میدان کشت وسعت بیدای دل کرون

اوس گوشۂ خیال پہ ای ... ہین تو
صدقی ہزار وسعت صحرای دل کرون

پائی یہ لطف یاس مین جیتا ہی عشق
تا کاہی ابد کو تمنای دل کرون

ہمکو کہان نہین کتنے نے جو بولا جائین
کوچۂ یار کو کیون چہوڑ کے صحرا جائین

اپنی دیوانگی وہ تشنۂ خون ہین اتنی
قتل اگر کر نہ سکین قصد ہی کہلوا جائین

برق چمکی جو یکایک تو یہی خسارہ تہی
غش تو کیا جانتی مشتاق تماشا جائین

شوق لایا تہا ہم آئی ستے نہین طاقت
کہہ اب لوٹ کی مایوس تمنا جائین

آرزو نکلا جب اتنا ہو شب وصل ہجوم
جا نہی انصاف ہی کیونکر نہ وہ گہبرا جائین

٩٣

آج کل سے بھی زیادہ مجھے بیتابی ہے — کچھ عجب جان نہ ہو دم وہ اگر آ جائیں
واہ محرومیٔ دیدار مقدر دیکھو — آتی آتی وہ مری سانس شمار جائیں
میری ٹھہری نہ ٹھہرتا دل بیتاب نہیں — دو گھڑی کے لیے اگر وہی ٹھہر جائیں
میری گھر آئی بھی آیا جو نہ آنیکا جواب — بس وہیں لوٹ پڑی جی ہیں کہا کیا جائیں
چاہیے تھا اوسے سمجھائے یہاں لے آتے — نہ کہ آئے سب اولٹا مجھی سمجھا جائیں
سچ یہی ہاں جو ہوا تو ہی وصل کا وعدہ لیکن — کس طرح مانے نہیں خیر وہ قسم کہا جائیں

مختصر آہ کی تقریر ہیں اداکرائی نطق
طول سے قصۂ غم کو وہ نہ گھبرا جائیں

ستمگر ہیں پر مجھکو بھائے ہوئے ہیں — وہ ڈر بسنے دلمیں سمائے ہوئے ہیں
مرے قتل پر زنگ لائے ہوئے ہیں — وہ منہدی کی یان کہائے ہوئے ہیں
پچھے سے کیا پیچ ہمپر چلیں گے — یہ گیسو ہمارے بنائے ہوئے ہیں
یہ رنگت خدا داد ہاتھوں نے پائی — کہ گویا وہ منہدی لگائے ہوئے ہیں
فلک نے رقیبوں کے دل کے بتوں کے — کہیں کیا کسی کے ستائے ہوئے ہیں
ترے گھر کی ہے منزلت اپنے دم سے — ہمیں ہیں جو سکو کعبہ بنائے ہوئے ہیں
بلا دلفریب اونکے ناز و ادا ہیں — کہ اس ظلم پر بھی وہ بھائے ہوئے ہیں
نہیں آنے دیتی ہیں دل خال رخ پر — ابھی تک تو گویا بچائے ہوئے ہیں
ترے منتظر مثل نقش قدم کے — بہت لوگ آنکھیں بچھائے ہوئے ہیں
ترے عشق میں تک لائی ہیں زاہد — یہ خرقے تجھے پر زنگائی ہوئے ہیں
شب ہجر کا ڈر یہ غالب ہوا ہے — کہ دم صبح محشر چرائے ہوئے ہیں

روشن چراغ

ذرا بیقرار ونسے کم کر تپش قلق
کلیجے بہت منہ کو آئے ہوئے ہین

شرارت سی وہ نطق ہوتے ہی ہین
بلا تہری ہین کیسے کہاتے ہوئے ہین

شب وصل کی لطف اوٹھائی ہوئے ہین
دہن تنگ انکو نہین تہا شوخی ہی ہین

لبوں پر بہانا لی آئی ہوئے ہین
تری خوب سے پر خوف کہائی ہوئی ہین

وہ نکہت سی ہین بہار باغ اور ڈر سے
نسیم و صبا دم چورائی ہوئے ہین

بلا ضیق ہین غنچہ ہین تنگی دل سے
مجھے جھکے پہلو دبائی ہوئے ہین

مزہ حسرت قتل مین ہی کچہ ایسا
کہ ہم قتل ہو بھی چورائی ہوئے ہین

مہ و مہر بن جائین گی چاند سورج
وہ جہومر کواب سر چڑہائی ہوئے ہین

مری قتل کا کیوں اٹھائین ٹہیرا
کہ ہاں آپکے منہ لگائی ہوئے ہین

یہ طائر جو بجلی سی چلا رہے ہین
خدا جانی کنکے ستائی ہوئے ہین

سبھی پہر گئی ایک حسرت کی پہرنے
محبت مین اپنے پرائی ہوئے ہین

یہ دل جو نہین نقش حسب اثر ہین
تری عاشقوں کی جلائی ہوئے ہین

نزاکت نہ قاتل کو ہوش سے ای نطق
ہمین اپنے کفن سے چھپائی ہوئے ہین

اوڑا ہی نشانہ دل کوئی آن مین
ابرو نے تیر غمزہ وہ چھوڑا کمان مین

کرتے ہین صاف دست ستم امتحان مین
پوری ہین ورنہ خوب ہم اونکی گمان مین

ہم بھی تو لاغری سے فقط روح رہ گئے
وہ جسم جا ملا جو لطافت سے جان مین

ہی اور ہی کچہ بھی ان گمان کو وہم
یہاں تک اتہارات چھور جو اونکی مکان مین

٩٥

ہنسہ بہیرلیون کا جوش جوانی پر شوق ہے
مین ہی ترا سہی مگر آ بہی بنا ہے
دنیا سلی و ٹہہ بجانے کی طعنو زادی سے
سنتا ہی چہیڑ چہیڑ کے وہ گل ہی فغان
یہ عشق آنکہہ کا رگ رگ مین ہی سما گیا
صبح شب وصال دل الٹیا اور دامن تہا
آئی ادہر ہوا نکی طبیعت یہین سہی
تو ہی نقاب ہو تو نظارے کی واسطے

فیہ و گدگدی ہی او ہشتی ہی اب و نکلی آئین
کیا لطف ہی جو آئی گلہ درمیان مین
اتنی سکت کہان ہی تن ناتوان مین
رس پہونچ گیا جو نالہ بلبل سے کان مین
باد ام کا ہی مغز ہر ایک استخوان مین
نالی کی وہ کشش تہی جو دہنی ان مین
لو مین گی ہم ستم کے مزے امتحان مین
مہر آئی ذرہ بنکے ترے تابدان مین

نور خدا ہی تام انہین کے جمال کا
کعبے کی بت ہین لطف یہ ہندوستان مین

جنبش ہنسی کی سینہ سپر کرکے دیکھ لین
شاید کہ ہو تسلی دل مرکے دیکھ لین
جو پوچہتی ہین کیا دل بیرحم کا رنگ ہے
اہی طفل اپنی جنبش ابرو دکہا ہین
جاتی ہین آپ دیکہئے اب کب خدا ملای
وعدہ وہ کرگئے ہین جنازے پر آئینگے
بولی کہ کیا کی چرخ کو وہ پست یا زمین
نظارہ کرکے آپکے رو سے صبح کا
اونکو جو بیقراری شب کا یقین نہو

دو چار ہاتہ آرے خنجر کے دیکھ لین
پہر ہی لاؤ چہاتی پر اب ہی کے دیکھ لین
شیشے مین شیخ شراب کبہی بہر کے دیکھ لین
چہوٹے سی سیجی کی بہی ہم جڑ کے دیکھ لین
منہ پہیرئے ذرا کہ نظر بہر کے دیکھ لین
جی مین ہی یہ ہی جہوٹہ فریاد کرکے دیکھ لین
خورشید و ماہ اپنی برابر کے دیکھ لین
جی مین ہی زخم دل مین نمک بہر کے دیکھ لین
وہ تار تار رالگ مرے بستر کے دیکھ لین

کیسا چراغ

الله ری شرم ذبح کو وہ نکلین نہ صحن مین
یہ خوف ہی تو تیغ ہوا بر کے دیکھ لین

ہے شکل مہر نور فشان یار کا بدن
تار شعاع تار مین چادر کے دیکھ لین

وہ بدظنی ہے بہم او ٹھین مجہ سی صبح کو
زلفونکی بال منہ سی اگر سر کے دیکھ لین

چلئے تو بے نقاب ذرا اسیر کے لیئے
کیا رنگ ہین چمن مین گل تر کے دیکھ لین

بیتاب ہون مجھے کچہ تمکین یار کو اثر
جو ہو سکے تو صبر بھی اب کر کے دیکھ لین

مرتے ہین اب تو جاتے ہین جی سی جہان سے
آنکھونمین دم ہی آؤ نظر بھر کے دیکھ لین

کٹ جائین گی حریف سخن معرکہ مین لطف
جوہر مری زبان مین ہین خنجر کے دیکھ لین

تو چاہتا ہی یہ کہ مجھے آرزو نہین
مین آپ ہی ہون خموش کہ اُس بت کا تو نہین

گو مہربان یون وہ بت عاشق نہین
پیاری رقیب دل مین جو ہم ہین سو تو نہین

ہر دم کی چھیڑ چھاڑ نہین دل لگی حضور
آجائیگا ملال کچہ اچھی یہ خو نہین

یہ فخر کیا ہی کم کہ سگ کوی یار ہون
ہو کر ذلیل و خوار بھی بی آبرو نہین

بیمار درد داغ ہین چڑھتی ہین ناز سے
وہ چارہ گر نہین ہین تو ہم چارہ جو نہین

قاتل کی ہاتہ چومتی اپنے فراغ پر
کاری ہین ایسے زخم کہ فکر رفو نہین

دریا ہی شوق او سکے مین کرتا ہون مستیان
میرے شراب کے لئے جام و سبو نہین

عیار کا گزر لگاوٹ سے دیکھنا
کہتا ہے دیکھ مجھکو خبردار چھو نہین

ایسے جمال شوق فزا پر بھی او نگاہ
کھلا ہی چھوڑتا ہے کہ کچہ آرزو نہین

اس نے ہی یہ کنایہ جو چھیڑا وسنے چھوڑدی
شایان ظلم و جور بھی اب لطف تو نہین

چار داغ

ای غنچہ اوس دہن کی برابر کا تو نہین
تجھ مین وہ رنگ بو نہین وہ گفتگو نہین

مثل کباب گریۂ خونین کی خو نہین
مین اس طرح جلا ہون کہ خامی کی بو نہین

عاشق ہوئے ہین اونکو وفا جنکی خو نہین
اوس بیرہن مین عشق کہ جنکی گل رخ مین بو نہین

وہ پھول یہ حسین ہین یا رب مرا دمین
جنمین وفا کا رنگ محبت کی بو نہین

خلوت مین اختلاط نہ جلوت مین چھیڑ چھاڑ
تم کیسے آدمی ہو کہ کچھ آرزو نہین

ایسی آنکھین دکھائین تو قہر ہے
یعنی بجز نظارہ کوئی آرزو نہین

اس شکل یا ہی مین نہین خیر ای شیب
یعنی جو تو ہی ہم نہین ہم مین تو تو نہین

یہ جام ہی نہین کہ تنک ظرف ہو نوش جان
ہمسے بلا کشون کو تو ساغر سبو نہین

بجز جو جیب چاک نہین گل کو بھی جنون
قطرہ صبا کو بھی جو تری جستجو نہین

کوئی حسین نطق تجھ منہ لگا ہی کیا
سو بات کی یہ بات ہی اوس کا سخن تو نہین

بڑی عجب ہین سب سے الگ چاہت جتاتے ہین
رقیبو نسے حلف کرتی ہین مجھسے قسمین کہاتی ہین

وہ اس انداز سی کرتی ہین ظلم ایسا لبھاتے ہین
کہ شکوہ شکر ہو ہو کر ہمارا لب پر آتے ہین

فقط ہمدمی لشکریان ہی بن نکلی آتی ہین
سبھی اوس شوق کی خاطر ہین تنگ اپنا جو چھپاتے ہین

قیامت کرتی ہین یاد اوس نگہ کی دلاتی ہین
ترے نالے تو ای بلبل ہمارا دل کہاتی ہین

الٰہی ہین محبت سی مگر نقش عداوت ہم
جہاں اوس انجمن مین بیٹھتے ہین وہ اوٹھاتے ہین

تری در کی فقیر دن دیکھی ہین دولت سے ادا
گرا دے کی جھونپڑی قیصر ستان پر چھاتے ہین

جو لوچی آنکھ دیکھن وجہ نقاب اوس ماہ طلعت سے
تو بولا جتنے کامل ہین کمال اپنا چھپاتے ہین

لگا بیٹھے ہین لو وہ ای فروغ انجمن تجھسے
تماشا ہی بیٹھے شمع کو اولٹا جلاتے ہین

فدای آمد ناز اپنی جان و دل نکر لیجیے
غضبکے گو کر آغوش تصور مین ہی گیرائی
گئی بیدل لگی ہی شاعری بھی مجھہ سوا شیدائی
بجا لی تا کہ یہ کوئی آ نہین نی اسکو ما اپنی
غرور حسن سے سمجھے ہین کیا تے عکس کو اپنے
معطر جس طرح کر دی ہین گیسو کی لوگ سو کو
یہ شرح شوق کب تک بس ہم آغوشی مناسب ہے

کیا ہمیر کرم یا سو لی ہنسکے آپ آتی ہین
مگر وہ شوخ ایسی ہین کہ پہر سی نکل جاتی ہین
کر وہ میری غزل گاتی ہین تمسن حال الا دیتی ہین
مری تابوت کی ہمراہ وہ بہی رستی جاتی ہین
نہین معلوم آئینی ہین کسکا منہ چڑہاتی ہین
یہ نہین کہ کر مری کیچ و تین ہو تو کو بتاتی ہین
عبارت مختصر کرتی ہین اب مطلب پہ آتی ہین

وہ حبیب نخوت سی بیٹھی ہین مگر وہم محبت سے
ہزاروں وسوسہ ای عشق میرے دل مین آتی ہین

صحبت ما ہ جبینہ کا اثر کچھ بھی نہین
جس سے کچھ فیض نہین ہی وہ بشر کچھ بھی نہین
کس طرح ہون وہ مری زور نہ زر کچھ بھی نہین
مر گئی دیکھکے دنیا کے تماشے یعنی
پشت سی بھی نظر آتی ہی شکم کی پسلی
صورت طائر تصویر نہین اور سکتا
اوڑ گیا رنگ ہی کیون منہ سی تو کچھ ڈر کر
غیر کی تہمے مین رخ یعنی ادہر تو سب کچھ
شور سنتی تو قیامت کا شرر آفت سے
کچھ بھی دل کا نہ رہا دہیان ہجوم غم مین

کیا دلا خواب بہا جو وقت سحر کچھ بھی نہین
جس مین پہل پہول آئی وہ شجر کچھ بھی نہین
ایک ارے ہی ہمیشہ لیے اثر کچھ بھی نہین
آنکھ کی بند لب اب مد نظر کچھ بھی نہین
وہ تن آئینہ نہین ہے کا وہ دہر کچھ بھی نہین
حیرتی رخ صیاد کی پر کچھ بھی نہین
ہم سے غیر و نسی جیسی جو سی اگر کچھ بھی نہین
میری تہمی مین دشمن یعنی ادہر کچھ بھی نہین
تجھہ مین ای آہ ہو سب کچھ پہ اثر کچھ بھی نہین
کب سے اخون ہمین اسکی خبر کچھ بھی نہین

بوسے لینی ہی جو وہ چونک پڑی بیٹھی کہا
دیکھیے اسکی حقیقت کو تو سب کچہ ہے یہ
گالیان کہاکی جو پہر بوسہ لیا وہ بولے
ہم گلا کاٹ نہ دین اونکے دو یہ دولت پر
حسن باصد سپہ ناز ادہر آمادہ جنگ
بزم آراستہ بی یار کے بے رونق ہے
ہمنے پیمان وفا اہل دغا سے باندہا
ترک بیداد سی ہوتا ہی تغافل کا گمان
بی اثر آہین ہین فریاد و فغان بی تاثیر
بی تعلق ہون زمانی سی علیحدہ صفت
بند شین کہل گئین ای یار تری ٹیکے کی
کبہی نکلی نہ ہماری ہوس بوس و کنار
ہی جو معدوم تو مضمون ہم آغوشی کیا
بوسی چشم و ذقن ولب کے لیئے بخزون ہی
یہ طلسمات جہان صرف نظر بندی ہے

ہوئی بد خواب تم ای رشک قمر کچہ بہی نہین
گو کہ یون خاک کا پتلا ہی بشر کچہ بہی نہین
بیحیا ونکو ملامت کا اثر کچہ بہی نہین
حشر برپا ہوا پر اونکو خبر کچہ بہی نہین
عشق بیچارہ کری کیا کہ ادہر کچہ بہی نہین
نعمہ و بادہ سبہی کچہ ہی مگر کچہ بہی نہین
دور ہی حسن ادہر اینی کہ جدہر کچہ بہی نہین
چین یون بہی تو نہین ہمکو اگر کچہ بہی نہین
ہان لڑائی کو سبہی کچہ ہین مگر کچہ بہی نہین
دیکہین سب مجہکو مجہی مد نظر کچہ بہی نہین
پیچ پر پیچ لگائی ہین مگر کچہ بہی نہین
ہین تو کیا ہین وہ دہن اور کمر کچہ بہی نہین
شاعرو یہ نہ کہو تم وہ کمر کچہ بہی نہین
چمن حسن کی جو کہی ہین ثمر کچہ بہی نہین
سامنی آنکہ کے سب کچہ ہی مگر کچہ بہی نہین

نطق سی کچہ نہ کچہ اور پردہ نشین لوٹ تو ہی
پہر قسم کیون نہین کہتا ہی اگر کچہ بہی نہین

کرسی نشین عرش خدا کی گیتر ہین
آزاد دام زلف مین صد ہا اسیر ہین

ہم خاکسار لوگ دعائے فقیر ہین
اوس مانگ کی لکیر کے لاکھون فقیر ہین

ہواری عشق

غمزے کرشمے آپ کے کتنے شریر ہین
کیھو ابلا سین شاہ کو ہم وہ فقیر ہین
جھمکٹ کی ات ستر ہی جادو نگاہ ناز
تو چاند ہی اگر تو ستاری ہین خوبرو
اوسکی نگاہ ناز سے اللہ کی پناہ
دولت لٹا ہی ہین جو حسن شباب کی
اس وجہ ناتوان ہین کہ اوٹہی ہین انگلیان
قید تعلقات سی نکلے ہوئی ہین ہم
پانی ہی ایک گھاٹ کا ابرو تیغ مین
بس سلجھی سی جا کی ہان چھوڑ آئی ہین
ای گوری کی آئی ہین شاید پیام یار
دیکھو فروغ جلوہ حسن پریرخان
کچہ اولٹی پلٹی کہہ کے نکالین گی مدعا
منقارین خشک غنچے ہین لی ہین نہ مرچہ

آہ فت کی ہین حضور غضب کے مشیر ہین
تاثیر سے بھری ہوی نقش حصیر ہین
ناوت ہی آنکھہ جتنے اشارے ہین تیر ہین
تو ہی جو شاہ حسن تو وہ سب زیر ہین
جو بی کمان توڑ کرین یہ تیر ہین
کہ اوسی کجا دہر ہی کہ ہم ہی فقیر ہین
ہین ہالو نمود مین گو ہم حقیر ہین
آزاد کی جبین کی گو یا لکیر ہین
تیر و نگاہ ایک ہی ترکش کی تیر ہین
نالی شرر فشان مری کتنے شریر ہین
کیا کہہ سی ہین کون یہ منکر نکیر ہین
اجزای برق سی مگر انکے خمیر ہین
اولٹی تری سجہ ہے تو ہم بھی کبیر ہین
میری بغیر اودا اس مرے ہم صفیر ہین

ایسی دعا دو نطق رسائی ہو یار تک
مین نی سنا ہی آپ بھی پہنچی فقیر ہین

خاک کی پتلی کا پردہ کہل گیا تقریر مین
ای صنم ناحق ہی اوسکی قید کی تدبیر مین
تیری لکہنی کی سی ای طفل خوش خط دہو م ہی

بولتا ہی اور کوئی اس گلی تصویر مین
بستہ گیسو ہین خود جکڑی ہوی زنجیر مین
دی کبھی اصلاح میر بھی خط تقدیر مین

حال عشق

[illegible]

ٹھنڈی ٹھنڈی گرمیاں ناحق جلائی گئی
پوچھنے سے نہ عالم تجھ ہجو ہم پاس کا
خاک ڈالو خون پر دیکھو یہ فیصلہ جا نہیں
پردہ ہای گوش گلچینوں کی امن بن گئی
سر کی گتی ہی جو تار عمر میں کسے کہلے
وصل کو جب کہئی تو کہتا ہے وہ بت جا کہ
زندگانی کا بھروسا مجھکو پل بھر بھی نہیں
ہی وفاداری جو ثابت شدہ درگاہ کی

کہہ دو ہم لکھنؤ سے جا رہیں کشمیر میں
ہم نگہ ہین زیر خنجر دیدۂ نخچیر میں
تم بھی رسوا ہوگی میری لاش کی تشہیر میں
پھول جھڑتی ہین وہ منہ سے آپکی تقریر میں
یہ ہنر قاتل ہی تیری ناخن شمشیر میں
پہلے لکھوا لائی اللہ سے تقدیر میں
مین نگاہ واپسین ہوں دیدۂ نخچیر میں
تجھ میں نہ لگی کی وہ بجھی جاگیر میں

نطق اوس بت کی ذرا پاکیزہ صورت دیکھی
ڈال دی ہی جان کیا اللہ نے تصویر میں

بغل میں ان کو سلا چکی ہیں ہم اپنی قسمت جگا چکی ہیں
[illegible]
[illegible]
قمار الفت میں دل لگا کر لگا دیا داؤ کیسے جی بھر
[illegible]
[illegible]

مراد دل جو تھی پا چکی ہیں [illegible]
بجا رہین بہار [illegible] ظالم بجا چکی ہین
[illegible]
[illegible]
بغل میں [illegible]
[illegible]

١٠١

سلام شوق

[illegible]

ٹھہا کی نزدیک

معشوق مین مجروح خون قاتل تڑپ ہی مین جو گلے لگا
کہیں ہیں مجھکو لگا کے گلے تم بیا درین ظالم ستمگر
مری پیا یا ہی حرم دیکھو کھلا منہ کیا ہی انکو
ہنسی نہیں ہی لا ہی ہنگی دلا تماشا دکھا ہی ہنگی
مین جاون کیونکر نہیں ہی طاقت عجیب تم ہو پہ حیرت

نہیں ہین پلٹ کے مجھکو یہ ہین وہ ال مجھے بو کے جو گہا
یہ بہی او دشا دین ہیں ظلم ہزارون تجھسے ستم ہا تجکو زین
وہ شمع لا ای ہزار پر جو چراغ ہستی بجھا چکی ہین
یہ شہر کی سیر ... ہا ق سنگ ... تجھکو سٹا چکی ہین
نقاب ادہر فنا کی شوق وصلت اودہر مشہد لگا چکی ہین

ہلا کی زنجیر پھری ہی وحشت کھنواڑ کھولنے آئی در تک
یقین اسی کی ہی نطق بیشک جو آنے والی تھی آ چکی ہین

تو بہی آنکھ نہ جلوۂ جگہ بجت سے سر آنکھہ مین
تو جو جاتی باغ ادہر تو وا کرین آغوش گل
دیکھنا ذوق تماشا او بہی حسرت اٹھی نقاب
میری محفل سی نہ اوٹھی کر کے غدر شمگستر
ما ورای ہفت جنت آٹھوین جنت ہے یہ
خون شدہ دل کہان سینے میں ...
آبلہ لب پر ہی چہا آہ بے تاثیر سے
اوسکی بینائی نگاہ ڈسے لجائی سوائی کا خوف
طعن سے کہتی تہی وہ کیا گھورتا ہی حور کو
تیری نظر فلکی کہان پائی لگاوٹ بہرہ
آنکھ حور فلک کی جھپکتی ہے تماشا دیکھنا
ہائی ای حسرت فزای جلوۂ دلداری

دیکھ کر لیتا ہی پر مژگان کس طرح گہر آنکھہ مین
اور اودہر نرگس کری اجا کرم کر آنکھہ مین
آر ہی ساری بدن کی جان کھنچ کر آنکھہ مین
آپکو دل مین جگہ ای بندہ پرور آنکھہ مین
پہر رہی ہین کیسی کیسی حور پیکر آنکھہ مین
ڈہونڈا دیکھو دامن مین یا جستجو کر آنکھہ مین
آب نزلہ کی اترا آنسو سے بہتر آنکھہ مین
آنسو الٹی پھر پلٹ جاتی ہین آ کر آنکھہ مین
خستہ نگاہ و ایسی مین میری تہی نشتر آنکھہ مین
مثل تیر آئی نکھہ کے جادو نہیں ... آنکھہ مین
کیا کھلا ہی سر اوس کافر کی کافر آنکھہ مین
یون نگہ مشتاق کی آہ جاتی نشتر آنکھہ مین

چشم بد دور آب کتنی دیدۂ جانان بیچ ہے | بھری ہین گوشۂ صانع ذِکوہر نگہ مین

ہم بہی شکل نطق مشتاق نگاہ یار ہین
اس طرف بہی کبہی سر لگا کر آنکہہ مین

شب بہر شب وصال رہا اس عذاب مین | ڈر کا تھا دل کو پہر نہ چلے جائین خواب مین
دیکھی جو کوندتی ہوئی بجلی سحاب مین | یاد آ گئی وہ موج تبسم نقاب مین
جلتا ہی جی ہینگے وہ کب تک حجاب مین | اے تف آہ آگ لگا دی نقاب مین
بوسہ لیا تو لطف کہلا روے یار کا | مستی ہی مین ہے نمک کباب مین
کافی ہے تیری آنکہہ کا ساقی بس ایک جام | مستی کی واسطے بزم شراب مین
الله رے دعا ہی مری روز و شب بہی | پریان جاگتی ہین ہمین حورین خواب مین
پہر بہی کہینگے کچہ نہین ریا کی سامنے | بالفرض ہے جو ہستی قطرہ حساب مین
جاتا ہین پند حضرت عیسے سے بیشتر | ہوتی شراب اگر قدح آفتاب مین
کیون میرا قتل رہ گیا لوگ آ گئے | ہی منع دیر اسی سی تو کار ثواب مین
سرخی جو بہائی گالون کی پہر بوسے لیا | تقصیر ہو گئی ہے دوبارہ عتاب مین
آخر سو انہین کے تو لکہنا نہین ہے کچہ | پہر اتنی دیر کس لیے خط کے جواب مین
مشتاق سیکڑون ہین جب الٹی تو بند | کہلتا نہین کہ کیا ہی تماشا نقاب مین
اس سے جواب کا مضمون نکل گیا | بہیجا جو سادہ خط ہمین خط کی جواب مین
آتے نہین ہین جوانی مین کچہ بہرے | سر پہ ہے بہی جن سا چڑہا تہا شباب مین

مجہے نہ گرد راہ جیسے اردلی کی لوگ
وہ نطق ناتوان تمہاری رکاب مین

۱۰۳

طفلی سے بڑھ کی ہوگی قیامت شباب مین
اوس کی شباب کے ابھی فتنے ہین خواب مین

جان اون لبون سی پڑتی ہی سخن کے جواب مین
تاثیر آب خضر ہی چھوٹی شراب مین

پردیکو جب کہا تو وہ بولی جواب مین
کچھ رخ مین عیب ہو تو چھپاون نقاب مین

قالب مین روح آئی کر رکھا ہی پانے
پا کی لطیف حلقۂ چشم رکاب مین

روشن ہوا گرد کدورت مین ہی نہان
خورشید آگیا ہی مین کی حجاب مین

اوس گنج حسن کی نہ کہین لائی ہی سمجھ
آئے وگرنہ ہم نہ جہان خراب مین

رخنہ گری کریگی جو میری نگاہ شوق
جالی ہی جالی ہوگی تمہاری نقاب مین

حیرت زبان بند جو کردی تو خوب ہے
کہتا ہون کچھ نکلتا ہی کچھ اضطراب مین

دیوانہ کون ہو کہ پری اوڑ گئی حضور
وہ شی ہی اب نہین ہی جو تھی شباب مین

فرقت کی شب ہے موت کو کیا ہو آگئی
آئی کہ مر رہا ہون تمنای خواب مین

تجھ سی مجھے یقین ہی ترا بس چلی جو چرخ
ملتی ہی تو عاشق و معشوق داب مین

بلبل مری تو جامۂ گل لون کی کفن
گاڑون چمن مین غسل دون اوسکو گلاب مین

دیدار سی بند ہی جو اس قسم کا ہو شعر
کرتی ہین وہ ادس نظر انتخاب مین

دیکھا بغور روی کتابی حضور کا
پایا کہین نہ لفظ وفا اس کتاب مین

ہنسنا نہین ہی ضرب مم مینکشی حضور
پڑ جائیگا نمک کہین جام شراب مین

ہنستے ہو آگے چاند جو ہوتی ہو مہربان
مستی ہو آفتاب سے جاکر عتاب مین

یاد آگئین نہ ہاتھ وہ دو رخ کو دیکھکر
وہ گرم گرم اونکی نگاہین عتاب مین

کیون عقل کل پر اونکو ہی اعتراض لطف
دیوانہ گر کہی تو کہا ہی خطاب مین

نہ اوٹھی جب سے تری کوچے مین ہم بیٹھے ہین
یا تو توڑی صفت نقش قدم بیٹھے ہین

صورت پیکر دیبا ترے بیمار مسیح
نہ کبھی اوسکے سر بستر غم بیٹھے ہین

صبح سی شام ہوئی شام سی پھر صبح ہوئی
پر مرا شوق کہیتا ہی وہ کم بیٹھے ہین

نہین معلوم کہ اس بزم مین کیا ہوا ہی
از خود رفتہ ہین گویا نہین ہم بیٹھے ہین

کسطرح اونکو اوٹھاؤن کہ تری محفل مین
نقش قالین کیطرح عجز تو ہم بیٹھے ہین

ہاتھون مین بس گئی ہی بو جسے اپنی خونریز
حسن جگہ تیری گران بار الم بیٹھے ہین

لہو اڑا دوگی اس در سی اوٹھینگے تو ہی
لیجیے آپکے قدمونکے قسم بیٹھے ہین

شوخی چشم صنم تیرا زمانہ دیکھا
جو کڑی بہول گئی ہوی حرم بیٹھے ہین

دیکھو دیکھو نہ رقیبو نسی لڑا او انکہین
کشتۂ شکل ادہر ہم بھی صنم بیٹھے ہین

حشر کا دن ہی کہان ظل حمایت ڈہونڈہیے
بس تہ سایۂ دیوار صنم بیٹھے ہین

جانی والے ہین عدم کو سبب زودا کی
نفس چند یہان لینے کو دم بیٹھے ہین

جوش وحشت مین گر دشت کی کہا ٹہوکر
آج بہی آپسے شہک کر نہین ہم بیٹھے ہین

زیر ابروی صنم تل نہین سرمی کی یہ نطق
چند سندو تہ محراب حرم بیٹھے ہین

یون تکنی مین لالی کی پہول اچھی بہلی ہین
داغی ہین جگر کسکی تب غم سے جلے ہین

ہو سیر گلی مین جو کہین ضعف سے رہ جائین
نالی تو ہمارے رونین سینی سی چلی ہین

چوٹی کی خدا نے جو کسد و ابہی جائین
دیوانو کی پہانسی مین تو ہر وقت گلی ہین

بگڑی تو بنی اور بہی یہ حسن کی خوبی
مہتاب تجی ہین یہ وہ جوبن سو ڈہلی ہین

گنجینہ گوہر یہ مقدر سے ملا ہے
سینے کے پہپولی ہمین کیا خوب پہلی ہین

پہلے گھڑی بھی ہوتی باقی تھی تم مین
اتنا تو اب ہوا ہے کہ اٹھ اٹھ کے جاتی ہین

بس کہا چکی حضور ہوا سیر ہو چکے
چلیئے کہ پھول شرم سے کمہلائے جاتی ہین

اوس گلکی گفتگو ابھی شاید سنی نہین
اپنی جو نغمہ سنج چمن گاتے جاتے ہین

پریان بھی کھوتین اہد دن انہی تے سے
حوریں قسیرین ہین نکلی ہی پائی جاتی ہین

کیا پاس سے نہ پائی ہوی نطق باغ باغ
پھولی نہین سماتی ہین اترائی جاتی ہین

یہ بھی تو کم نہین کہ ادہر دیکھتی تو ہین
غصے سے ہی سے [illegible] مگر دیکھتے تو ہین

مجھکو ذرا گلاب منگا لینے دیجیے
جرات [illegible] دیکھتے تو ہین

کہتا ہون عقل سے نہین بیزار وہ ہمسے
کہتا ہون [illegible] دیکھتی تو ہین

حال آنکہ ہین وہ غیر کے آنی سے منتظر
در پر ہین [illegible] دیکھتے تو ہین

دلکو تری لگاوٹ ہی بالاک کیا خبر
لیکن کچھ التفات ادہر دیکھتے تو ہین

رہتی ہین وہ بھی پردہ شوخی مین بیقرار
کچھ اضطراب [illegible] کا اثر دیکھتے تو ہین

آنکھین بھی فتنہ رفتہ لڑائین گی دیکھنا
اب گاہ گاہ پھر کی نظر دیکھتے تو ہین

میری سی شکل ہوگی بھی شکل اگر رہی
آئینہ آپ وہ دوپہر دیکھتے تو ہین

طالع جو ہین سا تو سمجھے ہین اوج کی بار
ہمسائے مین کرانی کو گھر دیکھتے تو ہین

پہلے سی کچھ زیادہ تغافل ہی یار کو
اے آہ مرحبا یہ اثر دیکھتے تو ہین

دیوانہ نطق ہے کہ نہین کیا خبر مگر
گلیوں مین اوسکو برہنہ سر دیکھتی تو ہین

مطلب نہ جانتا ہو تمہین
ہر کسی سے آشنا ہون مین

لب جان بخش یار کہتا ہے
درد ہوں درد کی دوا ہوں مین

گل سی کس آن سی وہ کہتی ہین
تو تو لالہ ہی میرزا ہوں مین

پس رہا ہوں فلک کے گردش سے
سنگ زیرین آسیا ہوں مین

شہر آشوب میری وحشت ہی
گردش چشم سرمہ سا ہوں مین

نہ ہو دیکھکر مجھے انجان
آشنا ہو تمہین آشنا ہوں مین

میرا سودا سر شہان کو ہے
سایۂ شہپر ہما ہوں مین

کر رہی ہین وہ مجھ سی وعدۂ وصل
دلمین کہتی ہین ٹالتا ہوں مین

دیکھ لو جان کا نکلنا ہے
اور ٹھہرو کہ ہو چکا ہوں مین

تیری شہرت ہی میری رسوائی
گو برا ہوں مگر بھلا ہوں مین

رشک سے ہو نہین نطق بزم آشوب
چشمک چشم آشنا ہوں مین

جادو بھرا ہی سرمی کی چشم سیاہ مین
غمزے نی تیغ سونپی ہی مست نگاہ مین

عشق بتان نی آکے یہان بھی کیا ہلاک
کعبے مین آچھپا تہا خدا کی پناہ مین

وہ بت گیا جو صومعہ تا سبحہ سان
گن گن کی سو سو دل لئی ہر سر نگاہ مین

ہم سوختہ دلونکی جلانے سے فائدہ
مثل سپند ہونگے تمام ایک آہ مین

بدنام مین ہوا ہوں تو رسوا ہوا ہی یار
وہ بھی شریک ہے مری حال تباہ مین

مین کہ چکا ہوں قیمت دل بوسہ تم کہو
کتنے کا مال ہے یہ تمہاری نگاہ مین

زندان کو ای جنون لئی جاتی ہین [illegible]
حیرت ہی پکڑی جاتی ہین ہم کس گناہ مین

کیا ایسا ننگ نام ہی کیا ایسا پاس وضع
گھر مین بلاتی ہو نہ تو ملتے ہو راہ مین

[illegible]

آتی ہین تصور مین وہ گھر بیٹھے ہین اچھے / پھرتی ہین مری آنکھون مین کیا پردہ نشین ہین
دونون ہین برابر کے مزیدار ہین دونون / لب جتنی کہ شیرین ہین تل اتنی نمکین ہین

ہر بحر برای نطق مرا حکم سے جاری
غزلونکی زمینین مرے سب یہ رنگین ہین

جلال تحقیق سبکی وہ سابتونکا ناز نہین / جو ہی نیاز نہین وہ مجھی نیاز نہین
ملین نہ آپ تو کیا غم مجھے بہت ہین حسین / فقط حضور کی خدمت مین کچھ نیاز نہین
فروغ بزم سخن مین ہو گا روشن ہے / بزنگ شمع طبیعت اگر گداز نہین
رقیب کو بھی سمجھتے ہین میرا ہم رتبہ / حسین ہین وہ مگر حسن امتیاز نہین
برنگ آئنہ کہتا ہون نیک و بد منہ پر / مین صاف دل ہون طبیعت زمانہ ساز نہین
علو ہین وسکی جگائی ہین کس طرح ہمکو / کہ خواب بخت مرا ونکا خواب ناز نہین
کریگی زلف کو پستی ہی وہ کمر کوتاہ / حرامزادیکی رسی یہان دراز نہین
نہ جاگنے سے ہوای بخت تنگ سور ہنا / شب وصال تو اتنی بہت دراز نہین
مین ایک صعوہ ہون نالو سے خوب سبحن کہی / نہ چھیڑ ٹی لگا مجھی پھر کبھے کرسا نہین

نکس زاجو نکلوای نطق یہ گوارا ہو
مری مذاق مین شیرین تو شہد آز نہین

معتبر کب ہین حور کی باتین / واعظو ہین یہ دور کی باتین
ڈر ہی اونکو نہ بد گمان کر دین / اس دل ناصبور کی باتین
حسن پر تم خدا کو بھول گئے / اے بتو یہ غرور کی باتین
کھوئی ہی شیخ نی دکان قیمہ / واعظ کیسا ہین زور کی باتین

لن ترانی کی جنکو تاب نہین
گلفشان ہو چمن مین پہول سنین
تذکرہ صلح غیر کا کیسا

جانین موسی ہی طور کی باتین
کان کہلکر حضور کی باتین
پہر نکالین فتور کی باتین

نطق اوس ماہرو کا کیا کہنا
نور کا منہ ہے نور کے باتین

کچہ وہ ہنگ التفات سے اب پائی جاتی ہین
نامحرمی عکس سے شرمائی جاتی ہین
آلودہ نجاست عصیان ہین پاک ہون
گہٹ گہٹ کی ماری تیرہ مرگ کو ہوگیا ہلال
کیون مضطرب ہے دیکہنے کشش کہینچی لاتی ہے
وہ بعد غسل چہوڑتے ہین منہ پر اپنی زلف
لیلی کی کنسی لڑتی ہین مجنون کی نعش پر
مین ہون ازل سے جیب دریدہ جو وحشت
کیون دل لگایا تہی قن دولت پر اونکی ادا
حیرت سے چشم و دل مین ہین آئنہ بندیان
غیرونکو کس تپاک سے لیتے ہین بڑہ کے وہ
وعدے بہی اونکی آنیکے خوش سادگی سے ہون
کل غیرونکے لیے تو نکالی گئی تہی ہم
یاروں نسے ہم چہراتی ہین آنکہین جو دیکہ دل

آنی کی خواب ہے تو انکو دکہلائی جاتی ہین
آئینے کو ہٹا دو وہ گہبرائی جاتی ہین
ہم اسلیے پسینے مین نہلائی جاتی ہین
لیکن وہ اب بہی ماہ کو چمکائی جاتی ہین
ایدل ذرا ٹہہر وہ ابہی آئی جاتی ہین
بال اونکی تاب حسن سے سکہلائے جاتی ہین
دو بدلے لو انکی واسطے بلائی جاتی ہین
چاک قبائی گل کہین سلوائی جاتی ہین
یہ میوی وہ نہین ہین کہ جو کہائی جاتی ہین
کہری یہ کس کے واسطے بہجوائی جاتی ہین
فتنے مری اوٹہانیکو ٹہلائی جاتی ہین
جہوٹہی جو میری سر کی قسم کہائی جاتی ہین
آج اور ونکی لیے وہ منگوائی جاتی ہین
کہوتے ہوئی کہان کی کہان پائی جاتی ہین

پارسا شامل

اے گور کرم کرکے فشاروں کی نہیں تاب
عشاق کو لے اوڑ تو برائے شوق لگاد
نالوں سے یہ کہتی ہوئی جان آئے لبوں تک
اے یار تری کوچہ نشینوں سی ضد ہے
روئے عارضی و بنکا ہمیں طمع کا ہے سب کام
دیدہ بجز بندہ نکو تڑپنے کی اجازت
بیجوڑ کوئی عضو حسینوں کا نہیں ہے
مشکل تھا تری پاس سے بجز وتکوادہا
گیسو بکر نہ بنا ہوسکا کہ ہوں اہل وفا ہیں

دامانوں کی سائے میں کنارے نہیں پلے ہیں
وہ ہیں سر بام اور یہ کوٹھی کے تلے ہیں
مجھکو بھی لئی چلیے کدہر آپ چلے ہیں
دیواروں کی اندر کی طرف سائے ڈہلے ہیں
وہ گال دکہاتی ہی کو سونے کی ڈلے ہیں
بہار ضو سما دیکہیے اوس کی تلے ہیں
گویا ید قدرت سے یہ سانچے کی ڈلے ہیں
پتہر یہ بڑی زور کے ہیں توڑتے ہیں
اچہے ہیں بجھی انکو بری پاکے بہلے ہیں

اومنہ پہ سیاہ ہو تو قصہ سنانے کی بہانے
اے نطق وہ اب تمہیں سونیکو چلے ہیں

گو جفا و ستم و جور حسین کرتے ہیں
لے تو جو چاہو نہیں یار نہیں کرتے ہیں
بھول جاتی ہیں مجھی دیکھکے اوسکی صورت
شاہ اقلیم سخن جو ہیں وہ بی فوج وحشم
بوسے لینے کی مجھے خواہش ہیں لیتا ہوں
اپنی تقدیر کو روتی ہیں تمہارے آگے
لگا لیتا لالا کہوں ہی تیں ہیں ہراو سیر پہ بت
شیخ حق حق تری کیا جلکہ ہی آوازہ مراد

وضعداری ہی کہ ہم ترک نہیں کرتے ہیں
نذر ہم آپکے جان و دل و دین کرتے ہیں
آشنا میری مرا ذکر نہیں کرتے ہیں
روز قبضے میں نئی ایک حسین کرتے ہیں
اونکو عادت ہی نہیں کہ نہیں کرتے ہیں
کیوں خفا ہوتی ہو تم شکوہ نہیں کرتے ہیں
بیٹھے ہیں بیٹھے ہیں کچھ بات نہیں کرتے ہیں
وہ ہی ہو خفا جو خرابات نشین کرتے ہیں

بڑھ کی اللہ سی بھی ہند کی بت ہین مغرور
جو کلیم آئین تو یہ بات نہین کرتی ہین

شرم کی آڑ ہی ہے خود منہ نہین کھلواتی ہین
ظلم در پردہ بت پردہ نشین کرتی ہین

بوسۂ لب تو دی خال کا بھی بوسہ و
منہ اکو سب کہا کی مٹھائی نمکین کرتی ہین

کوئی جانان نہین لگ جہرا ئین مجھ سی
لوگ کیون مجھکو یہان فن نہین کرتی ہین

جوش وحشت نی بنایا ہی ہمین صبح رنگ
شام کرتی ہین کہین صبح کہین کرتی ہین

لن ترانی کی بڑی ہی صدا آئی کیسے
منہ دکھانا تو کجا بات نہین کرتی ہین

نطق کی سادگی اوس شوخ کی پرکاری تا ہی
وہ جو دم دیتا ہے اوسکا یہ یقین کرتی ہین

دست سر ماتم زدہ ہین جبین ہین
بزم غم واندوہ کی ہم صدر نشین ہین

کچھ ہوش ہین ہم محفل خوبان نہین ہین
بیٹھی ہین پرستان ہین یا اور کہین ہین

مغرور ہین کہتی ہین جو زلف گرہ ہین
غنچی چمن دہر کے سب چین جبین ہین

اوترک تری تیغ جفا سی نجین گے
بجھ ہوئی بیٹھی ہین کشتی و زمین ہین

عشاق کی فریاد و فغان ات کو سنکر
جھنجلا کی وہ کہتی ہین یہ تنگی نہین ہین

عشاق کو تم دفن کرو کان نمک ہین
ناجانئین یہ سب کشتۂ حسن نمکین ہین

تب جیلیمی ہین جب کہیل گئی جان اپنی
کیا تھوڑی جفائین بت لی جمر ہمین

یہ جو ہر تابا یاتب تم مین نہ عدو مین
بتلا جسے کہتی ہین وفا کا وہ ہمین ہین

بہتر ہے جنازہ جو اوٹھی پردہ شب بین
ہم کشتۂ شرم صنم پردہ نشین ہین

ہمسے ہی عبث چرخ ستمگر کو کدورت
ہم کو صفت کفش قدم خاک نشین ہین

سنتے ہین جہان آپ کے جلوونکی چراغان
موجود پتنگی کی طرح ہم بھی وہین ہین

اشعار کا صلہ تو رہا در کنار نطق
اب لوگ بخل کرنے لگے واہ واہ مین

غمگین وہ ہون آنکھو مین آنسو بھی بھر آئین
پی لب جو تصور مین جو ملتی تو مزہ تھا
کیون لگا و ہجر یا من الم فرقہ بھیجے
پر کبھی ہوئی ہین مانع و فا خوب ہمار
کیا مانع دیدار ہوئی شادی دیدار
بوسہ جو مین لی لون تو وہ کیا میرا کریگا
ای بیخودی شوق اونہین یاد کرو کو ن
نقاش ازل جو مٹی لب تمہارے بھی تیرے
کیا کیا ہین جوانان حسین نازو ادا مین
مین اونکی لپٹ جانی کو سمجھا ہون عنایت
سیکھی ہی اعجاز مسیحا بھی یہی ہے

ہر وقت لبون پر مری نالی ہی بھری ہین
ارمان بھی ہان مری دل مین بھری ہین
برسون ہی کی کشت تمنا مین ہری ہین
گوانکا چلین کم ہو مگر سکے کھری ہین
ایواے ہم اس وقت تو یہ وقت مرے ہین
رہ جائین کی غصے سے ہی کہ کی ارے ہین
ہم ایسے ہی عالم مین عجب بے خبری ہین
تصویر مین اوس شوخ کی کیا رنگ بھری ہین
تیری سیہ حسن مین پریون کی پرے ہین
اور اصل مین وہ دیکھی کچھ خواب پری ہین
اوس لب ہی اگر مردے جئین زندے مرے ہین

لپٹ لب شیرین کی مین کیا سوئی خطا ای نطق
پر مور بچے جیسے ہین شکر منہ مین بھرے ہین

سب بیک جلوہ جسے ہوش ربا کہتے ہین
ستم و جور کو ہم ناز و ادا کہتے ہین
ہم سمجھتے ہین پر انداز و محل صحبت
عیب کو اپنے ہنر حسن کے ٹھہرا سے ہین

ایسی ہی حسن کو ہم قہر خدا کہتے ہین
اپنی خوبی ہی بدونکو بھی بھلا کہتی ہین
آپ جن فتنو نکو تمکین و حیا کہتے ہین
نیچا ہی کو وہ مستی ادا کہتے ہین

لکھا ہون

اپنے نزدیک دغا حسن کی مختاری ہے
کچھ عداوت نہیں مجھسے مگر اوس مخمل تیز
آتی ہی ایک ہی انداز میں اوسکی شوخی
دل سے تا خار مژہ اوسکا ہوئی تھا معلوم
شب وصلت کی مکافات مخل ہوئی
بیجا ہی ہے گل ناز کا لبس کہل جانا
کان تک یار کی پہنچے یہ خدا کی قدرت
لاگ ہے یہی تو سہی ہنسی او نہیں لگاؤ
آبرو پائی ہے میرے بدولت اوسی
گالیان کہاتی ہیں جن لوگون اونسے جہو
آنکھہ لگتی نہیں خفگی شب ہجر اونکے لیے
بیوفائی ہے حسینونکی ہوا دین نہیں
ہی چلیو ذہن سے پہلے مرے مردیکو وہان
اونکی شوخی کا ہون کشتہ کہ دیت خواہ ہو

اور محبوبی الفت کو وفا کہتے ہیں
ایسی ہنسی کو بھی لوگ برا کہتے ہیں
حوصلہ تنگ ہے جسکا وہ جفا کہتے ہیں
ضعف میں اشک کو ہم آبلہ پا کہتے ہیں
ہجر کی رات کو ہم روز جزا کہتے ہیں
غنچہ جب تک ہے اوسے شرم حیا کہتے ہیں
نازسے آہ کو ہم زلف رسا کہتے ہیں
چھیڑی جانے کو بھی ہم اونکی وفا کہتے ہیں
جو مجھے خوار سمجھتے ہیں برا کہتے ہیں
بیدین جہوٹہ ہیو تمکو شعر اکہتے ہیں
خواب خوش ہی جسے سب لوگ قضا کہتے ہیں
جان لیتی ہیں جو لوگ انکو بجا کہتے ہیں
دیکہلو کیا لطف عجاز نما کہتے ہیں
خون میرا ہی مگر رنگ حنا کہتے ہیں

نطق مرروہ میں لسب بہی ہی لگا دو کہرا
مرثیہ کہتے ہیں وہ شعر تو کیا کہتے ہیں

شب وصل کا مزا ہے جو یہ رنگ سنگ ہو
یعنی وہ مست ناز و ادا ہو یہ مست شوق
بوسی بجائی نقل ہون بی حرف بی دریغ

معشوق شوخ و سنگ ہو عاشق دنگ ہو
دو نون کو اپنی اپنی طرح کی ترنگ ہو
آپس میں دور جام مئی لالہ رنگ ہو

بیباکیاں ادھر ہوں اودھر حجابیاں
اگر بزم میں دونوں لپٹ جائیں یکبار
جب بےتکلفی کی یہ نوبت پہنچ چلے

شرمندہ جس سے شمع ہو پروانہ دنگ ہو
اوسکو ہوا ایک جوش اسی ایک اومنگ ہو
پھر کیا حصول کام دلی مین درنگ ہو

اے نطق اور ہو جو نہ ایسا تو صبح تک
وہ شرم سے خجل ہو اودھر سے یہ تنگ ہو

ہو گئی صبح منگا تیغ تو سر کاٹنے کو
جا ونگا دن کہ فرقت کا کہہ کر کاٹنے کو
مول لی تیغ نہ عشاق کے سر کاٹنے کو
بس ہے اونکے لیے شمشیر نظر کاٹنے کو
دیکھ ادا سے کہ نظر سینے کو افگار کرے
یار کچھ ڈھب بھی ہے درکار سپر کاٹنے کو
چشم بد دور جوانی مین عجب نکلا رنگ
جائے باغ کو رنگ گل تر کاٹنے کو
جوش وحشت مین جو صحرا سے وطن کو آیا
دور سے دیکھ کے دوڑا مجھے گھر کاٹنے کو
مے گننے کو شب ہجر مین تارے نکلے
مشتعلہ تہ لگا تا بہ سحر کاٹنے کو
بو لینے کو جو شب وصل ہوں تو موج صبا
ہو چھری گردن مرغان سحر کاٹنے کو
وائے تقدیر کہ آئی تھی گلی مین اوسکے
ق
دو گھڑی چین سے ہم خستہ جگر کاٹنے کو
کیا بری آنکھوں سے دربان ادھر گھورتا ہے
سگ دلدار جھپٹتا ہے ادھر کاٹنے کو

ہوں کہا نہیں خلقت کا سبب کہتا نطق
مجھکو بھیجا ہے یہاں عمر بسر کاٹنے کو

معشوق کے تپاک سے عاشق ہلاک ہو
گرمی کرے جو شمع تو پروانہ خاک ہو
قصہ تمام عمر کا دم بھر میں پاک ہو
تیغ نگاہ پھیر دو عاشق ہلاک ہو
سر ہے وبال دوش مرا قتل کیا گناہ
تلوار لا مجھے دے اگر تجھکو باک ہو

انیڈا اگر مین پڑی ہوئی تا حشر چین سے
اوس شعلہ خو کی کسکو بھلا تاب التفات
کیا طاقت ستم کہ نہین ہے دماغ ناز
بوسے رولا کی تجھکو رولاتا ہون اس لیے

مستو نکا ڈھیر بعد فنا زیر تاک ہو
گرم اس قدر رنگہ ہے کہ بس جلکی خاک ہو
کون ایسی نازنین سے اندیشہ ناک ہو
دھو دہا کی تا نگاہ تری خوب پاک ہو

ای لطف دل تجھمین نفس شرریں
کم شیر سے نہ بادلی کتے کی ذاک ہو

آپ سیاختہ بنتے ہین بگڑ کر گیسو
گھٹ گئے کوتہی بخت سے بڑہ کر گیسو
ہین بلا تو نہین رکھتے عمل اپنے رو کا
کھل گیا کھلتے ہی موباف کی شیرازہ سا
دوش نازک کو ہین کیون بوجھ کیون تجھکو گرنز
شمع عارض سے اوٹھا تھا دم
رونق اسلام کی ہے شفا و دولت ہے
بال بیکا نہو شانی کا جدا ونجے سے یار
بال ساقی نہ نہائی تجھے وقم بادہ کشی
تیرے منہ لگ گیا خط سیہ نے اندھیر
مال مار ہی تو کیا سانپ نبی بیٹھی ہین
دلکی چوری کی بحث ورز خسار پہ تہمت
دل نہ کیون تنگ سے ذرات پریشان رہیے

تا نہ مشاطہ کی ملواتی ہین اکثر گیسو
دوش سیماب کو ہوے دوبھر گیسو
اور ہین سانپ رکتے نہین منتر گیسو
نظر آنے لگے مجموعۂ ابتر گیسو
خال رخسار کا بن جائین سمٹ کر گیسو
رہ گیا معجزۂ حسن سے بنکر گیسو
ایک رخسار کی زینت ہین نہ ہمسر گیسو
تا نہ میر ہون قلم آپکے جوہر گیسو
کشتی مے کے لئے ہوگئے لنگر گیسو
تیرے سیر چڑہ کے زمانے کی خبر ہی سر گیسو
گنج عارض سی سرکتے نہین دم بھر گیسو
نکلے بیٹھا ہے اوسی صورت اژدر گیسو
گھیرے رہتے ہین رخ یار کو اکثر گیسو

سلطان سخن

راہ چلتوں کو گلا گو نیت کی پہچان کیا
رنگ بو ہی چمن چلد ہماری قند کے
واہ کیا جوہر ہیں رخ ساقی کو تہذیب
آ گئے یہ شرم کو کیا کم ہے تکلف نکرو
چل بسا حسن مگر ایک محبت نہ گئے
سچ ہے ہر سحر ہیں سامان جنوں کی لائق
صورت اہل ہیں ہونگے فرشتے قیدی
چاند کی اہر سے ہی ہو وہ چندان ولق
خوف ہم کہاتی ہیں بچہو مگر جان کے خال
ہمدم او بجسن یہ مری دلکو تو بہو چہین

بہا انسان شنگ ہیں پا تری شنگر گیسو
رخ کا کیا رنگ ہے کیسے ہیں معطر گیسو
ہیں یہ مست مئی حسن سے کافر گیسو
ہیں بہت پر دیکو بکہرے ہوی مشک گیسو
اوسکے پا تو نکو ابھی ہیں وہی لنگر گیسو
اور سر کو یہ سودا ابھی ہیں ہر گیسو
اوڑ کے پیچیں کے کمندیں جو فلک گیسو
رخ کو بنا یہ خوبی ہیں مقرر گیسو
سانپ ہے ڈرتے ہیں ہم لیک مگر گیسو
آج سمجھاتی ہیں مگر مقرر گیسو

لطف ہے شانہ کی طبع رسا کو دیکھو
شاہد نظم کی سلجہاتی ہیں کیونکر گیسو

کیا دم قلقل دکھاتی ترے کعبہ مجھکو
عشق ہو ہی وہ بیل ہو گئی پیچ تجھکو
گلہ ہے جتنا کر واتی ہی حد تو مجہکو
بیقراری کا اثر یار نے کوسب میں لایا
ای ستمگر تری آنکھوں سے ڈرا ہوں الیسا
بوی گل سے بھی زیادہ مرا نازک ہے مزاج
بادشاہی سے گدائی در میخانہ کی

کھل گئے جو ہرا ئینہ نہ الٹو مجہکو
سانپ بن بن کے ڈرانے لگے گیسو مجہکو
ہوں وہ مجرم کہ دبا لیں ہے پہلو مجہکو
نہ کراتی ہی دلبر سے قابو مجہکو
کہ چھپا دانتوں نظر آتا ہے ہر ابرو مجہکو
ای صبا دیکہ غصہ ہے چھیڑی ہی تو مجہکو
جام جم کی ہے برابر مرا چلو مجہکو

رو دیا رات کو پیے یار رم بادۂ عشق
چند قطرے جو پیے ہو گئے آنسو مجھکو

کیا بلا تیرے غم ای رشک پری لایا ہین
ہے پریشانی دل حور کا گیسو مجھکو

ایسی دینے سی تو دیتا ہی نہ قسام ازل
کیا دیا ہی جو دیا ہے بت بدخو مجھکو

جان لی صبر کا خمیازه بڑا ہوتا ہے
باز آ ظلم سے تھوڑا نہ سمجھ تو مجھکو

کیون مین لیتا مجھے ہلکی سی جو ہوتی ہے خبر
بیٹھے ہی کوٹھے لگا سر و زانو مجھکو

ای جنون جوشش وحشت سی ہوئی ہے بیکار
نہ بنا دے کہین موج رم آہو مجھکو

ای فلک ہوتی نصیب ہے جمات او نہی
عوض اختر کے جو ملتا کوئی جگنو مجھکو

ہے تواضع مری خلقت مین ای ابر خجل
قد خم گشتہ ملا صورت ابرو مجھکو

ای صدف تجھکو مبارک ہین گوہر تیرے
ہین بہت حق کی دئی تھوڑے سے آنسو مجھکو

لی اڑی وحشت دل اور چمن مین جا کر
نکہت گل سے جو یاد آئی تری بو مجھکو

کیون نہ ای نطق کرون فخر زمین و وحیدین
چاند عیدین کے ہین یار کے ابرو مجھکو

چاہیے آنکھ کو اب پھوٹ کے رونی مجھکو
ہمہ تن داغ لگا ہو نکا ہون ہوئی مجھکو

ٹھنڈی آہین نہ بھر کوئی نہ روکے مجھکو
آتش جا و لگا نہ تری مین بھگوئی مجھکو

میرے رونے سے ہلی اوس پردہ نشین کو
کہین ساتھ اپنے کمبخت ڈبوئے مجھکو

دم مرا تیری خموشی سے گھٹا جاتا ہے
نہیں کے بولی نہ اگر جلد تو روئے مجھکو

چند اشکون کے یہ ہستی کہ بہا دین ناموس
آب اشک کا یہ طوفان کہ ڈبوئی مجھکو

خال رخسار بنایا ہی سیہ بختی نے
ہون وہ دانہ کہ کوئی کہا نہ بوئی مجھکو

سر سے پا تک ہو نہین آلودہ عصیان یارب
ابر رحمت کو اشارہ ہو کہ دھوئی مجھکو

مجبور مین

نجات مومن

خدا شاہد مری بندہ قدر و انو نجات مومن
مجھ تحفہ اگر بھجین تو نذر دو جہان مومن
نگاہ ناز کا ہی یہ دم مجھی ہو اور نہیں ملتا
مرے ضعف جان جانان ہون پیٹا ہوا
ہوائی عمر مقصود دیکھا دی تمرن
لگا لیتا چلا جاتا ہون دل کاروان
یہی کہتا ہون دمبدم مومن

[illegible]

کیون نہ رحم آئی محبت کا اثر جاتی کہان
آبروی حسن کی ہون عشق مجسم ہون مین
سبزہ مژگان ہی ہر لخت جگر کی ہی مراد
سبزہ باغ ہون خود ہوگی مرے نشو و نما

آپ ہی قتل کری آپ ہی فہمی مجھکو
ہی مناسب کوئی محبوب تمھوی مجھکو
پہول ہوجاون وہ بالی مین پہنے مجھکو
نہین ہو تھکین آپ الو نہ بڑی مجھکو

پہول کی طرح ہی جسی شگفتہ چراغ تربت
میری جاؤن تو کوئی لطف نہ دی مجھکو

دیکھو نزاکت صنم شوخ و شنگ کو
روون جو یاد کر کے بت شوخ و شنگ کو
شاعر مثال جدیت سبزہ رنگ کو
لونڈی بنا تو دخت رز شوخ و شنگ کو
پرطائر حواس کی کاٹی جو چرخ نے
تجھسے کرین مقابلہ کیونکہ بستان چین
اے جذب دل جفا کا نزاکت کا عذر کیا
صدآفرین کہی تری جھکی کی زور پر
پردہ مین تجھسے کی صبح ہی بچی اسکی کہات ہیں
ہمنے جو بلی اثر ہیں نا اثر تو کب ہوا
نازک مزاج ایسے مرے دل گیا وہ بت
آئے وہ دن کہ تیغ کو گردن گلی لگائی
کیون گور پر ٹھہرا تو عدو کو لگی لگی

شیشے سی ہی لطیف بنایا ہے سنگ کو
آنسو سلام آنکھ کا پہنچا ہین گنگ کو
جمنا سے غوطہ مار کے لائے نہنگ کو
رندو اٹھو چلو تو جہاد فرنگ کو
وہ سٹپٹا گئے مری جہرہ کے رنگ کو
اندھے ہین ہم کہ تیغ ہین چشم تنگ کو
لاؤ سکو سطھے دی نرگسی غنچہ رنگ کو
گویا کرے خدا جو زبان خدنگ کو
سنتا ہو گیا چراغ جلا کر پتنگ کو
گرتے ہین لوگ یون ہی تو قمار التفات کو
شیشے سے آج توڑ دیا مین نے سنگ کو
چوسین وہاں زخم زبان خدنگ کو
لذت بت ہمارے چھاتی پی سنگ کو

[illegible]

ہوئی پھر آئی ہاتھ رقیبوں میں بیٹھکر
جوش جنون نے ہاتھ اوٹھایا ہے سو جیب
مضمون باندھ کر نئے تسبیح کے
ہر پھول کھول کر سنقا بندھ گئے

وہ بت اوڑائیگا مرے چہرے کے رنگ کو
بس آج سے سلام ہے ناموس و ننگ کو
ملک سخن میں لائی ہیں اہل فرنگ کو
بلبل اڑا سکی نہ کبھی میرے ڈھنگ کو

اوسکی نگہ سے ہوگا غم قتل نطق سے
خاموش شمع ہو گئی جلا کر پتنگ کو

علم جو قتل کو شمشیر جو ہر یار کی ہو
چمن میں بحث جو رنگ رخ نگار کی ہو
وہ مستیان نہیں کہتی ہے جو نرگس شہلا
عجیب لطف ہی زیور سے قد نازک کا
صبا جو چھیڑ رہی ہے چمن میں سنبل کو
نسیم سے ہی مکدر دماغ نازک یار
کسی میں اپنی تباہی کا پھر سبب ٹھہراؤں
میں تیری آنکھ کو طفلی ہی سے سمجھتا تھا
صفائی عارض گل اوسکو آئینہ دکھلائے
ہمارے ہاتھ سراسر ہیں پار گل خوردہ
وہ اور محبسی کریں عدہ ایمین یہ تھے

ہزار کی ہو نہ گھٹتی نہ دمن اسکی ہو
اوڑے یہ شرم سے رنگت ہوا بہار کی ہو
جو کچھ ادا ہو تو اوس نگہ سے خمار کی ہو
نہ شاخ گل کوئی گلشن میں اس بہار کی ہو
یہ پیچ و رشک مجھے ہے نہ زلف یار کی ہو
شمیم گل نہ کہیں ہم اثر غبار کی ہو
گلہ نہ سر اشکایت روزگار کے ہو
قریب ہے کہ یہ آشوب روزگار کی ہو
صبا جو تابع اوس زلف مشکبار کی ہو
ترے گلی میں جو ڈالیں بہار زار کی ہو
کہ رات بھر اسی تکلیف انتظار کی ہو

تم اوس گلی میں مجھکو اوسکو تعلق یہ ہے
نگاہ یاس بھری حسرا امیدوار کی ہو

ساتھ خلق ہوں [illegible] سے نہیں
پھونکا دی [illegible] ادت قفس کی
اب ہوا دین میں جوش ہوں [illegible]
نہ کچھ کی صورت [illegible] آتی نہیں
[illegible] آتی نہیں
نامہربان نہیں

اثر نون جوش صفائی دیکھ
یعنی عارض آرسی آتی نہیں
دیدۂ بن شاہدان ہم
مروم کھوئی بھی آتی نہیں
حسن کا دعویٰ ہے تو بہت
ایک ہی اسے نہیں
وہ لگین ہوں میری دنیا میں
[illegible] آتی ہمیں

پاس اپنے موت بھی شب غم آ کر نہ ہو
دور اپنی تیرگی شب غم کبھی نہ ہو
ٹھہری تھی جیتے جی حیا کی کہین بیچ و تاب
کیا روئی یار کنول کی دیکھوں شب وصال
مجھ دل جلے کی خاک کو ہاں ای صبا نہ چھیڑ
تسکین خاک ہو مجھے تصویر یار سے
کیا شرم کی ادس آنکھ میں ہے کل ذرہ سا
ای چشم تر نہ جا بیگا رونی سے سوز دل
سنتا نہیں باتیں ساری ادین تو بلھور
ہم چل کھڑے ہوئی ملک الموت کی جو ساتھ
منظور دید میں ہمیں شرکت کبھی نہیں
کون آئی گھر سے یا دعزیزان اگر نہ آئی
گلچیں تو پھول توڑ ذرا دیکھ بھال کر
آزردہ دل ہیں دیکھو و دین ہنسی سے ہم

جو ہر کیا ہو چکا ہوں صیر چھیڑے نہ ہو
سو چاند ساتھ نکلیں تو کچھ روشن نہ ہو
یہ ہی نصیب اپنی اونہیں گدگدی نہ ہو
ڈر ہے کہیں سحر تہ چار رہیں نہ ہو
چنگاری کوئی راکھ کی نیچے دبی نہ ہو
کاغذ کے چاند سے تو کہیں روشنی نہ ہو
مجھکو ہی یہ گمان ہی موت ہے نہ ہو
پانی سے یہ لگی کہیں اپنی بجھے نہ ہو
دو باتیں ہیں جو عرض کروں ایک تھی نہ ہو
تھا یہ خیال اونہیں کا کہیں تو بھی نہ ہو
ای رشک تو ہم نہ ہوں یا آرسی نہ ہو
غربت میں ساتھ کون دیا جو بیکسی نہ ہو
بلبل شکستہ بال کہیں دیکھتی نہ ہو
کچھ اور دل لگی ہیں کہیں دل لگی نہ ہو

کرتی ہو نطق لوگوں کی ہر شب حرام نیند
فریاد کا تمہاری کوئی نالشی نہ ہو

دیکھتا ہوں دل لگی آئینہ میں اوس تمثال کو
حسن ڈھونڈتی ہی خود فروشی کی ایسی لالا کو
میرے بوسوں کی طلب سے ضد یہ ہی اطفال کو

کہدو دیکھی آئینہ سکندر مری اقبال کو
شرم کو یہ کہ نہ دیکھی آئینہ تمثال کو
کاٹ ڈالا منشی نے باب استفعال کو

[illegible]

پاجی

یار آتا ہے خدا جانے شب غم کس ہوش
روح جاتی ہے نکلنے کے لئے استقبال کو

آستان یار پر ہونا صبا کی نصیب
خاک در تاج شرف بخشی سر اقبال کو

توکری جو چیز کو بہی چیز ای نقطہ نواز
کردیا زینت وہ روئے حسینان خال کو

ہوتی بندی کی طرح وارفتگی ہر ہر قدم
دیکہتی چلتے اگر کبک اپنے چال کو

ای قناعت تو نے جاتا او سکی کیا حسن سلوک
دیکہ اضحی کردیا بس ایک دانہ نخال کو

صاف رخ میں اپنی کا منہ نظر آنے لگا
آئنہ حسن صفا نے کردیا ہی گال کو

شوق طوطی کا ہے جنکو عشق خط سبز ہے
اور عاشق لعل لب پالتی ہیں لال کو

وصف گیسو میں ہمارا ذہن ہے باریک بین
وقت فکرت کہینچتے ہیں بال کا ہم کہال کو

کیا اشارہ میری نسبت غیر نے کسے کیا
کیون ہنسی آنکہ کیا سوجہی ہے اس دجال کو

دو قدم تکلیف کی ہمکو اجازت دی جو ناز
دیکہ آؤ جا کی اپنی نطق خستہ حال کو

سر ہے سودائے یار کرنیکو
دل ہی جی ہے پیار کرنے کو

نیمچہ ہیں وار کرنے کو
آپ ہیں مار مار کرنے کو

اس طرح کا حسین جیسے تم
کسکو ملتا ہے پیار کرنیکو

وصل کی شب ہے لو لینے دو
دن پڑا ہے شمار کرنے کو

سونے دے ایدل آنکہ لگ جانے دی
رات بہر یار یار کرنے کو

لی چلی ہمکو دل کی بیتابی
کوئی جانان میں خوار کرنیکو

بد بلا ہے شب سیاہ فراق
عامل آئی حصار کرنے کو

جلد جانے سے اور کیا مطلب
آئی تہی بیقرار کرنے کو

نور نظر میں

وہ بنے پھر وعدہ ہای خلاف
روبرو اوسکے رکھدیا کسنے
دل ہی گننے کو ہجر مین گھریان
ہم نہین کچھ بھی پر بچے گیا ہین

ہم ہوے انتظار کرنے کو
شمع کو شرمسار کرنے کو
رات تارے شمار کرنے کو
عاشقو نمین شمار کرنے کو

نطق یار و نلی تم شنو جو سلوک
پھر نہ جچا ہے یار کرنے کو

ناصحو اس عقل و دانائی کے ساتھ
رخصت ای ناموس ای ننگ الوداع
مٹ گئے بس دیکھکر تیرا بناؤ
ہے مصیبت ہر گھڑی کا اضطراب
کیون حریف بادہ گو سے منہ لگوں
لاگ ہے تیری یا ہی دل کی لگاؤ
عشق مین لاتین ہی مجبیر بلا
ایک لشکر ہے ہجوم یاس سے
ہے بلاءی جان عالم ہر ادا

بک رہے ہو مجھ سے سودائی کے ساتھ
عشق کا ہی لطف رسوائی کے ساتھ
بگڑی ہم تیری خود آرائی کے ساتھ
دل خدا دی تو شکیبائی کے ساتھ
بحث کیا بلبل کو غوغائی کے ساتھ
ہون جرا اب اس شوخ ہرجائی کے ساتھ
فتنہ ہین آنکھین بھی بینائی کے ساتھ
ای صنم تیرے تماشائی کے ساتھ
دم نکل جاتی ہین انگڑائی کے ساتھ

کون سی خوبی نہین اوس بت مین نطق
خوش ادائی بھی ہے رعنائی کے ساتھ

مست ہوی پیو سرور کے ساتھ
ساغر چشم چھلکے پڑتے ہین

ہم بھی لوٹین ہی حضور کے ساتھ
می جلوہ ہے کس و فور کے ساتھ

وبال ہون

رات سوتے ہین ایک حور کے ساتہ
ناز بہی ہین تو کس غرور کے ساتہ
تو لگا مارتی وہ حور کے ساتہ
سنگ دیوانہ ہے حضور کے ساتہ
دیکہہ ادہر کو ذرا غرور کے ساتہ
ابر اڑتا ہے برق طور کے ساتہ

دہیان مین تیری اپنی رنج مین ہم
کج ادائی ہر اک ادا مین ہے
شب غم مین کہین جو مر جاتا
غیر لیکن ہمری سے مجہے
ای ستم پیشہ اسے تغافل کیش
رخ پہ آتی ہے زلف بل کہا کر

عاشقانہ ہے میری طرز فغان
نطق بخشو نہین خاک صور کے ساتہ

تہین سو بلائین جان کو ملبوس تنگ کے ساتہ
ای نطق باغ آئی ہو اوس گلبدن کے ساتہ
بعد فنا کسی سے تعلق نہین مجہے
لڑنا جگڑنا اونسے یہ اپنا شب وصال
دشت جنونکو جاتی ہین ای عیش الوداع
مجہے پیٹ رہین جو پیچ محبت مین ہی بچا
وہ پہول نہال حسن کا یہ نخل باغ کا
چل اے قضا کسی یہ بکہیڑے پسند مین
کیونکر گلے لگاون نہ وہ لا سکین گے تاب
پروانے کو بہی عشق چکہائے ذرا مزہ
اب ہم پری بنے ہوئے جاتی ہین سیر کو

جہگڑے قضائی قطع کی سب کفن کے ساتہ
چلئے چلو نہ جوش بہار چمن کے ساتہ
سارا تمہارا ربط رابطہ جان و تن کے ساتہ
دولہا کی جہیز جہاڑ ہے گویا دولہن کے ساتہ
رخصت مجہی بہی کرتے ہین اہل وطن کے ساتہ
وابستگی ہے زلف شکن در شکن کے ساتہ
کیا سیب کو مناسبت اوسکے ذقن کے ساتہ
مرتا نہین مین قید مزار و کفن کے ساتہ
جلتا ہی میرا سینہ بہی دل کی جلن کے ساتہ
پہنچے پہاڑ کاٹنے کو کوہکن کے ساتہ
ای ناسخ چوک تو بہی ہو دیوانہ بن کے ساتہ

آئی بہار وحشت دل ہکوے اوڑی
ہم بھی ہوا پر آ گئے بوے چمن کے ساتھ

اللہ رے ضعف اب ہماری ہوئی شکل
گویا کبھی جان کو تھا ربط تن کے ساتھ

کہتے ہیں وہ جو دوڑ کے لپٹو نہیں ہو اہیں
عیار یونکی باتیں ہیں دیوانہ پن کے ساتھ

گل کو بھی تیرے ساتھ ہزاروں ہیں شوخیاں
بلبل نہ بحث مجھ سے دریدہ دہن کی ساتھ

رشک رقیب ہو تو سر شام جل بجھے
دم بھر کبھی نہ شمع کی دل لگی جلن کے ساتھ

آتا ہی مخلق یاد خدا مغفرت کرے
صد حیف اوسکی باتیں وہ دیوانہ پن کے ساتھ

لی تکلف سیر کو نکلے وہ اس چھل بل کی ساتھ
لوٹتی تھی سیکڑوں بازار میں بجلی کے ساتھ

نیکدی پر میں جو پہنچا جھومتا بادل کی ساتھ
موج می اوٹھی مر کے تعظیم کو بوتل کے ساتھ

اون جبین پر یوں شکن ہے قشقہ صندل کی ساتھ
نطق باریکا ہو جیسے لوح پر جدول کی ساتھ

بازو و چیر بار بار آتی ہے لہرا کر وہ زلف
کیا تماشا ہے کہ لڑتا ہی وہ ہوا مشعل کی ساتھ

دونوں ابرو میں تمہاری ہیں اشارے ایک سے
مصرعہ ثانی کو لکھتا ہے بطرز اول کے ساتھ

رند مشرب جو ہیں ان کی قیمت ہے تواضع شیشہ
سر جھکاتا ہی جھکانے والا بھی قلقل کی ساتھ

لطف وہ بی قید پہرے کا کہاں
ای جنوں جنگل ہمارا چل بسا جنگل کے ساتھ

آپ اگر رخ سی اولٹ دیں سیر گلشن میں نقاب
بلبلیں ہو جائیں بیہوش تو لالہ بھی گل کے ساتھ

گل کی ہمراہ ہو جو کی کیا کیا غزال
دشت میں رہ گئی دو قدم چل کے ساتھ

جب بہار آتی ہے پیدا ہوتی ہیں آنکھ جنون
ہو چکا ہے جسم اپنا پیڑ کی کونپل کے ساتھ

بیٹھتا چلتا ہے ظالم نے نکالی ہے وہ چال
دل میں نالان سینا ہے ہر قدم چھاگل کے ساتھ

ہر قدم عاشق سے کنیت ہوئی ہیں سینہ کوب
گھر سے جھانک بھی گئی تو مثل کمبل کے ساتھ

۱۲۴

قیس سے ناحق ہے ہم کو بحث فن عشق میں
نطق تم بھی گفتگو کرتے ہو کس اہل کے ساتھ

ہے چھیڑ فلک کو عرش بریں کے ساتھ
اب بھی بات چیت ہے روح الامین کے ساتھ

دیدار وقت نزع وہ آکر دکھا گئے
حسرت نکل گئی نفس واپسین کے ساتھ

تکلیف درد دل تو نہ تھی مجھکو ایسی
لو جان ہی نکل گئی آہ حزین کے ساتھ

دو گے سوال وصل کا کیا اور اگر جواب
یہ جان لو کہ ہم بھی نہیں ہیں یقین کے ساتھ

کیا تیغ اوٹھ سکی گی مری قتل پر
چڑھنی لگا ابھی سے جو وہ آستین کے ساتھ

بجلی سی گر پڑی مری کشت امید پر
اے برق وش ترن نگہ خشمگین کے ساتھ

کیجیہ گناہ گار کو دوزخ بری میں
جلنا جو اے خدا ہو جنان حسین کے ساتھ

اے دل فریب مکر دغا جو شہہ جانتا
وعدہ ہو تو نکالی ان لیتا الیقین کے ساتھ

تیر کرشمہ گوشۂ ابرو سے چھوڑ کر
آہو ہی دل کو مار کمان کمین کے ساتھ

آنکھوں میں دم ابھی ہی فرہاد بیٹھ جا
اے جان جا نہ ہو گئی وہ واپسین کے ساتھ

کیا کیا کیا ہی نزع او نہیں ہنوز شب وصال
لی لی لپٹے ہیں ہو ہی برابر نشین کے ساتھ

جیسے لپٹ گئے ہے رو رہی ہیں کاش
سوتی لپٹ لپٹ کی زمین کے ساتھ

موج شمیم مشک مری بیڑیاں تھو
وابستگی ہے سلسلۂ عنبرین کے ساتھ

صحبت برآ رقیب کی کب پارسا سے ہو
دنیا نہ ہو گی جمع کسی طرح دین کے ساتھ

تمکین سکہ بیٹھیدہ گردی سے فائدہ
اے چرخ شیشہ رہ نہیں جا کر زمین ساتھ

یاروں سے کیا چھپائی ہوائی نطق کھل گیا
چوری چھپی لگا رہا وہ پردہ نشین کے ساتھ

پھرون نہ ساتھ کیا میری اختیار مین ہے
عنان دل تو کف طفل نے سوار مین ہے

نہ اس سے پہلے حسین ایسے بے مروت تھے
وفا کا مجھ کو تھا تھا سر نہ روزگار مین ہے

یہ زینت آ جلی کچھ زور دلکو بھائی ہے
ہماری جان تمہاری گلی کے تار مین ہے

رقیب کو وہ لیے اپنے گھر مین سوتے ہین
حرام نیند یہان جنکے انتظار مین ہے

عبث ہمین ہے نصیحت اونہین سے کر ناصح
دل اپنے بس مین نہین اونکی اختیار مین ہے

جواب چاک گریبان ہے دامن گل کا
بہار جامہ دری کی جنون بہار مین ہے

وہ تاک جھانک کی عادت گئی نہ بعد فنا
طرف بہشت کی کھڑکی مری مزار مین ہے

چمن مین اوس رخ رنگین کو چھوڑ کر کیون جاؤن
وہ کونسی ہے نئی شاخ جو بہار مین ہے

نہ زینہار کبھی مین سے وہ بوسے لگا
جو کوی یار سی روٹھا بڑا ازار مین ہے

یہ لخت دل نہین ای طفل اشک پلکو پر
نیا طلسم ہے یعنی شگوفہ خار مین ہے

دہن سخن سے بیا اچھا ہے گفتگو کیا ہے
پری اگر تو بتا تجھ مین کیا ہے تو کیا ہے

جو منہ چڑھائیگا حور و نگار الفتش قدم
تو کیون پری بنی سایہ کہیگا تو کیا ہے

نہین جو آنسہ گل کو برای خود بینے
تو پھر چمن مین صبا وجہ آنجو کیا ہے

اگرچہ صوت زبانی مین ہی بہت بدنام
پر اوس حسین کی نخرے کے رو برو کیا ہے

تصور مین یہ خفا ہی عجب تماشا ہے
کسی خبر ہے تماشا یہ روبرو کیا ہے

وہ ایک طفل دبستان ہی سو بھی ازہ
ہمارے سامنے مجنون کی آبرو کیا ہے

حضور ہی کی اشارے سے بہتیرا ہین
حضور ہی کی کرشمے ہین یہ عدو کیا ہے

نکل گئے غم و غصہ کہ کھائے حسرت
کچھ اور ذکر دو دل کی گفتگو کیا ہے

لڑے جو غیر سے بیوجہ آپ خوب کیا
مثال صبح ہمیشہ سے ہون گریبان چاک
یہی کو در دکیا آہ مین لگا یا داغ
شہید وہ ہے جو مرکر دکہاے رنگ فا
تجھے بہی رحم نہین ہے مجھے جو صبر نہین
دہی کہو جو نصیبون کا لکھا تھا مجھے
چراغ خانۂ دل نور دیدۂ عاشق

پراسکا تذکرہ بندی کی رو برو کیا ہے
نہین جانتا نہین تجھسے کیا رفو کیا ہے
تمہارے سینہ تجھ ذا نہین تنگ بو کیا ہے
جو جہوٹ جای چہوانی سی وہ لہو کیا ہے
کیے لگا کیا مری دعا دت کو تیری خو کیا ہے
خلاف واقعہ تقریر دو بدو کیا ہے
کہو نہین سکے سوا کیا وہ شعر و کیا ہے

حنا رنگ الت نہ جبکہ تجھنے دے
تو لطف شکوہ عبث ہی تر الہو کیا ہے

یہی صفا ہے جو رخسار مہ لقا کے لیئے
حضور نے دل عالم بہنوین کہا کے لیئے
گناہ کی گنتی ہے مری سزا کے لیئے
حرم کو کب مین چلا تہا تو دعا کے لیئے
شب وصال کا گریہ تہا بہر روز فراق
وہ آب مین ہون گہر رنگ وہ ہے مین گل ہون
مو و بُ نیسے تہی صحرای نجد کے کانٹے
مری نجات کی باعث بتونکے ظلم ہوے
بلای او نہین می تا دو بیتکلف ہون
نہ تہے تپ کہین گرمی آتش گل سے

حلب تو آ ئینے بہر جا ئین کی جلا کے لیئے
بزور تیغ لیئے ملک سب دبا کے لیئے
کرو شہید شہیدان کربلا کے لیئے
جو ریشیان ہوئین موجود دست و پا کی لیئے
ہم ابتدا ہی مین فرقی تہی نشا کی لیئے
وفا ہے میرے لیئے مین بنا وفا کے لیئے
قدم ہر ایک نے قیس برہنہ پا کے لیئے
بہانہ چاہیئے کچھ رحمت خدا کے لیئے
حریف نشے کو ٹہرائی حیا کے لیئے
چمن مین آپ جا یا گرین حنا کے لیئے

۱۲۷

تو شاہ حسن ہے گھر گھر نہ پھر برائے خدا
لطیف طبع کو ہر انجمن میں یار ملے
دہان زخم نئی ہی یہ رنگ قاتل ہے
یہ خون دل کی جو قطری تھی ہیں گمان ہیر
ستم کا قصد جو ہو رخ کا بوسہ لینے دو
ہمیشہ نکہت گل قفس میں لاتی تھی
زبان ہوں ہی کی مجھکو تو آب حیوان ہیں
وہ بدنگاہ ہوئے ہم رہا ہیں جو انکھین
اداو ناز تو سہل ہی لے چلے دل وجان
کبھی قبر میں آنکلی بوی گیسوئے یار
تلاش میں ہیں وہ زاہد کہ جسم اپنا
برائی یار انکھوں انقش جسے پہ اسکی بعد

یہ کوچہ گرد وہان مخصوص ہیں گدا کے لیے
کہ روک ٹوک نہیں ہی کہیں ہوا کے لیے
زبان منہ میں نہیں حرف مدعا کے لیے
نئے بنائے ہیں تکمے تری قبا کے لیے
کہ وجہ خاص کوئی چاہیے سزا کے لیے
یہ بستی نہیں بندش ہے بوی صبا کے لیے
حباب عضو میں چشمہ بقا کے لیے
جنہیں خدا نے دیا ہا فقط حیا کے لیے
وہ راہ ہے کیا مری پاس تری جفا کے لیے
ہوں ایسے گھر میں کہ روزن نہیں ہوا کے لیے
بنا ہے موی مژہ چشم نقش پا کے لیے
اگر نہیں ہے عمل اونکے اقربا کے لیے

پھر آئی فصل بہار نطق نے رنگین بخیل ہو گلشن مین
تو لب کیا وہین مجھو نے مرحبا کے لیے

تری ستم میں کچھ ایسی ادا نکلتی ہے
تری گلی میں ہی از دہام لالہ رخان
بہار کیا ہے نئی سیر کیا ہے گلشن میں
ملال نزع میں جاتا ہے ان کی جان جاتی ہے
جو وقت معرکہ مردانگی سے کہیت سے ہے

کہ خود بخود مری دل سے دعا نکلتی ہے
ہزار شکفتہ شب صبا نکلتے ہے
پھٹی پرانی گلوں کی قبا نکلتی ہے
خدا کا شکر ہے گھر سے بلا نکلتے ہے
اونہیں کی خاک سے مردم گیا نکلتے ہے

تو اپنے گھر سے نکل قتل عام جاتا ہے
کہ تیرے بھیس میں قاتل قضا نکلتی ہے

تری گلی میں گئی خانمان قیس برباد
اسی کی خاک اڑاتی صبا نکلتی ہے

وہی قضا کی جگہ مجھ فقیر کا تکیہ
پھری کوئی نہ کوئی شکوا نکلتی ہے

نگاہ ڈوب کے دل میں جگر میں تیر کی ہے
کماں سے ہائی کہاں تم میں جا نکلتے ہے

شرارسان نہ تجلی ہنگامہ گرم ساز وجود
مری بقا میں فنا کی ادا نکلتی ہے

یہ زخم دل سے نکلنے کی راہ نکلے ہے
یہ آرزو ہے جو بنکر ہوا نکلتی ہے

وہ اور لوگ ہیں ای ظلق بد دعا والے
ہماری منہ سے تو سکو دعا نکلتے ہے

نکالیں تب بھی نہ اف منہ سے زبان اونکی
ستم شعار کہ جو ہوں ہفت آسمان اونکے

انھوں نے جو کے عادت ہی چھوڑ دی انسو
مری جو پیتی لگی غم کے ناتوان اونکے

عدو کی جو ہیں تجھ پر اوہی ہیں جی ایسا سے
یہ سب کرتے ہیں ای جان ناتوان اونکے

عدو کے جان ہیں وہ درپردہ ظلم کرتے ہیں
مری ستانیکو ہوتی ہیں امتحان اونکے

نگاہیں ہوتی ہیں عاشق کو دیکھ کے بار
بلا کی ٹوٹتی ہیں سر بجلیاں اونکے

نہ ہو لپیٹ غم زاغ اوسکے کشتوں کو
یہ میر گوشت تمہارا ہی استخوان اونکے

ہوئی یہ شکل تری غم میں کھلی ہوئی الونکی
نہ وہم کو بھی ہی جسم ناتوان اونکے

گیا میں شک کا مارا جدھر کو مرکی گیا
نشان پا نظر آتی جہان جہان اونکے

در آئین خلق رگ رگ ہی میں تلخیاں غم کے
مجال ہی کہ ہما کھائی استخوان اونکے

ابھی تو بہانے کی دیوار میں پہنچا ہوں
نصیب جاگیں جو سو جائیں پاسبان اونکے

کہانی اپنی بھی درپردہ ہم سنائیں گے
کہیں جو ہو گئی قسمت سے قصہ خوان اونکے

ایجان دیکھو

اثر عشق کی منزل نہ ہوا ایجان دیکھو

نہ ہمسے پوچھئے کیا کیا وہ ہین رقیبو نکے
عبوالقین ٹپکتی ہے پہول سی شبنم
سگ حبیب کی عوت کریگی عاشق لوگ
یہ بیفت چرخ بلا کیا ہین ای ستمگر خلق
مجال کیا ہی گلی مین بہ نیک سکین عاشق

جلیل ونکے شفیق اونکی مہربان اونکے
ہوتی جو گال غضب ہین جو فشان اونکے
بچین گے غم کے جو کہائی سے استخوان اونکی
بچے تو مان گئے ہین فرشتے خان اونکی
غضب کے باولی کتی ہین پاسبان اونکے

مسیح کا ہسکو جھگیں اون لبو نکو کہو
تڑپ تڑپ کی مری نطق ہیجان اونکے

مطلب کا سخن لب سے نکلنے نہین دیتے
کرتے ہین اوسی بال کی تعلیم وفا کی
ہم وصل کی شب جب کبھی آجاتی ہین ضد پر
یہ شوق ہم آغوشی لبر ہے شب وصل
ہر وقت ہی دل مین تری صورت کا تصور
ہر جو ہر آیندہ کو وعدہ ہی کرم کا
شوخی سے نکل جاتی ہین آغوش سے باہر
تاریک ہین وہ رات اثر بخت سیہ سے
پہلو سے سرکنے نہین دیتی ہین کہ وہ کو
سنتے ہوئے تو لیتے ہین جتنو کہنے مقرر

وہ دیگ بنا کو اوبلنے نہین دیتے
تعولی کو بہی ہم آنکہ بدلنے نہین دیتے
پہر اونکی نہین ایک کبھی چلنے نہین دیتے
کروٹ اوسے تا صبح بدلنے نہین دیتے
ہم آئینے سے عکس نکلنے نہین دیتے
دم گھوٹتے ہین جان نکلنے نہین دیتے
ارمان مری دل کا نکلنے نہین دیتے
ہم رنگ زمانے کو بدلنے نہین دیتے
پہر مری چہاتی کا وہ ٹلنے نہین دیتے
بیتابی طبیعت کو سنبہلنے نہین دیتے

شامت یہ نصیبون ہی کی اگی نطق ہماری
لب ہجر کے ڈنکو بہی ٹلنے نہین دیتے

[illegible]

ذہنیت زر سے آشنائی کہل گئے
ہر سے لیکر تا بہ سینہ کہل گیا
ہاے اس الفت نی کی پردہ دری
دلکی چوری جسکا مشکل تہا سراغ
کیا کدورت دلمین کہتی سبی ہم
زلف تک اوس گال نی سلجہی نہین
تونے پایا ہے صنم یہ سینہ صاف

شیخ جی کی پارسائی کہل گئے
دست قاتل کی صفائی کہل گئے
ہمنے کتنی ہی چہپائی کہل گئی
آنکہہ جاسے سنے چورائی کہل گئی
ایک بدلی تہی کہ آئی کہل گئی
آہ کی ایدل رسائی کہل گئی
بات جو دلمین چہپائی کہل گئی

نطق سن لوگے جو وہ گلشن گیا
بلبلونکی خوش نوائی کہل گئے

۱۳۱

پاس ناموس تہا جب ہوش بجا رکہتی تہے
دم رکا سا دگئی صور جہان ہے ایسا
دل بیتاب کا اب تو نہین اوتنا ہی خیال
اپنی بیمار سے پرہیز تہا اونکو ورنہ
چاند گہنا ئی خط سے وہی گال ہین اب
چاند سا چہرہ حسینونکا تہا سادہ سادہ
بیکسی پاس ہے اپنی وہ بتون کی بس مین
تہا او نہین شوق حنا تو کہ وسیلہ کرتے

دل بیتاب کو ہاتہونسے دبا رکہتی تہے
یاد وہ آئے جو انداز و ادا رکہتی تہے
اس سے پہلے وہ کبہی ہاتہ ذرا رکہتی تہے
خال لب مین اثر جب شفا رکہتی تہے
جو کبہی ماہ دو ہفتہ کی صفا رکہتی تہے
کیا تکلف تہا نہ جب خال و خط رکہتی تہے
تہی یہ حالت کہ کہی تو نہ خدا رکہتی تہے
ناتوانی مین بہی ہم خون لگا رکہتی تہے

دل پر داغ بچا ہے پر ہا دوس ہی نطق
یار کی زخمی شمشیر ادا رکہتے تہے

[illegible]

سر کا پردہ

[illegible]

پھر حصول زیب تک وہ وہین کد مجھے
جادہ نہین ہے ایک قلم کی بھی حد مجھے

قسمت ملی ہے کیہ گل زیبی بد مجھے
جاتا ہون جسکے پاس وہ کرتا ہے رد مجھے

روح القدس جو آکے کہے مستند مجھے
ای نطق تب سخن نہین ہے اہل حسد مجھے

ایسا صفائی دل نے کیا ہی حسد مجھے
یکسان ہی شغل تیغ نہ نیک و بد مجھے

جز درس عشق اور نہ کوئی سبق لیا
ابجد بڑا پڑھا کی تھکے اب جد مجھے

دارا کا تخت ہے مجھے یہ بوریائی فقیر
تاج سکندری ہی کلاہ نمد مجھے

مین جاتا ہون عارض رنگین کو باغ
نقش و نگار ہین یہ تیری خال و خد مجھے

دیوانہ نطق ہون نقش پیشانی کو دو
سر پھوڑنے کو چاہیئے خشت لحد مجھے

جوش شباب سینے مین ہر پردہ بھرے ہوئے
اور بھرے ہوئے ہین سینے تو بازو بھر ہوئے

بادل اوٹھے ہین ساقی دو گو بھرے ہوئے
لے خیل خم شراب لب جو بھرے ہوئے

آئی بہار آپ کے دیوانگان خشم
ہین جو عشق مین بصورت آہو بھرے ہوئے

تعویذ اسکے باندھے ہین جب کہ آج کل
اوسنے زیادہ ہین مرے بازو بھرے ہوئے

خالی ہو دل بلا سی مجھ کو سکت نہین
ناحق ہین جی ہی جی مین یہ پہلو بھرے ہوئے

رکھتا ہی عاشقون نے تو کیا دل مین کا شغین
کانٹے ہین تیرے پیٹ مین گل رو بھرے ہوئے

ڈرتے تمہارے رو نہین سکتے ہین بزم مین
بیٹھے ہین چپ ہم آنکھ مین آنسو بھرے ہوئے

اعجاز عیسوی لب معجز نما مین ہے
آنکھون مین کانوں کی ہین جادو بھرے ہوئے

جانین ہم آپ سے دفا کیجئے اگر
دفتر ہین یون تو قصون سے ہر دو بھرے ہوئے

دو چار دل خرد ہین جو حلقہ دیکھیے
ہین آج کل خضر کے گیسو بھرے ہوئے

آہ شہر افشان کی ذرا سیر دیکھنا
غنچے کی بند رہنے سی کہلتا ہی بس یہی
بلبل او داس ہے جو نہ آیا وہ مست ناز

وہ جاتی ہین گہر مین ہین جگنو بہرے ہوے
اوس تو بہار ناز کی ہی بو بہرے ہوے
گویا ہین چشم جام مین آنسو بہرے ہوے

کیا ساتہ دی کہین گے مرے شہسوار کا
ای غنچے ہین نسیم کے پا بو بہرے ہوے

اب غنچے جو پیا نبید کی سستی آئی
بوی دلدار ہی لائی ہی پیغام وصال
تجہسی ایسے دعا باب اجابت نہ کہلا
آئی اوس شوخ نے کیا بند قبا کہولے ہین
آہ کی کس مین سکت سانس جب بیٹہے ہین
دل ہتوے نہ پہرینگا کبھی جوہر وفا کی طرف
باد آیا ترا جیب جیسے وہ آنا اچانک
جانی کس سے اوڑی رنگ اوڑی کسکا رنگ

منہ کہلا زخم کا گویا کہ جمہائی آئی
پہر صبا کیون تو یہان باد ہوائی آئی
ہاتہ کب قفل در دیر کی کنجی آئے
کیون تو ای باد صبا عطر مین ڈوبی آئی
حلق تک لا کہ جگہ بیٹہتی اوٹہتی آئے
شیخ جی یہ طبیعت جدہر آئی آئے
غم کے ایام مین جب بات اندہیری آئے
دیکہی سو انگ وہ کیا لائین گے ہولی آئے

دہر دیا عشق کی بیگار مین قسمت نے اوسے
کوہکن چہوٹ گیا نطق کی باری آئے

ہم اونکے پاس سے کج بحثیو نسی لڑکی اوٹھے
مین رند کیا ہون اگر لکہیتی ہی آ بیٹھے
کہو غنیمت ہمسے ہین سر محفل سے
بن آ رہی گئی جو کہین بن پڑی جو شاہد سے

اوٹھی بگڑ کے نگاہی دل بگڑ کے اوٹھے
تری دوکان سے پیر مغان بگڑ کے اوٹھے
بگاڑ دینگے ابہی منہ جو ہم بگڑ کے اوٹھے
چڑہ ہین گے پہر تو سر اونکی جو پاؤن پڑ کے اوٹھے

تا اور زیادہ

اب کہان وہ ادا

۱۳۲

بنا گئے ہمین بھی کہلا کی زلف سودا ئی — اوٹھی جو پاس سے زنجیر مین جکڑ کی اوٹھے
چلے جب آپ سے وارفتہ آہ کے پہلے — وہ ناتوان بہت تھی عصا پکڑ کے اوٹھے
عیان ہے جنبش سر سے کہ تم بھی مان گئے — مرے عدو جو مرے حق مین ہمسی جہڑ کی اوٹھے
جب اوسنی جاہا بناؤن نشان تیر جفا — ہم آڑ اپنی فنا کی وہین پکڑ کے اوٹھے
ملے ہین بستو نکلو بھی سنبھالنے والے — اوٹھے جو سینے مین وحشت سہو بکڑ کے اوٹھے
تمہاری تیغ تغافل نے جنکو کشتہ کیا — پڑے رہے یو ہین لاشے نہ اونکی بڑھ کے اوٹھی

پس فنا بھی اسی تعلق مین فلک سے دبا
بگولے بن مین مری خاک سے اکڑ کے اوٹھی

رلطا ایسے بڑ ہاکے یہ بے آبرو ہوئے — پہلے تے آپ سے تم تم سے تو ہوئے
مینا گداز بادۂ سرجوش عشق ہے — دیکھو گے تم ترسے گا نہ دل بے لہو ہوئے
زخم جگر کو سوزن مژگانسی سی دیا — تار او س نگاہ مہر کے تار رفو ہوئے
کیون جا کی پہر نہ آئی مرے پاس ہمنشین — میرا وہ ہوش ہی گئے یا رنگ و ہوئے
منہ مجہ سی پہیر نا ہی یہ قاتل کو شک نہو — ہنگام ذبح اس سے نہ ہم قبلہ رو ہوئے
گہر بار چھوڑ چہار مڑ کے نکلے تلاش کو — خانہ خراب تیرے لیئے کو بکو ہوئے
اپنا سا لیکے منہ ترے حیران رہ گئے — آئینے مہر و ماہ کے جب روبرو ہوئے
تہا درد سر کبھی تو کبھی نیند کا خمار — کیا کیا شب وصال شہوہ حیلہ جو ہوئے
وحشت بہار مین لیئے پہرتی ہی جا بجا — ہم آدمی تہہرے کسی گل کی بو ہوئے
رونیکا اب نچوڑ ہے قصہ تمام ہے — ناصح کو مژدہ ہو جگر و دل لہو ہوئے
کیا کیا چڑہے ہوئی مری نشے اوتر گئے — جب بات اختلاط مین وہ ترش رو ہوئے

منہ دیکھو نطق کا وہ بھلا منہ دکھائینگے
جو شرم سے نہ آئینے کے روبرو ہوئے

ہاں ای رقیب خیر منا اپنی جان کے
اپنوں کی طعن غیر کی چشمک ہر آن کے
رفعت میں کیا بیان کروں اوس مکان کی
فریاد عندلیب ہٹکتی ہے باغ میں
پست و بلند دہر سے ایسا ہوں بے خبر
شیشے سے بھی لطیف ہی اوس شوخ کا بدن
آگے ہمارے آہ کے کچھ بھی نہیں ہے برق
ہے کیسے شیخ جی کو مجھے میکدے کے فکر
ای تیغ اوسکے پیاس مرے خون سے بجھا
جسکو لبوں تک آنے کی حسرت ہی رہ گئے
پھر صاعقہ کہاں جو گئی گرمی جمال
اوس جسم نازنین کی میں تعریف کیا کروں
امین ہو ہزار تو اضع کرے عدو
کب ہوسکے گا عہدہ برآیہ نیاز مند

نوبت ہے میرے بعد ترے امتحان کی
تیرے لیئے اوٹھائی ملامت جہان کے
چھت عرش کی ہے اور زمین آسمان کے
راہ اے صبا بتادی اوسی گل کی کان کی
پوچھو زمین کی تو کہوں آسمان کے
سرخی گلی سے پھوٹ نکلتے ہیں پان کے
یعنی بلا مبالغہ بجلی ہے کان کے
منظور ہر کسی کو ہے رونق دکان کے
حالت ہے تیری تیغ میں سوکھی بان کے
واحسرتا وہ آہ ہے مجھ ناتوان کے
بجلی بنے گی آہ کی بجلی یہ کان کے
دل کی گدازی اور لطافت ہی جان کے
جھکنے کو اوسکی جان لچک ہے کمان کے
جب ناز ہر گھڑی کے ادا ہی ہر آن کے

ای نطق بن پڑے مژہ یار کے صفت
رکھلے خدا نے نوک ہماری زبان کے

تصویر یار سامنے آکر کھڑے ہوئے		دلکو شب فراق میں جب بیکلی ہوئے

آہ وزاری چاہیے

ہے تیرگی سے یہ شب نجم گڑے ہوئے
آتی ہے نیند وصل مین بھی چونکتے ہوئے

کس کس مزے سے لطف کے پہرد مین جان لے
سوچ تبسم آپکی عشقی چہرے ہوئے

جب تک اثر تھا عشق مین ہر طرح زور تھا
جو بات ہمنے چاہی تیون ہو رہی ہوئے

پھر گالیان سناؤ کہ پھر بوسہ لے لیا
پھر دو وہی سزا کہ خطا پھر وہی ہوئے

نکلا جو خط دل اوس پہ خوبی سے پھر گیا
کشتی سنبھالی خضر نے کیا ڈوبتی ہوئے

ای شمع اس جلانی کی ہوا جو مین فروغ
پروانو نکی بجھائی ہی کیسی لگی ہوئے

آگے تو ایک لعنتری تھی بلائی دل
چوٹی بھی اب ہے جان کی پیچھے پڑی ہوئے

دیکھی جو شب شرارت بیجا تو میری طرح
محفل سے اونکی شمع بھی اوٹھی جلے ہوئے

آواز دردناک تو ہے دل لگی نہین
ہے عندلیب گل سے مقرر پھنسے ہوئے

ای نطق جو حریف سخن ہو بچھاڑ دون
زور دون پر آج کل ہی طبیعت چڑھی ہوئے

اونکو مانع ہین اونکی گھر والے
روکتی ہین مجھے ادھر والے

دوست میرے کہین جب اونکی سے
بچا بیٹھے ہون ادھر اودھر والے

مین ہین ہاتھ چور چور کرو
جاگ اوٹھین گے یہ فتنے گھر والے

اوڑ چلی وسن سی کے دیوانے
جوش وحشت سے ہو کے پر والے

اونکے دندان وہ ہین گہر یہ ہین
آئین پر کہین ہیں نظر والے

کبھی غیر اونکی ہو کبھی میرے
نہین کھلتا کہ ہو کدھر والے

اونکا شکوہ کرون تو بگڑین آپ
حضرت دل ہے اودھر والے

بانی عشق حضرت دل ہین
خیر سے آپ ہی ہین شہر والے

گل سنیں کیا غریب بلبل کی
اوٹھے لیمد سیر کو چلیے

ہیں وہ بلبل ہزار سے بہتر
بلہوس بھاگ جائیں گے قاتل

حسن والے ہیں ور زر والے
منتظر ہونگے رہگزر والے

دو بھی نالے ہوں اثر والے
جان دیں گے ہمیں جگر والے

بس یہی ہی علاج سر پھوڑیں
نطق الفت کی درد سر والے

جلوۂ یار سے موت آئی دل افگاروں کے
خط پٹ آئی سے بہاریں گئیں رخساروں کی

منہ جو دیکھیں ہی صیادکا مرغان چمن
یہ تنفر ہے جسینوں سے جو پریاں آئیں

اپنی کوچے سے نہ کہہ دو انہیں بدنام نہو
گھٹ کے مر جائیں گے وہ دن ہیں قفس میں صیاد

پھڑکنا مرا تھوڑا انہیں بیتابی سے
چاندنی کو جو جوش آئی تری گورے بدن پہ

جن وے سیکڑوں عاشق کہیں شوق ہو جو بینے
چاروں کی ہی تمہاری گل عارض کی بہار

ہول محشر سے بڑی پھرتے ہیں اے منتظر
لیجیے آج تر شوائی سے گئے بال وہاں

سیر بازار سے رنگت ہوئی اونکی تبدیل

چاندنی مار گئی چاند سی رخساروں کے
دب گئی گل ہوئی نشو و نما خاروں کی

راہ نالی کو فراموش ہو سنقاروں کی
دیکھوں شکل آنکا و شاکر بھی مرداروں کی

اے ستمگر یہ زرا ہیں ہیں وفاداروں کی
جب کچھ خیر خبر پائیں گی گلزاروں کی

رات بھر خیر مناتی ہیں ہیج دیواروں کی
ایسی لپٹی کہ سفیدی ہوئی دیوار کے

ابھی کھل جائیگی قلعی تری لیواروں کی
رنگت اڑ جائیگی پھر پھول سے رخساروں کی

لگ کے شرمے نشست آج بھی میخواروں کی
بیڑیاں کٹ گئیں الفت کی گرفتاروں کی

نازکی سے نہیں پرواشت ہی نظاروں کی

جانان مى

جا کے کیا مرغ نگہ پاس کہ پر جلتے ہین
ای مسیحا ترے بیماروں کی حالت ہے خراب

آتش رخ مین تری آنچ ہے انگاروں کی
تو تو کیا موت بھی پرسان نہین بیماروں کی

نزدیکی عیب کی ای نطق ٹھہر سکتے ہین
شیر کی گونج ہے الکار نہین یاروں کی

اوس معرکے مین جا کی قدم اپنی گر گئے
قامت سے سرکٹ گئے شمشاد گر گئے
وہ تیغ کھینچ کر جو پئے قتل اڑ گئے
ایکہی سی اون ہنسو مین اشارے بنا ہین
ای ضعف لب نہ زور دکھا چھوڑ دی ہین
دامان جیب چیرہ گئی ہستی جنون کی جب
اونکی ہنسی کے طرز اوڑانے کی مشق مین
کچھ حال مہر حشر نہ ٹھہرے گا دیکھنا
بس بس اس اختلاط سی چڑہ ہی ہین اب
رتبہ ہمارا گھٹ گیا کبر و غرور سے
سنوای لعت قید فا مین غضب ہوا
کیسا ملاپ ات وہ لڑنے کو آئی تھے
بولے وہ ناز کی ہی ضعیفوں کو دیکھکر

ہیبت سی نقش پا کی جہان پا نوا کھڑ گئے
پھولونکی رخ کی سامنے چہرے بگڑ گئے
چہرے گئی اوتر گئے نقشے بگڑ گئے
دو مصرع ایک بیت کا آپس مین لڑ گئے
کہتے ہین تجھسے ہار گئے ہم تجھسے گئے
عقدے کئی تہی عقل نے سلجھے اودھڑ گئے
غنچوں کی منہ بناتے بناتے بگڑ گئے
سنکے ہمارے داغ جنون کی جو ٹر گئے
جو کل فرسی بات مین مجھسے بگڑ گئے
خود چار شانہ چت گرے اتنی اکڑ گئے
زنجیر مین وہ اور بہی مجھکو جکڑ گئے
ہین ور خانہ جنگ کہ گھر چڑہ کے لڑ گئے
پاتے نگہ مین کانٹے کئی ایک گڑ گئے

باغ جہان مین نطق خموشی سے خیر ہے
غنچے جو کسل کھلا کے ہنسے منہ بگڑ گئے

سمجھے ہے نعمت اپنی سرِ خوان کو واسطے
لوہے کے ہین چنے لب و دندان کو واسطے

تعویذ نقش پای صنم آگیا ہے ہاتھ
تسکین اضطراب دل و جان کے واسطے

غربت مین آگیا جو وطن سی کسی کا خط
بہا نا تھا وہ دل عزیزان کے واسطے

اے روز حشر لے نہ درازی مین لنبیان
ہین یہ تعلیان شب ہجران کے واسطے

پیدا ہوا ہون آج مین پتھر کا آدمی
آیا حریف سختیٔ دوران کے واسطے

کیا نسبت اوسکی ہاتھ سی نگین ہو تو ہو
نرمی کہان ہے پنجۂ مرجان کے واسطے

جی بھر کے خوب بخت کو سو لینے دیجیے
طول او رسانگی شب ہجران کے واسطے

رفتار تیری باد بہاری ہے ای چمن
تو خود بہار گلشن امکان کے واسطے

کشتہ جو آرزوئین ہوئی ہین تو داغ دل
لائی چراغ گنج شہیدان کے واسطے

حجت معلمونسی مجھے علم مین نہین
ہے بحث ایک طفل دبستان کے واسطے

اہل عدم نہ پوچھیے آنے کا کچھ سبب
آیا سراغ عمر گریزان کے واسطے

داغ جنون نے پھیل کے ڈھانکا تمام جسم
تیار کی قبا تن عریان کے واسطے

اہل نظر بچھاتے ہین آنکھین نیاز سے
جاروب ہے مژہ در جانان کے واسطے

کاسہ سی نکلے ہی اگر سو تو کیون نہ ہو
نور قمر ہلال گریبان کے واسطے

آئینہ لیکے عارض رنگین کو دیکھیے
گھبرائی نہ سیر گلستان کے واسطے

اگر چلا کہ ہجر مین مردہ سا ہون پڑا
ای جان جان بن تن بیجان کے واسطے

چین ابرو نہ اونکی کیون ہر گھڑی ہو مطلق
بل ہین ضرور شاخ غزالان کے واسطے

کیا بی بقا ہین عیش جہان خراب کے
چلتے ہین اپنے دور مین ساغر حباب کے

اے یار تیرے عارض رنگین کے روبرو
کانٹے ہین باغبان نی تختی گلاب کے

ہم ہی پرست حالت غم مین ہی مست ہین
بالفرض دل جلے تو مزی لین کباب کے

ای ترک تیری لاکہون دل مجانسی ہین علاقم
کانو ہین ڈالے پہرتی ہین حلقی رکاب کے

بیداوکبر ناز تغافل خودی جفا
ہین خیر سے شریر مصاحب خضاب کے

خال سیاہ صفحۂ رخسار پر نہین
نقطی کتاب حسن مین ہین انتخاب کے

کیا واعظوںکی ہاتہ سے ہے تلخ زندگی
رندونکو جیتے جی ہین فرشتے عذاب کے

پہونچا جوادس مسیح کی لبتک تو اوڑ گیا
جان آ ہی بال و پر ہوے مرغ کباب کے

رندونپر ایک جام مین اسرار کہل گئے
حضرت شیخ جی بنی رہی کیڑے کتاب کے

درپیش ہے معاملہ قصاص گاہ کا
جاتی ہین ہین عاشقونکی حوالی قصاب کے

پیری مین خون کونسی وقت نشاط کو
راتین شباب کی ہین نہ دن ہین شباب کے

معشوق سے وصال پہر اکثر نصیب تہا
ہم نامراد کیون ہوے عاشق نہ دانے

دریا وہ بحر حسن چلا ہی برای غسل
بہوٹین گے آج خوب پہپولے حباب کے

ای نطق بیحجاب وہ بت ہمسے کب ملا
پردہ اوٹہا تو پڑ گئے پردی حجاب کے

پہ تینگے وہی حیوان کے حیوان ہے
تیرے ہوتی ہوئی شمع کے قربان رہے

موسم گل مین جو دو چار گہڑی جی نہ سکا
ای جنون خانۂ زندان تو نہ سنسان رہے

اور ہر بات مین ہشیار جوانی مین ہوئے
ایک دم مین ترے آجاتیکو نادان رہے

بام پر ساوہ کی دم ایک تڑپ مین پہونچا
بیجنوںجنجو کرتے ہی وہ ویران رہے

اپنی رو مین نہ رہی مجھکو غزالونکی خبر
ای جنون تہکے خدا جانی کہان جا ن رہے

انسان ہے

ی پتیلی

۱۴۱

رات کتنی تھی نہ کچھ پوچھ کہ کتنی نکلے — بلکہ یہ پوچھ کہ کتنی تری ارمان رہے
ایک نالہ بھی تو بلبل کا نکلوں نے نہ سنا — بے نیازی سے خدا جانے کہ دہ کان ہے
پھاڑ ہی کھاتی ہی قبا پھاڑ تو ای دست جنون — نہ تو دامن ہی ہے اب نہ گریبان ہے
یاد ہی ہیں وہ اگلی کج ادائی اور نکے — ایک مدت وہ مجھے جان کی انجان ہے
ہی جچا بی سر محفل نکر و شمع نمط — جسکے بھی شعلہ مزاجو نکا ذرا دہیان ہے
لے سکے خوف سے زلفونکی نہ بوسہ رخ کا — حسن کے گنج کے دو سانپ نگہبان ہے
بوسہ وہ رخ کا تو دل ہی ہی ہمیسے لے لو — چاہتے ہیں کسی کا نہ احسان ہے
عشق نے صاف کیا تاب و توان سے دل کو — سچ ہی جس گھر میں ہوا سیب وہ ویران ہے
کیا جوانی نے بہار ای تری تصویر میں نکو — آج نقاش ازل دیکھی تو حیران ہے
رات جاگی ہو کہان کسکی جگائی ہیں نصیب — کیون یہ انگڑائیان ہیں کسکی گھرا نجان ہے
اثر عشق بلا ہی کہ مری مرگئے وہ — زلف سان چند دلون خود بھی پریشان ہے

دم میں جو آگئی ہین رات ہی تنہائی ہے
نطق ہان آج نہ دل کا کوئی ارمان ہے

ہر بار او بجھتی ہین مرے آہ رسا سے — ایسے وہ لڑاکا ہیں کہ لڑتے ہیں ہوا سے
ہین ایک ہی ہمہ پیری کی سر کے چھلے — ہشیار ہیں آپ اپنے دزد حنا سے
شربت بھی پلائی وہ دم نزع نہ آئی — پیاسی ہی گئی شربت دیدار کے پیاسے
سمجھیں گے وہی لوگ ہی جو کچھ کہ حقیقت — بے پوچھے نہ کہئے یہ مرا اپنے قضا سے
سیری نہیں ہوتی غم دلداری مجھکو — نیت نہیں بھرتی ہے مزیدار غذا سے
کیا شان الٰہی ہی کہ بندے سے دبا ہے — وہ بت کہ جو ڈرتا ہے نہ تھا قہر خدا سے

بھوکے ہین مگر بوسۂ رخسار کے بھوکے
پیاسے ہین مگر شربت دیدار کے پیاسے

بھولے وہ دم تذکرۂ رحلت عشاق
بدنام کیا مجھکو مرے اپنے قضا سے

بیمار محبت ہون مرا نام جو آجای
پرہیز اثر کو ہو دعا اور دوا سے

غصے مین وہ کچھ کہکے بوسے مجھے مارین
گزروی ہون تو لین سر کا کام آب بقا سے

میرے دل و جان کے لیے آفت ہو بلا ہو
خنجر سے اشارے سے کرشمے سے ادا سے

تم یار کی بو جذب محبت سے نہ کھینچو
کیون مانگتی ہو بھیک نسیم ای نطق صبا سے

جب حسن لیا نکلی کی سواری نہ ادہر سے
ہم مثل غبار اوٹھکے چلے راہ گزر سے

تیغ نگہ مست نے مجروح کیا ہے
خمیازہ ہے پیدا دہن زخم جگر سے

دیوار و در و بام سے برسے گی اوداسی
رونق کی طرح جاؤگی جب تم مرے گھر سے

معلوم ہی یان جیسی قدم رنجہ کیا ہی
کہچ آئی ہین صاحب کشش دل کی اثر سے

عاشق ہو نہین آئیگا مجھے رشک مقرر
گو آئینہ دیکھو نہ تمہین اور نظر سے

رسوا ہوئے ہم عشق مین رونے کی بدولت
آنسو کیطرح گر گئے عالم کی نظر سے

بدبختی سنگ ولان جا نہین سکتی
ہو تنگ کبھی دور نہ لوہی کی جگر سے

یہ رشک محبت ہی کہ ہنگام تماشا
دل آنکھ سے اور آنکھ بگڑتی ہے نظر سے

کچھ نام و نشان خط کا نہین وہی صنم ہم
مصحف یہ معرا ہی ابھی زیر و زبر سے

کچھ بھی نہ کھلا وصل کو مانا کہ نہ مانا
یون مجھکو جواب اوسنی دیا جنبش سر سے

کچھ نام سے نظارے کی او شوخ نے توبے
آنسو بھی سو بار نکالا گیا گھر سے

تخفیف ہوئی شدت سوز تب غم مین
ٹھنڈک سی تو کچھ پڑ گئی کافور سحر سے

اب نطق پر اے شوخ عنایت ہے مناسب
بیچارہ کہانتک ترے دیدار کو ترسے

کوئی نہ چلی چال بت رشک قمر سے
کی دست درازی جو شب ہجر جنون نے
پورے نہ ہوئے دام غرض مند جو پایا
ہمراہ کئی عاشق تازہ بھی ہین اونکے
گلشن مین کرو سر سے قمری کو کشیدہ
دل ہے یہ حسینان پریزاد کا نجم جا ہی
آتی ہے جو یاد آب دم تیغ کے لذت
ٹپکے کے اگر بیچ مری ہاتھو نکو آنے

اپنا وہ ہوا زور سے زاریسی نہ زر سے
دامن کا ملا چاک گریبان سحر سے
دل کی وہ خریدار ہوئے نیم نظر سے
سوغات وہ میرے لیئے لائی یہ سفر سے
بلبل کو جو تم چاہو لڑاؤ گل تر سے
نکلے کہین آسیب الہی مرے گھر سے
کیا رال ٹپکتی ہے لب زخم جگر سے
لپٹے ہوئی ہوتی کسی کافر کے کمر سے

قاتل کو ہوای نطق عبث خوف قیامت
فریاد نہ نکلی گے لب زخم جگر سے

ہوئین ناکشین میری فریاد کی
عبث در پے اوس بت کی فریاد کی
دیا ہے جو یارب بت سنگدل
نہین ہوش فسق نمین ای شیخ جی
تب غم سے مین شمع سان جل بجھا
سنبھالا شب ہجر مین صبر نے
چھریرا بدن اوس سہی قد کا ہے

بتون نے بہت داد بیداد کے
یہان کون سنتا ہے ناشاد کے
تو چھاتی بھی دی مجھکو فولاد کے
کرے کون تعمیل ارشاد کے
نہ مہلت ملی آہ فریاد کے
کڑی وقت پر میرے امداد کے
کوئی شاخ نازک سی شمشاد کے

۱۴۳

اوٹھا جاتا ہی

وہ غمزے کی لیتے ہین ایدل سنبھل
کڑی چوٹ ظلم بتان کی سہی
مین سہتا گیا بوجھہ بڑہتا گیا

ہوئی ابتدا آج بیداد کے
کہان ایسی چھاتی ہے فولاد کے
کیا ناز بیداد و سے بیداد کے

جسے شعر کہنا نہ آتا ہو نطق
اوسکو تمنا ہو اولاد کے

یہانتک سینہ کوبی کی کہ ٹوٹی ہاتھ ماتم کے
پڑی ہین جیب مین ای بت ہم تیری ہتھیلی
بلائی جان بت مرغولہ مو کا ہو گیا سودا
بیاض اوسکا نہ مصحف مین نشان اسکا چھپا
مری آنسو ایسے چھپائین جو وہ جلوہ فرما
صبا سچ سچ بتا تجھکو قسم ہے اپنے پہلو کی
تری زلفون کا سودا میرے سر کا امتداد
شب تاریک غم مین تارے ہیں ڈھونڈ رہی ہین

یہ شوق دل خراشی کی کہ ناخن گھس گئے غم کے
تری فرقت مین مارے رنج کی تیلا سے غم کے
پڑی گردن مین پھانسی بنکے حلقے زلف پر خم کے
دہان یار کے جویا ہین جویا اسم اعظم کے
جہان خورشید چمکا قطرے اوڑ جاتے ہین شبنم کے
یہ بلبل رات کو روتی ہے یا قطرے ہین شبنم کے
پڑی میرے گلے حلقے تری گیسوی پر خم کے
قمر کا ہے یہ عالم جسطرح جگنو کوئی چمکے

جلا یا ہی مجھی اس نطق ایسا شعلہ دیوں نے
مری نظر و نثر مین گال انکی ہین انگارے جہنم کے

قسمت نے کیا کام مرا اوسکے حوالے
کیا رو ٹھکے اوس بت کو پشیمان ہو گئے
وہ دم مین رقیبون کی نہ آتا تھا نہ آئے
جب شمع ہو گل پاس بھی گلچین نہ لگے

بس وعدۂ فردا ہی مین تا حشر جو ٹالے
جی مین یہی کہتے ہین وہ اب ہمکو منا لے
ہان آپکو اتنک تو ہے خوب سنبھالے
تا حسن جوانی ہین یہ سب چاہنے والے

آنکھ اوٹھی نہ برق جبل طور سے چھپکے
جو لوگ ہین اے شوخ تری دیکھنے والے

صاحب بہت اچھے ہین برا مین نہین کہتا
پر آپ سے بندی کا خدا کام نہ ڈالے

ہر وقت تصور ہے کسی گل کی جو قد کا
یہ دیدۂ تر ہین مرے شمشاد کو پالے

یہ بت وہ بلا ہین جو بگڑ بیٹھے کسیدن
کر دینگے برہمن کو قصائی کے حوالے

جز خلق کسیکو بھی وفادار نہ کہیے
سب گنتی گنانے کو ہین چاہنے والے

مجھکو نہ کرے رشک کے حسد حوالے
اودس غیرت گل سے کہو بلبل تو نہ پالے

ساغر مین مرے بادۂ گلرنگ لہو ہو
قسمت ہی مری تاک مین انگور ہون چھالے

صاحب ہین حسین حسن مین سب آپ کے بندے
جلتے ہین غلامی کو نہین کا تو نہین پالے

اے بت یہ تری ناشنوائی نہین اچھی
جا مین خدا تک کہین فریاد کو نالے

بوسے نمکین رخ کی طرح دیجیے لب سے
شیشے کے بھی کھلوائی دو چار نوالے

بت ظلم بہت کرنے لگے شکوہ یہ کیجے
کعبے کی طرح دیر سے جائین نہ نکالے

وحشت مین مرے ساتھ کبھی چرخ بھی چھوڑا
تا رہے یہ مین یہ گو ہین پاؤن چھالے

ای شوق مضامین سے کئے اشعار مین پیدا
کہو دین جو زمین تو بہت گنج نکالے

کیا چاہیے ہے لعل شکر بار کے لیے
بوسے مین تازہ لطف ہے ہر بار کے لیے

اے غیرت بہار ترے رخ کے روبرو
جو پھول ہے وہ داغ ہے گلزار کے لیے

شکر سوال بوسہ وہ ایسے ہین مجھ کو
ڈھونڈے ہے کوئی تو مت نہین قرار کے لیے

یوسف کو نسبت اوس بت پردہ نشین سے
افسوس جنس حسن نہین بازار کے لیے

۱۴۵

داغ نو سے آمد کیا ہون میں وحشی اتوان
آنکھوں کو بند کرتی ہے شوخی بہرِ حسن
آنکھیں ہیں تیری مشتاق لالہ کی ہین
نکلا اور باتون کی چھوڑ شبِ ملال
خستہ کو پھر دوستی میں کیا پسند
کہے کو تیری حسرتِ عشاق ہے سچا
مجھ میں تا ہی کیا جو نکلے کیا کیا
اسد کی پناہ شرارت سے حسن کے
اس کے اوٹھا جو غم میں تو اوس پر یک پا
تمنا کر درد سر ہو کر اوٹھا ہی خوب ہے

ای بہار ابکی برس گلزار کے لیے
بے پردگی ہے پردہ مرے یار کے لیے
خالی دو جام شربت دیدار کے لیے
بوسہ مرے کی چیز ہے تکرار کے لیے
تجویز کو مکین ہوا ہنگامہ کے لیے
تصویر میں کھینچی در و دیوار کے لیے
دو چار زبان میں سنگ یار کے لیے
پھر رکھا ہے طور گرتی بازار کے لیے
سر چشم بار ازانو در دیوار کے لیے
سر ہی نہیں شہادت دستار کے لیے

ای شوقِ درد [illegible] تمنا ہے کلام
ہے آہ کا اثر [illegible] کے لیے

غیر کے ساتھ مرے جان یہ خلوت کیسی
کیا وہ بیٹھی ہی رہیں گی یوں ہی اب غیر کے پاس
غم سے جب زرد ہوا ہیں تو وہ فرماتے ہیں
بدگمانی خفگی شرم و حیا ناز و ادا
آنکھ آنکھوں میں ہم یار نہ آیا دیکھو
یہ بڑا ضعف کہ ہے سانس بھی لینی دشوار
مجھ سے دو بات کو ہیں آپ عدیم الفرصت

یہ ہی معلوم ہو کیا دل کی ہے نیت کیسے
تیری تاثیر ہے اے جذبِ محبت کیسی
چشم بد دور ہے نکھری ہوئی رنگت کیسے
جب یہ مجمع ہے مری جان تو خلوت کیسے
ہم لیے جاتے ہیں بیمار کی حسرت کیسے
کیسے ملنے کی سکت اوٹھنے کی طاقت کیسے
غیر سے ملنے کو مل جاتی ہی فرصت کیسے

جان ہے

کیا کبھی بہر سے دیکھا نہیں شبنم کا سلوک
بوسۂ خال کا بیطرح پڑا ہے چسکا

شیخ جی جذبہ حق بس ہے ریاضت کیجیے
ہو گئی ہے ہمیں افیون کی عادت کیجیے

نطق جیسکے ہیں ہم ہو سے مر مر کے بچا
اوسنے اتنا بھی نہ پوچھا کہ طبیعت کیسے

اوس تک پہنچانے خدا کی پناہ ہے
منزل کا اشتیاق برنگ نگاہ ہے
وہ چوری چوری دیکھتے ہیں [illegible]
کی [illegible] نظر خون [illegible]
ذوق جہان [illegible] بادہ [illegible]
کیسا [illegible] نام نکالا ہے آپ نے
مضمون عشق کا ہے لکھا سطر [illegible]
چلئے برات دیکھیے میدان حشر میں
بوسہ لیا ہے دیکھیے کیسے حسین کا

مذہب میں جسکے قتل نکرنا گناہ ہے
اوٹھا اودھر قدم کہ اودھر قطع راہ ہے
چوری چھپی کبھی جو اودھر ہم و راہ ہے
[illegible] نکلا نہیں منہ سیاہ ہے
انسان ہی نہیں ہو وہ مردم گیاہ ہے
آئی حضور چار و طرف واہ واہ ہے
خونریز ہے دل جو داغ ہے مہر گواہ ہے
سنتے ہیں آج لیلی و مجنون کا بیاہ ہے
حسن عمل ہی طاعت ہے یہ گناہ ہے

ضعیف [illegible] ہوگئی ہی نطق زندگی
سمجھے کوئی چیز بیدار چاہ ہے

قاتل مرا وہی صنم کج کلاہ ہے
ڈرتا ہی ہیں قہر لطف سے لوگوں کی جان ہے
نکلی جو آنکھ سے تو مژہ بن کی رہ گئے
باتو نہیں فقط وہ مزہ کہ ہیں تسنیم کان کو

شاہد اوسے کا غمزہ ہے عشوہ گواہ ہے
بیٹھے جہری حضور کے نیچی نگاہ ہے
کیا ناتوان آہ ہماری نگاہ ہے
وہ رخ شگفتہ یہ کہ بہشت نگاہ ہے

۱۴۶

جان ہی

[illegible]

ملتے ہیں کیوں ہم ایسے ستمگر سے کیا بتائیں
پاس وفا ہی بات کی پیچ ہی نباہ ہے

جب تک ہے حسن چاہنے والے ہیں بوالہوس
پھولوں سے عندلیب کو دو دن کی چاہ ہے

دامن اٹھا کے چل نہ مجھے آتا ہے تپ یار
کیا جانے کون کون ترا خاک راہ ہے

تو پادشاہ کشور خوبی ہے ای صنم
ناز و ادا و غمزہ و عشوہ سپاہ ہے

اسکا علاج کیا ہے کہ اُنکو ہے شوق قتل
مانا یہ ہمنے ناطق کہ تو بیگناہ ہے

مشتاق ہے کمر زلف سے جانی مرے دل کی
ہے بار نہ اٹکت سے گرانی مری دل کی

قصہ ہے مصیبت کا کہانی مرے دل کی
یہ بات کبھی تمنے تو جانی مری دل کی

تسکین بہت سہل ہے جانی مری دل کی
سن لو کبھی فرصت مین کہانی مری دل کی

بس آگ مین اندر آگ لگانا نہین آیا
لیکن نہ لگی آنچ بجھانی مرے دل کی

اللہ نگہبان مجھے بھول نہ جانا
تو مجھ سے لیے یاد نشانی مرے دل کی

سن سن کی وہ بیدرد بھی رویا جسکو
تھی زور زغم اندوہ کہانی مری دل کی

بیتی ہوئی جسکے ہے وہی خوب کہیگا
سن میری زبانی تو کہانی مری دل کی

شمعون نے کہو روئین کھڑی ہو کے سر بزم
پروانے کرین مرثیہ خوانی مری دل کی

ارمان مری جی کا کبھے ایک نہ نکلا
تو نے تو کوئی بات نہ مانی مرے دل کی

جب سے زرتیب عشق مین سرگرم بیان ہو
تب دیکھی کوئی شعلہ فشانی مری دل کی

ہان دیکھ کوئی قطرۂ خون جم نہ رہا ہو
بلکو نہین ای غم ہو نشانی مری دل کی

عاشق ہے مرا شعر اے ناطق ہین ہی ہون
ہین جو سر دھرے شعر کہانی مرے دل کے

حال دل جو نہیں سنتے ہیں تو شکوا کیا ہے
کل حسینو نکا یہی شیوہ ہے شکوا کیا ہے
آنکھ حسید نبے لگی اد بت ظالم تجھ سے
فسنح کردون ابھی وہ بت جو بلالی گھر مین
کوئی خود رفتگی شوق سے اتنا پوچھے
عشق بازی ہی لڑکپن سے ہی اپنی بازی
دوسری مرتبہ پھر ناز و ادا سے دیکھو
غیر کو بوسہ دیا اور وہ مجھ سے بولے
آپ کا عاشق شیدا وہ تڑپتا ہی پڑا
نملو غیر سے ہین کون ہون کہنے والا
ادنکو تمہید خوشی کی ہی ہنسی کے تقریب
سیکھ لی ہونگی مری یار سے باتین دو چار
مجھ سی عاشق کا گلا ریت رہا ہے ظالم
بلبوس جسکے لیے بیٹھے ہین منہ کھولے ہوئے
نبلکے پیر اپنی ماننے کو اونھون نی مونڈا

ابھی کم سن ہین وہ کیا جانین تمنا کیا ہے
ناز بیجا جو وہ کرتے ہین تو بیجا کیا ہے
ہم نہین جانتے ہین رات کا سونا کیا ہے
اے برہمن میرا کعبے کا ارادا کیا ہے
کھوئے دیتی ہی جو مجھکو تجھے ملتا کیا ہے
اور سمجھے نہ کبھی کہیں تماشا کیا ہے
خونبہا اور شہیدان نگہ کا کیا ہے
آپ ہی کہیے مروت کا تقاضا کیا ہے
آئی دیکھتے چلیے کہ تماشا کیا ہے
خود ہی سن لین گی وہ سن بات نکا چرچا کیا ہے
یہ مرا رنج ہے کیا یہ مرا رونا کیا ہے
جسکا آوازہ ہی اتنا وہ مسیحا کیا ہے
سخت نادان ہی حیران ہون کرتا کیا ہے
بوسہ اوس لب کا ہے یا منہ کا نوالا کیا ہے
شیخصاحب نے سوا رشش کے چھوڑا کیا ہے

جادۂ راہ وفا ہو دم خنجر تو چلون
نطق کیا چیز ہین کانٹے مجھے کھٹکا کیا ہی

جائی وہ گل جو سیر کو گلشن مہک پڑے
دل بھر گیا جو در سے آنسو ٹپک پڑے

بلبل جو دیکھ لے رخ رنگین جھپک پڑے
جسطرح جام ہو کے لبالب چھلک پڑے

پیہاں شاہست دلونکو یا وسکی سزا ملے
مجروح مجھکو تیغ تبسم تو کر چکے ✤ ✤
رخسار یار دیکھئے جوش شباب مین
آتی ہی اونکے آگئی گلزار مین بہار
مجھسے حلاوت لب شیرین اگر سنے
تاب رخ صنم سے ہوا تکار آفتاب
کشتو نمین وہ تم نہین ہی ہی ہی پہ اشتیاق
پیوند ہو زمین کا تو خاک مین ملے
بازو کہین کھلے کہ کھلے پردہ شمع کا

گیسو پریشان و دست شکستہ اٹک پڑے
ہنس دیجئے کہ زخم جگر مین نمک پڑے
ہے عنبریت کہ لطافت شک پڑے
غنچے چٹک پڑے ہمہ تن گل مہک پڑے
ہے شبہ ال پر کے منہ سے ٹپک پڑے
میوے رسیدہ ہوتے چمن مین ٹپک پڑے
ٹہوکر لگائی یار نے تو ہر سنگ پڑے
تجھپر بال خون غریبان فلک پڑے
شانے سے کاش اونکا دوپٹہ ڈھلک پڑے

لب خشک چہرہ زرد ہے جیب سخن پہ لطق
آثار عشق سب ہین کہانتک نہ شک پڑے

کیون آہ بی اثر کو تماشا کرے کوئے
کہتے ہین وہ جفا کا جو شکوا کری کوئی
ہین جو اس نہج سے اونکو شوق ہے
بوسی کا وعدہ کیا ہی وفا کی امید کیا
اپنا ہی حال سنبھل نہین سکتا کسی سے آپ
گو مرغ خوشنوا نہین اس کام کا تو ہون
اس ضعف مین بھی نالی کرون کم سحر تلک
تاثیر سوز دل ہی سحر گرمی زیادہ ہو

وہ دیکھیں اور آنا ہے چھوڑ اگر کوئی
میری تو خو بری ہے نہ چاہا کہ میر کوئی
روٹھا کرو ہمین اور منایا کرے کوئے
بس اتنی بات ہی کہ تقاضا کرے کوئے
اونکا دماغ اور اوٹھایا کرے کوئے
سر پر اپنے وار کے چھوا کرے کوئے
لیکن اثر کا مجھسے اجارا کرے کوئے
بند نقاب کاش ہوا مین اگر کرے کوئے

اچھا اگر کسیکو دماغ فغان نہین تم ہی بہار لیک بگڑ کر جنون مین کھینچین ہم انتظار وہ جائین عدو کی گھر	ہمسے سنے نہ ہمکو سنایا کرے کوئے مین بھی بنا ہون وہ کہ تماشا کرے کوئی بیٹھین کسیلیے آنکھین نظارا کرے کوئے

ای نطق تان رکھیو غرض اس سے اور بھی
چڑتی ہین چھیڑنے سے کہ چھیڑا کری کوئی

نا تری خوشی ہے کہ دیا کرے کوئے کہتے ہین وہ بگڑ کے جو نالا کرے کوئے ناحق ہے پھر تو فکر تغافل ہی جب ہوا انداز یہ جنون مین وحشت مین شکل یہ دیدار بھی ہے مغتنم اے آرزوئی وصل اونکو نہ سہے ہوگی محبت سے مس کبھی پردے مین شرم کے وہ بہت بیحجاب ہین اعجاز عیسوی کو مرونگا لگا کی داغ دل لگا نہ وصل مین بھی گیا ہای اضطراب	پر دل مین جب خون ہی کیا کری کوئی سمجھین گے ہم بھی ان ہین رسوا کری کوئی یعنی ہنسی لگاؤن جو شکوا کرے کوئے پھر چاہتی ہین ہمکو بھی چاہا کرے کوئے ان بدگمان ہوگی نہ پروا کرے کوئے اپنی طرف سے چاہے نباہا کرے کوئے اسکا مزہ پڑا ہے کہ چھیڑا کرے کوئے اچھا نہین ہنسی مداوا کرے کوئے اللہ کیا کرے کوئی کیسا کرے کوئے

سو بوسی نطق لیجیے پر دل نہ دیجیے
اسمین بھی ہے مزہ جو تقاضا کری کوئے

قاتل کو رحم آیا تاتہ اوٹھہ کے رک رہا ہے رونا یہ ہے کہ ایذا فی وہی دہری ہوگئے ہین وہ مجھکو گھر بلائین جاؤن تو ہم ہون جائین	مین اوسکو دیکھتا ہون وہ مجھکو دیکھتا ہے طوفان ہے تیزی ہے عشق شبہ کیا ہے اونکا قصور کیا ہے تقدیر نارسا ہے

پروا نہیں ہے اونکو خواہش نہیں ہین ہی
آنکہ اونکی پھر گئی ہے دل پنا پھر گیا ہے

خوش ہون نہیں جو میرا دشمن کا بہی ہوگا
ہان مژدہ باد ای دل وہ شوخ بیوفا ہے

اچھا یہ ہین ہے نا کینہ نہ مہر مجہ سے
پھر چھیڑ ہے یہ کیسی کچھ بہی نہیں تو کیا ہے

اتنا غرور و نخوت کیون حسن عارضی پر
ناداں وہ تو تجھسے کچھ بڑہ کی بیوفا ہے

کیا بات اون لبونکی شیرین وہ اسقدر ہین
بوسہ تو بوسہ اونکی گالی مین بہی مزا ہے

ہم شکوہ تغافل اونسے کرین تو لیکن
اسکا جواب کیا ہے جب وہ کہین جیا ہے

میری جو نعش دیکہی بولے برا ہوا اسکا
کمبخت مرتے مرتے بدنام کر گیا ہے

کیون عار رشک سے ہے اتنا تو آپ سمجہین
رسوائی پردہ رسوا کسکے لئے ہوا ہے

آپ کی کج ادائیان یکہ کے پیچ و تاب ہے
ہم نہ خبر تہی شب وصل مین بہی عذاب ہے

ظلم جو کچہ کیا اوسکا عیش تو حجاب ہے
منہ نہ چہپاؤ شرم سے یہ بہی نہیں حجاب ہے

مین کچن ان تشفیق غم اور اہو کی محو مستی ہین
تو بہی نہ اٹھ لیس غیر اور شراب ناب ہے

ایسا خرام زادہ تہا اوسکا تو قتل ہو گیا
مجہکو حلال کیجئے ہان یہ بڑا ثواب ہے

یار کی خو تو خوب ہے رشک اگر نہ چہیڑ دے
ہم کو مراد مند ہین غیر بہی کامیاب ہے

کون سہی وہ شامی کون لب وہ دل وہ دماغ
پیر ہین ہون جوان ہے یار ناز کا بہی شباب ہے

عیش وصال مہ جبین ناز و ادای نازنین
رات کو دیکہیے جو کچہ صبح کو ایک خواب ہے

رنج فراق غیر مین طرفہ ہی بگڑے وہ
رنگ شکستہ کی بہار جلوہ ماہتاب ہے

واہ تلون مزاج تہا تو گمان کچہ اور ہی
ہمسے ہی پر زیادہ تر حال عدو خراب ہے

ایک ادای حسن ہے جسکے یہ دو کرشمے ہین
گہٹ جو گئی تو ناز ہے بڑہ جو گئی عتاب ہے

[illegible]

ہوتی ہیں جب جب وہ ملتفت بوسہ تو مانگتا ہی نطق
وہ مجھے [illegible] تیری تو خو خراب ہے

شوخ چشمی سے نہ اغیار نظارا کرتے
ہجر میں ہم تسلی طاقت کی تمنا کرتے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
جانی باقی ہی نہیں [illegible]
نہ نکلتے نہ اگر سوی چمن تیری [illegible]
[illegible]
[illegible]
خفت خفتے نے شب ہجر میں [illegible]

ہم بھی محروم سہی کاش وہ پردا کرتے
سر جو زانو سے اوٹھاتی ہی تو بیٹھا کرتے
مجھ سے اک کاش وہ ہر بات کا پردا کرتے
صبر آتا جو مجھے کو وہ ستایا کرتے
ہم اگر سطوت دربان کا گلا کرتے
ورنہ یہ سر سینہ ہی پیٹا کرتے
ورنہ ہم رشک رقیبان سے گلا کرتے
پھول کیوں صرف خندہ بیجا کرتے
چھیڑتی ہی کو ہوا اوس شوخ کی بالا کرتی
بس لقب دل ہے ہم آئینے کو اندھا کرتے
ورنہ تا حشر پڑے چین سے سویا کرتے

آئینہ دار نہ اوس کے ہوئے ورنہ ای نطق
آئینہ دیکھتے وہ ہم او نہیں دیکھا کرتے

بیقراری سے جان جاتی ہے
لو دل آتا ہی لو دل آتا ہے
روح لیلی تلاش مجنوں میں
نہیں آتے کبھی تصور میں

ضبط کرنے سے جان جاتی ہے
جان جاتی ہے جان جاتی ہے
آج تک وحشت جہان جاتی ہے
اون کی سعیں ہی شان جاتی ہے

[illegible]

ہے یہ اندھیر چاند فی شب غم
تیرے وحشی کی ساتھ سرعت فکر
نامرادی وصال میں بھی ہے
بس لب ہی گرمی فغان بس بس

شامیانہ سا تان جاتی ہے
تار تھمکتی ہے مان جاتی ہے
کوئی یہ مہربان جاتی ہے
کام سے اب بان جاتی ہے

نطق موت آ چکی ہی کھلا نہ ہیچ
اب وہ آئین جان جاتی ہے

ست اوس گھر پہ نہیں سحری آتی ہے
تجھ سے لبریز ہے سینہ کہ اب صورت آہ
تم جو اس حسن ہی کھولی ہو گیسو نکلو
آہ خلتی ہے جو سینے سے تو یہاں تک
یاد مژگان سے ہوے زخم جگر بھر آئے
بوسہ تو بوسہ تجھے ہم نگہ بھی ہے دریغ
کوئی جانی کہ نہ جائی یہ قبلہ لانے لگا
چھوٹتا ہی نہیں پہ نخب جو ہو جاتا ہے
نخل امید میں ہی ہائے وہ مرجھائی ہوئی
بیداد کا کوئی اوڑتا ہی قفس میں کبھی
تیرے فرقت زدہ چپ چاپ بیٹھے رہتے ہیں
کبھی طاؤس کبھی سر چراغان کبھی باغ
میں جلون نہ شب ہی ہی تو ہو شہہ

نائی نالہ کام بہری ہی کہ مری آتی ہے
سانس جو آتی ہے وہ درد بھری آتی ہے
ہو کی یہ ابوانی کہیں لوگ پری آتی ہے
پیشوائی کے لئے بے اثری آتی ہے
یہ وہ سوزن ہی جسے بخیہ دری آتی ہے
دل بری خاک میں منفعت بری آتی ہے
نظر یہ عشق کو پیغام بری آتی ہے
نیند آتی ہے کہ غافل کو مری آتی ہے
نظر ایک وہ بھی بیتی جو ہری آتی ہے
کیسی حسرت مجھی بے بال و پری آتی ہے
رات کو انکے یہاں روز مرے آتی ہے
دل پر داغ کو کیا جلوہ گری آتی ہے
اسکی حسرت مجھے شمع سحری آتی ہے

[illegible]

نکہت اوس گلشن خوبی کی اوڑا لائی بو
مجھکو بدنام نکر چھوڑ دے میرا دامن
ہم او نہیں آپ ہیں آنے نہیں دیتی شب وصل
دل مایوس میں حسرت کا کہیں نام نہیں

آج اترائی نسیم سحری آتے ہے
تجھکو ای دست جنون پردہ دری آتی ہے
جام دیتی ہیں جہاں شرم دری آتی ہے
نظر اب کوئی تجلی نہ مری آتی ہے

نطق اس آہ کی قربان کہ جب ذکر وہان
چومنے کو مری لب پہ اثری آتے ہے

شریک حال ہمی وقت ہیں ہماری ہے
تری بغیر چمن میں ہے رنگ مقتل کا
چھپایا پردہ وحشت میں عشق کو ہمنے
کہلے ہیں نقش قدم سے قدم قدم پہ پھول
وہ بیچتے ہیں شب غم جو اپنا غم پیہم
دیا خدا نے کیو کا ندما نہ اس ہمائی سے
سیہ لباس میں بدلی کا چاند ہے وہ حور
جب آ گئی وہ تو یہ آئی وہ جائی تو چلا
وبال ہی مری آشفتگی کا اوسکے سر

یہ بیکسی تو نہیں جانسی ہی پیاری ہے
مری نگاہ میں ہر پھول زخم کاری ہے
یہ اپنی جامہ دری عین پردہ داری ہے
خرام ناز ترا باد نوبہارے ہے
یہ طرز پرسش انداز غمگساری ہے
گناہ گار محبت کی لاش ہمارے ہے
بنا وا اوسکے لیئے میری سوگواری ہے
ہمارا ہوش مگر یار کی سواری ہے
یہ جس نے زلف پریشان تری سنواری ہے

خبر دماغ کی لیتا ہی دل تڑپ کر نطق
بلند تا بسر اب موج بیقراری ہے

یہ اپنا سر ہے وہی ٹھوکرین ہیں خواری ہے
نگہ کا حال یہ پوچھو یہ جوش زاری ہے

پھر اوس گلی میں وہی آہ و بیقراری ہے
وہ ایک موجہ دریای اشکباری ہے

١٥٥

[illegible]

مری چمن مین نکلا موج رنگ کا دیکہا
یہان تیغ اور عدو اور گلکتا تی ناز
حریف تیغ ادا ایسا ناتوان کہان
مری قاتل کا ہوا ہی اثر حسینون پر
فریب ہم ہی تسکین یہ دل کو دیتے ہین
نہین ہے جسم پر ہر چند ضعف سی جنبش
سبب ہین اور جو آئے ہیای محفل مین

... کلی سے خون جاری ہے
... اور دل ... والا کاری ہے
... پر کا ہے ... ہے
... نہین ... رہی ہے
دگر نہ جیسے ہی ظاہر ... ہے
اگر جو دل ہی ... ہے
رہ ... اور ... یاد ای ...

یہ دل لگی ہی بیکار ہی فراق ہی شفق
اثر ہے محبت نہین یونہین آہ و زاری ہے

... ہے قضا مجھے
حیرت سے ... ہین کیا نقش پا مجھے
گل کا سمجھ گئی ہے مگر مبتلا مجھے
محجوب کر رہی ہین تری بی حجابیان
پردہ تو تیرا جلوہ بیباک اوٹھا گیا
اوس ... دست تو نقش مراد ہو
زلف رسا تو ہو چکی ای خدا ...
کچھ اونکی اونگلیون کی لطافت نہ پوچھیو
ایسا نہین ہون اور جو ہون ہی ...
ہین اور وہ گلی کہ جہان گل ہوا دلیلا

اوسکو کیا عدو ہی وفادار ... مجھے
جاؤن کدھر کہ یاد نہین راستا مجھے
نکہت ... ہے چمن مین ہوا مجھے
آتی ہی آئینے کی بھی ... مجھے
محسی عجب ... ہے کہ رسوا کیا مجھے
ای ... سمجھ کر مٹا مجھے
... دست رسا مجھے
آئین نظر وہ موجہ رنگ حنا مجھے
تیری ہی عادت آگئی اسے بیوفا مجھے
پھر آج شوق ... ہین اوٹھا مجھے

[illegible]

فرمائش رقیب سے بیداد فرض ہے
شکوہ نہیں عتیب سے جو کچھ کیا کیا
کرتے ہوں نگاہ یاس میں حسرت کی [illegible]
ظالم نہ جان قصد ہوا قتل یار کا
بے التفاتی آپ کو تو ایک بات ہے
آخر مجھی سے تو یہ تغافل ہے یار کو
الٰہ دی لاغری کہ نہیں جسم کا پتا

خود بھی کبھی ستم کے لئے کیجئے مزا مجھے
تیرے سلوک کا ہے بہت فکر لگا مجھے
مہلت دی ہے زیست کی قاتل ذرا مجھے
دامن سے کچھ تمہارا قرار و رضا مجھے
لاکر آئنہ دکھا دیا پڑا اخوں بہا مجھے
یوں جی بھی لینے ہے یہی التجا مجھے
ہمراز ہو یہ ناصحہ پڑا الٰہ خونبہا مجھے

سچے ہیں تاقوال عدو کے ستم تو خلق
لیکن نہیں تحمل ناز اب ذرا مجھے

ہے چشم تر دل میں کتنا لہو ہے
غزل بے نشہ سی ہے سر خوش عدو
تصویر لیا ہے پس گل کا لہو
مری تصویر پر چھائی گئی ہے
بیاں ہے بیان تیغ و خنجر کے
چلا جاتا ہے وہ مشکل پروانہ مجھکو
طلسم نظارہ تصویر باندھا
کہیں ہے کہیں بیکسی میں چین
ذرا تو دیکھ میری [illegible]
تماشائی قابل جوانی ہیں [illegible]

بھری جگہ دو جام خالی [illegible]
بڑی ساغر آرزو لیکن [illegible]
بہت آج وا نہیں ہیں [illegible]
قیامت کا ہنگامہ [illegible]
دہان یار ہو تو نکا زیب گلو [illegible]
کیا تھا کہیں تو تصور [illegible]
تماشا کہ وہ [illegible]
[illegible] آئینہ [illegible]
کہ تصویر [illegible]
بہار [illegible] آرزو [illegible]

[illegible]

گلو مین اوسکے لاؤ ڈہونڈہ کوئی نطاقت
ستم کرکے کہینچیگا خمیازہ ظالم

کہ بلبل تماشائی رنگ و بو ہے
نہ دلکو تو کہا دیکہہ اس قلمین تو ہے

کچہ اونکا بہی ہے پاس ناموس تجہکو
یہ مانا کہ بی ننگ ای نطق تو ہے

جی مین اُس شوخ کی ایکاش بہی آجاتی
خلشین جائین اگر دلسی تمنا جائے

بوسہ دیتی ڈالیئے ہرم کا تقاضا جائے
ہوس گل نہو تو خار کا کہٹکا جائے

سادگی ہی کہ ہمین اوسکے سے چشم دیدار
بدگمانی ہے بلا رشک عدو آفت ہے

آئنہ دیکہکے جو عکس سے شرما جائے
اوسکے پہلو سے اوٹہا جائے تو بیٹہا جائے

نگہ ناز کا مارا نہ بچا پر نہ بچا
بیٹہے ہین غالب بیدار پڑا ہے یہ وہ

یہ وہ جادو نہین جادو سی جو بیٹہا جائے
دیکہین اُن دونون مین اب کون اُٹہایا جائے

یہی رفتار ہے تیری تو برنگ بسمل
جنس دل کا کوئی معشوق خریدار تو ہو

کیا عجب نقش قدم سا تہ تڑپتا جائے
پہر بقدر ہی گران جائے کہ سستا جائے

اوسکے گہر لیکے چلا ہون مین ہجوم حسرت
پر پرواز کرین شوق کی مضمون عطا

عکس آئنہ سی خلوت مین جو گہبرا جائے
اوسکی خود مثل کبوتر مرا نامہ جائے

واہ کیا کوچہ محبوب ہے ای نقش مراد
بی تکلف تو ہوا ہی وہ مگر خوف یہ ہے

بیٹہہ جا نقش قدم بنکے جو بیٹہا جائے
شرم بیجا ہی گزشتہ سی نہ شرما جائے

روشن آنکہین شعرا کی مری غزلوں سی ہون نطق
بند سے نیچے سفاہان کو سرما جائے

یہ کشمکش بے سبب دل کی سزا ہے
گیسوئے پریشانی کی کشاکش مین پہنسا ہی

پھر تیرا تمنائی ششمشیر جفا ہے
ہر زخم کہن مثل گل آغوش کشا ہے

ملنے سے ہوئے ہیں کف افسوس کے سرخ
بیدرد سمجھتا ہے کہ یہ رنگ حنا ہے

ای مہر منور ترے جلوے کی ہوا مین
جو ذرہ ہے روزن کی طرف بال کشا ہے

مست اوسکی پھری آنکھ پھری تب سے ہمارے
پہلی تو حیا شرم تھی اب شرم حیا ہے

اوس گل کی ہی بو عطر گریبان تصور
مانند نسیم اپنا نفس غالیہ سا ہے

سو چاک کئے جیب مری اوس نے گوارا
تب لف سے شانے کی طرح ربط بڑہا ہے

بیباکئی محبوب مین بیفائدہ بحثین
آخر یہی ٹھہریگا کہ مستئ ادا ہے

یہ دل وہ ہی بلتا تھا فلک جسکی تڑپ سے
مردہ سا ہوا اب ضعف سے پہلو مین پڑا ہے

گر قتل مجھے ہی عبث اندیشۂ دیت کا
ہین ضامن اگر کوئی کہے یہ بھی کہ کیا ہے

ہان مانگئے بوسہ وہ اگر بوسہ نہ دینگے
تو مفت مین دشنام کا موجود مزا ہے

جب دیکھیے ای نطق وہی شکل ہے حاضر
اب میرا دل آئینہ تصویر نما ہے

ہنگام خرام آپکے تیورین یہ ادا ہے
شکر ہے دہن نقش کف پا کا بھرا ہے

وہ آنکھین دکھاتی ہین مین منہ دیکھ رہا ہون
مین محو تلافی ہون وہ سرگرم جفا ہے

سمجھی نہین جاتی کبھی اس جور و ستم پر
آخر کہین اصنام حسین کا بھی خدا ہے

جیتے تو یقینا گلہ شک ہے مرے پر
زاہد وہ تری جور کوئی طرفہ بلا ہے

کیا جان نکالیگی تڑپتی ہے پڑی ہے
قاتل تری خو سے بسمل انداز قضا ہے

کیا بات تمہاری لب شیرین کی مری جان
درد اوسکا جو دل مین ہے تو اوس مین مزا ہے

اوس بزم مین عشرت سے ہی تجھ ساز طرب کا
تا ہی نی نالہ بھی تان نغمہ کشا ہے

عبادت ایک کی

سبھی دیکھی عبادت ایک سا
ہو بہر مکانی ہے نیت ایک سا
ہے نفاق حاصل ہو دولت ایک سا
[illegible] محبت ایک سا

سیدان تصویر کا اعلا جلوہ گری کو
جو چاہے وہ پامال کرے [illegible]
کشتہ [illegible] ہے فریاد [illegible]
بیکار نہیں کچھ نقش بے اثر [illegible]

قابل کوئی بات دیکھی [illegible]
نظر [illegible]

قبا کی پیچ کہ نکو یا [illegible] اترائے ہوئے
وہاں ہے سرو کو شمشاد [illegible]
ہوا جو گرم فغاں میں تو خوش ہو نکلے [illegible]
ہزار [illegible] بہت [illegible] نہ نکلے
عجب نہیں جو [illegible] وہ [illegible]
وہ سیر کو جو چلے ہر طرف [illegible]
فغاں کی ساتھ [illegible] اڑتے ہیں [illegible]
چراغ داغ جوانی جلے ہیں پیری تک
یہ شوق ان کو ہی دیکھی جو وہ بغل میں [illegible]
نہ ابر و ہوا [illegible] ہوا [illegible]
باہیں خیال کہ نازک ہے داغ ہے وہ شوخ
کہاں ہے تیغ کا منہ اور لب کی بوسی کہاں
[illegible] نقوش ہے مشاطہ [illegible] اسیر

[illegible]
وہ حالی آنکھیں [illegible] سر پہ فلک [illegible]
[illegible]
[illegible] داغ [illegible] نگاہ [illegible]
پہنچی [illegible]
[illegible]
وہ آپ ہے اور [illegible] انگلی [illegible]
کہ میرے ہاتھوں کہ پہتا نہیں [illegible]

شہید ناز بڑہائین گے ہر طرف سی ہاتہ
چلو مزارون مین فریاد اوٹہائی ہوے

دعا شعقو نکا دکہا دل تو سخت بانوشی
غریب آپ ہی قتل ہین چوٹ کہائی ہوے

رہی خیال فرا دل کا وقت شانہ کشی
خدا کی واسطے بچاری کو نچاے ہوے

وہ قاتل آج بیچ یا تیغ ہے نہین معلوم
مین تجھ دی ہین ہون کسکو گلی لگائی ہوے

اودہ سارہا ہی محبت شوق دل وحشت کیا
خدا کی یا پیہ تجاو نکالی بلائی ہوے

شب وصال بھی ہو پیارا نہ لطف وصل اوٹہا
مری کنار مین ہی بدن پرائی ہوے

نہ کیسی پیچ کرین عاشقو کسی گیسو تلق
پہ رو سیہ ہین جو شیشونکی سر چڑہائی ہوے

وہ شوخ رنگ رو سیاہ ہین جو گل کی چوٹ
نوا ہی دل ہین جو دل بلبل کی چوٹ ہے

الیسا ہو داغ فرقت ساقی ہین ہجر ضعیف
زخمت کی چوٹ خندۂ قلقل کی چوٹ ہے

وحشی ہا تو ان صنم نازنین سے ہین
پتھر کے ضرب سنے لیے گل کی چوٹ ہے

چمکا ہوا ہے عارض ساقی کی عکس سے
خورشید پیہ مری قدح مل کی چوٹ ہے

تو ان ہیٹ پکڑ بیچ پھرتی ہی گھر گھر جو آسیا
سینے پر اوسکے میری توکل کی چوٹ ہے

رکھا نہین ہون کیا دل پر درد و سینہ ریش
بجے چمن مین کیون گل و بلبل کے چوٹ ہے

چوٹی کی پیچ کر کے نکالی گی اوسکی بل
سنبل پہ آج یار کی کاکل کی چوٹ ہے

فوج خزان کی دوڑ سنا آنے والے ہے
مدت سی شاہ گل کی تجمل کی چوٹ ہے

صحن چمن کو محفل رنگین کا رشک ہے
جاروب کش پہ آپ کی سنبل کی چوٹ ہے

ای نطق تو یگانہ ہی بزم سخن مین آج
اب شاعرو نہین تیری طرف کل کی چوٹ ہے

نہ صلح مین بہی وہ عادت گئی لڑائی کے
جو مین نی ہاتہ لگایا تو ہاتہا پائی کے

برا ہو سوت کا جس نے یہ طعنہ سنوایا
وہ کہہ رہی ہین سر لاش بیوفائی کے

نہو سکے کبھی ہمسر مرے سہی قد کا
کہانسی سرو یہ شیخی لائی میرزائی کے

بندھا نہین ہے دلا تار اشک خونین کا
یہ ایک لہر ہے دریائی آشنائی کے

کری وہ دعوی ہم پنجگی حسینون سے
جو شاخ پنجۂ مرجان مین ہو کلائی کے

الہی آئینہ تو سے چھٹے یہ خو و بینی
ہماری اوسکی کوئی شکل ہو صفائی کے

ہوا حلال ہرا جس نے دم محبت کا
لگی ہوئی ہے وہ تیوری چھری قصائی کے

وفا پر آئی تھی آتی تھے پر نہ آنے دیا
دلائی شرم اونہین قسمت نی بیوفائی کے

دم نظارہ دیا بوسہ پستۂ لب کا
زیادہ شربت دیدار پر ہوا سے کے

قفس مین تھی جو اسیر محبت صیاد
حلال ہو گئے سنتے ہی ہم رہائی کے

عجیب شہر ہے شہر بتان جہان ای نطق
وفا تو کیا کہ نہین رسم آشنائی کے

نگاہ بیگاہ ادہر اوسکا گزر کافی ہے
اس قدر بھی کشش دل مین اثر کافی ہے

شوق زیور مین نزاکت اونہین سمجھاتی ہے
دو لون کانون مین بس ایک گہر کافی ہے

شوق اگر دل مین بشر کے ہی تو لی اوڑ کے کو
نغمہ کیا زمزمۂ مرغ سحر کافی ہے

نہ لگا تیغ دکھا مجھکو لچک ناز بہرے
قتل کرنے کو یہ خالی ہی کمر کافی ہے

سر ٹپکنا ہی شب غم مین تمہان کا تکیہ
سنگ و خشت آج ہماری تہ سر کافی ہے

اور صدمون سے شب ہجر مین کیا بحث ترے
گھٹ کے مرجانے کو تاخیر سحر کافی ہے

نہ جلا ہمکو شب غم کہ تری خرمن کو
ای قمر آہ کا بس ایک شرر کافی ہے

تیر تلوار مبارک ہون گران جانون کو / ہون سبک روح مجھے تیز نظر کافی ہے

فتح کیجے زاہد تو شب وصل نہ کر / بس چھری پھیرنے کو تیغ سحر کافی ہے

ننگ ناموس ڈبونے کی عبث فکر تجھے / ای فلک اسکی لیے دیدہ تر کافی ہے

دل بیتاب کے تسکین بڑی بات نہین / آپکے ایک عنایت کی نظر کافی ہے

حسن کا اور کسی سے نہین پرکھنا شرط / اس گہر کی لیے بس اپنی نظر کافی ہے

رفع رسوائی الفت کے لیے زہر نہ کھا / شفق اس شہر سے کچھ دو دن سفر کافی ہو

اندھیر ہے جو یہی تو ستم کیون ادا سے / جور و گرہ ٹلائی و عہد جفا سہی

اچھے رہین حضور ہے بندہ برا سہی / آپہی نباہ دیجیے مین بیوفا سہی

امید مہر یون ہی نتھی وہ خفا سہی / اچھا یہ عرض حال ہماری گلا سہی

عادت تو ہوا نہین کہ ہمین ہی امید ہو / خوش ہین ہم اے رقیب تجھی سے وفا سہی

رشک عدو کی ایک قسم تو نہ نکلے ہم / اسکے سوا نہ کون سہی تیرے جفا سہے

رکھ لی خدا نے شرم محبت نباہ دی / بیداد جھیلی ناز اوٹھائی جفا سہی

بگڑے تو ہو جو رشک آئی تو مین کون / سب ہمنشین تمہارے مری آشنا سہے

بوسہ کی آرزو ہی لب اشتیاق کو / وہ پائی ناز نین جو نہین نقش پا سہی

کہتے ہین ہم بھی غیر کے حق مین قبول ہو / یہ کوسنا نہین بہت اچھا دعا سہی

وہ مجھور آتش رشک مین جلتے ہین رات دن / اس غل کو کیا کرے کوئی نالہ رسا سہی

گو تھا تو رات غیر مگر کیون ستائیے آپ / کیا کیجیے گا نالہ ہمین نے کیا سہی

نجات رہا سہی بار جو اوس انجمن مین ہو / گو رشک غیر سہ نہین سکتے سہا سہی

ہم اپنی ہاتہ سے بہی گلا کاٹ سکتی ہین
بے حکم ایک بوسہ تو بے شبہہ لے لیا
کیون میرے ہاتہ آئین کی طالع ہین نارسا

دست جفا حضور کا وقف حنا سہے
دو گالیان وہ جرم سہی یہ سزا سہے
ای ہمدم اوسکی گیسوی خوش خم سا سہی

کتنا کہا تہا نطق سے جانا نہ اب وہان
ہان ہان تو ہم سے کر گیا لیکن گیا سہی

بیداد آفرین ہوی ہو نہین تیرے واسطے
چپ رہ کہ بات بہی لب نازک کو بار ہے
دو چشم تو آپ اوپر رکہو رکہے تخت پر
یہ رشک ہے تو روز قیامت خدا سہی ہم
بہتا مری کی کتنے دعا ہاے مستجاب
تیرے گلی مین بیٹہ کے رسوا کرون تجہے
جلوے تری لطیف یہ عالم کثیف ہے
وہ دیکہنا مجہے خم ابرو کو دیکہتے
جب جان جا چکے ہے تب آیا ہی ہا ہے

پیدا ہو کوئی تجہسا کہین تیرے واسطے
ای وان یہان نہین بہی نہین تیری واسطے
مین کیا کرون خوشی ہی نہین مرتی واسطے
ای بت بگڑ نجائین کہین تیرے واسطے
باد سحر کے ساتہ کہین تیرے واسطے
مر جاؤن تو سہی ہین کہین تیرے واسطے
لاؤن کہان سے خلد برین تیرے واسطے
بولی کہ ہے یہ خنجر کہین تیرے واسطے
شرمندہ ہون کہ نذر نہین تیری واسطے

الفت تو ہے اب اور تو کیا چاہتا ہی نطق
بدنام ہو وہ پردہ نشین تیرے واسطے

ایدل یہ غم مری کی نہین تیرے واسطے
ایدل تو لاکہہ کہہ کہے اوسنے جواب مین
سو سو مرے رقیب اوڑاتی ہین آتدن

ہین میوہ ہای خلد برین تیرے واسطے
بس سوچ لی ہی ایک نہین تیرے واسطے
ہین تجہ کا کام ایک ہمین تیری واسطے

مارا جا ہی

ای جسم روح ساتھ ترا کیسے دے سکے
چرخ اوسکے واسطے سے زمین تیری واسطے

غمزی کی لے رقیب سے بھی ای جفای یار
کیون چھیڑ ہمسے کیا ہین ہمین تیرے واسطے

بازار امتحان جو کھلے گا تو دیگی جان
تھوڑا سا لینگے ہم بھی یقین تیرے واسطے

لطف خرام ہے تو مشق خرام کو
درکار ہوگا عرش برین تیرے واسطے

ای دل سمجھ وہ نشہ می مین بہک گئی
ورنہ غنا نہین تو نہین تیرے واسطے

کیا شکوہ دوستونکا گلہ دشمنون کا کیا
دل ہی نے جب افتین دین تیرے واسطے

لب غنچی بند رکھہ کہ دہن گو ہی نہین
دلیا تبسم نمکین تیرے واسطے

تو اور وہ تو دونون ہین رسوائیو نسی خوش
جلتے ہین نطق ایک ہمین تیرے واسطے

وہ مست ادا برقع اوٹھائی ہوئی آجائے
کانونسے جو سنتے ہین وہ آنکھونسی کہا جائے

ایسے بھی وہ کیا ہین جو اونہین حرم نہ آجائے
پر مجھ سے بھی کچھ جوش قلق مین تو کہا جائے

معلوم ہے رک جاؤن تو وہ چھیڑ کے بولین
پر مجھ سے تو مشکل ہے ذرا دیر رکا جائے

ظاہر دل کم حوصلہ کر دی نہ خوشی کو
ایسا نہو دشنام کا بھی مفت مزا جائے

نا تھونکی رسائی کا تو احوال ہے ظاہر
خود حسن کی شوخی ہی مگر پردہ اوٹھا جائے

اللہ وہ نہین مجھسی بوجہ عداوت
پی لین وہ مرا خون تک او نسی جو پیا جائے

سچ ہی کہ وہ بدخو ہے پر ای حضرت ناصح
بتلائی کیا کیجئے جب جی ہی کو بہا جائے

افشا نکرے کوئی مری وزدی دل کو
یہ اور مصیبت ہی جو وہ آنکھہ چرا جائے

نالہ مرا کیا وقت قلق جسمین اثر ہو
ہان جان کی مجبور مگر رحم او نہین جائے

محفل مین بہت شمع سی گرمی نہین اچھی
اتنا بھی نہ چھیڑو کہ پسینے مین نہا جائے

شوخی سہی ہر ایک سے پر چھیڑ بری ہے
ایوای منافی ہمین مار ہی ڈالا
نخوت کا وہ عالم ہی ہی کون سنیگا
آئی ہی یہی دل مین کہ اب چھیڑ دو ہمکو
گو کہ کبھی یہ آیا تھا نہ اب آئیگا لیکن

یہ بھی ہے کوئی بات جو آئی وہ خفا جائے
کیا وہم ہے یعنی وہ سر نعش ہی آجائے
اچھا ہی جو کچھ ضعف کی ماری نکھا جائے
غصہ اگر آجائی تو سب شرم و حیا جائی
کیون جائیو ن مین جب وہ تصور مین سما جائی

ناصح سی کہو نطق کہ رہنے دی نصیحت
جانا تھا جو دلکو سو گیا جان نکھا جائی

مژہ وہ نیزہ جو جنبش مین کام کر جائے
دلیل گریہ ہوا درد دل کی شدت پر
اسی قلق مین کہ جسمین ہو ان وسکو کیون دالون
بس ایک دردین تسلو تکو مبتلا کر دے
وہ پاس غیر کے یون بے حجاب بیٹھی ہین
خدا کرے نہ بھری زخم دل کا مرہم سے
رہی کشمکش آرزو ہی بیدار ہے

نگہ وہ تیغ کہ جو دل مین صاف اوتر جائی
ضرور شیشہ چھلکتا ہی جبکہ بھر جائے
خدا کرے کہ مری آہ سے اثر جائے
خوشا وہ زخم کہ جو دل سی تا جگر جائے
کہ لوٹ آئی پشیمان اگر نظر جائے
بھری تو درد سی یارب کچھ اور زہر جائے
یہی جو بخت کا سونا ہی کاش مر جائی

غضب خدا کا کری نطق یار سے دعوی
کہین نہ غرہ مٹی دلکو وہ نکر جائے

کیا زلف ہی الٹکے دل ہی جان لے گئی
جب اوس پری کا کچھ نہ پتا ہند مین چلا
تو نی مریض کی نہ سنی ابھی مسیح

بجلی کہ تھی تیغ ان کہ مری جان لے گئے
وحشت ہمین اڑا کی پریستان لے گئے
سو بار منہ کی پاس قضا کان لی گئے

جہان بعد

رہزن تھی وہ ادا کہ لیا جان و مال سب / کافر تھے وہ نگاہ کہ ایمان لے گئے

بتلاؤں کیا کہ تاب و توان کون لے گیا / کچھ ناز غمزے لے گئی کچھ آن لے گئے

گل کو دکھا کے عارض رنگین شوق میں / فصل بہار اور بھی اوسان لے گئے

تو اور تیر اگر مجھے بھولا نہ بعد مرگ / ہر چند حور خلد میں مہمان لے گئے

ہی ہے جنبش لب جان بخش میں دریغ / جان اونکے ایک بات کا ارمان لے گئے

نکلے اگرچہ جان بڑے حسرتوں سی نطق / کیا کچھ یہ ہم بھی دید کا احسان لے گئے

ظالم سے خود جفا کی تلافی نہو سکے / ہو بھی تو دل وہ ہی کہ تسلی نہو سکے

فریاد مصلحت سہی پر کچھ ظلم سے نہیں / مطلب یہ ہے کہ شیفتہ کوئی نہو سکے

ڈر ہے کہ اونکی ضد نہ کہیں اور رنگ لاتی / کیا ہو جو رفتہ رفتہ ستم بھی نہو سکے

دربان کو بیٹھ کر خوشامد ہی کرے / میرا یہ دل دماغ کہ اونسے نہو سکے

فرمایش ایک سہل ستم کے جو ہم کریں / نازک وہ اسقدر ہیں کہ وہ بھی نہو سکے

قابو میں آکے عذر نزاکت بھی ایک ہے / لیکن یہ اوس گھڑی ہی کہ شوخی نہو سکے

شربت کی طرح غم میں وہ تلخابۂ سرشک / پینے پیا اور گلے نہو سکے

باہر جگر ہی ہے یہ دل کی لگی ہوے / بے سوز تو پیتی سے پی پی نہو سکے

بوسہ ہی پہلی لب تیشہ پر اب نہ لگا ہی نطق / تم چاہو وصل پر بھی تو راضی نہو سکے

دل کا گرمی میں جو آتشکدہ ہمسر نکلے / جان کے ذرے سمندر میں سمندر نکلے

حور سے خاک کے پتلے کہیں بہتر نکلے / قالب احسن تقویم میں ڈھلکر نکلے

حسرت قامت دلدار گڑی لاش کے ساتھ
تیغ عریان کی طرح قتل کیا لاکھونکو
وہ خود آرا اگر آئینے سے شو کرتا ہے
تیرے دانتونکی محبت سے ہے صدمہ و نہیر
ہے غضب اب بھی تو ہمکو نہ وفادار گنے
ایک ہی چاک گریبان سے ہے دامن تک
جسطرح اوسکو بگاڑا ہے بنا کر مغرور
خاکساری و ریاضت سے ہو مقبول خدا
اپنی ہاتھونسے وہ سفاک مجھے ذبح کرے
عید کا دن ہی تکلف مین فقیر اور تکلیف
دم وہی آپ ہی کاٹ وہی گھاٹ وہی
گو کہ آنکھون ہی مین ہے طالب دیدار کا دم
دہن یار سے خود گم نظر آئے عاشق
تیرے دانتونسے ملایا تو مری آنکھون مین
تیرے جامے کی جو بو باغ مین لیجاے صبا
اے فلک صبح شب وصل ہے کیسا اندھیر
تجھ سے بھی اوڑتی لگا ہے تیری دیکھا دیکھی
اس لطافت سے چلی باغ مین ہوادار ایسے
تیرے کوچے مین جو ڈھونڈھا تیرے پانو نکو

کیا عجب خاک سے میرے جو صنوبر نکلے
بی تجلی مین عجب حسن سے جوہر نکلے
آئینہ یا تمہین تربت سے سکندر نکلے
تب تو منسے ہوئی گرچہ ہوئی گوہر نکلے
ایسے بیٹھے ترے کوچے مین کہ مر کر نکلے
ای جنون گل کی طرح جامہ سے سر نکلے
آئینہ یار کے گھر سے کہین باہر نکلے
نور ہو جای اگر خاک کا جوہر نکلے
حسرت دید خدا یا تہ خنجر نکلے
عہد جمشید کا ساقی کوئی ساغر نکلے
نگہین آنکہ سے یا میانسے خنجر نکلے
پر بغیر آپ کے آئے ہوئے کیونکر نکلے
بڑہ کی موٹی کمر یار سے لاغر نکلے
قطرۂ آبروی ریختہ گوہر نکلے
پردۂ گل سے نہ نکہت کبھی باہر نکلے
چاند آنکھونسے چھپے مہر منور نکلے
جان موت آئی ہے چھوٹے کی جہان پر نکلو
جسطرح نکہت گل دوش صبا پر نکلے
صورت نقش قدم خاک برابر نکلے

نطق ہم ختم ہوئی وہ نہ مگر ختم ہوئی
ناز اوس شوخ کی انداز سے باہر نکلے

وہ شوخ نئی طرز کا جب ناز دکھائے
لے آئے جواب خط شوقیہ کبوتر
کیا رنگ حسینوں کا مجھے آپکے آگے
پتھر کے تو مورت سے تسلی نہیں ہوتی
عیسے سے تو زندہ نہوا آنکھ کا مارا
جھک جائے تو شاخ گل تر ہو وہ چمن مین
امید رہائی تو اوڑی کنج قفس مین
جو رنگ کری کشتئی عشق ہین جا ضر
عیسے کی زبانی کی مری مرد جلائے
اے فاختہ سرو اوسکے برابر ہی کہاں تھی
منہ کھول کی اوس مہ نی کیا بند دم اوسکا
سنتی ہی ہزاروں کی نکل جائینگی جانین

معشوق تو کل عشاق کا انداز دکھائی
قسمت کا بنا کھیل گرہ باز دکھائی
تصویر ہو تو خاکے کا انداز دکھائی
بتخانہ بت خانہ بر انداز دکھائی
اب بات ہے لب آپکا اعجاز دکھائی
شنکر جو چلے سر و کا انداز دکھائی
اے طائر جان تیزئ پرواز دکھائی
تلوار کے جوہر نگہ ناز دکھائے
جسم دم لب جان بخش نئی اعجاز دکھائی
رفتار نہ گفتار نہ انداز دکھائے
کیا منہ سحر تفرقہ انداز دکھائے
خالق نہ مزاج آپ کا ناساز دکھائے

ای نطق ہرا سا کمین معشوق طرحدار
دیکھا ہو جو کوئی تو نظر باز دکھائے

رات آدھی گئی آئے نہیں آنے والے
کیوں تڑپ دل مین ہی شاید وہ ہین آنی والے
ستم و جور وہ جو کچہ نکرین تھوڑا ہے

سو رہے کیا مری قسمت کے جگانی والے
پیشوائی کے لیئے ہوش مین جانے والے
نحر نے گھمار مصاحب ہین سکھانے والے

١٦٩

نیند مردیکی مجھی شام سے ای شتاب شبلا
آج وہ غیر کو ہین ساتھ سلانے والے

ایک نقشی کے لیئے لاکھ بگاڑی نقشے
سمجھے کیا نقش دو عالم کے بنانے والے

سبزہ تا ہین وہ مرے زنخ پہ رو کر بولے
روٹھی جاتی ہو کہان میری منانے والے

بزم عالم ہین مگر شمع شب تیرہ ہون
شاد ہوتی ہین مجھی میرے جلانے والے

رہ گئی کے لیئے تم شوق سے کہو بان
آئین گی پھاند کے دیوار بھی آنے والے

جان بیجان بہی تھی ہمسی کبہی یا رنہ تھی
اسطرف دیکھ تو او آنکھ چرانے والے

آمد اشعار کی اوسنے ستم مین آغاز ہوئی
بیٹھی جاتی ہین قلقنونکے اوٹھانے والے

نالی بجلی کو جو کرتا ہون تو وہ کہتی ہین
چونکی ہو وقت کی کمبخت جگانے والے

اپنے ہاتھون یہ ستم کرتے ہین اپنے اوپر
جوکتی ہین وہ نہین الفت کی جتانے والے

داد بیداد ہی غنچہ دہنون سے ناحق
ٹھٹھوتین ہین یہ نالونکی اوڑانی والے

کیا شب وصل ہی منظور سحر ہو جائے
پھیر دین آپ پہ پچھلے سی ہین گانی والے

کیا بتو بتکدہ سمجھی ہو خدا کے گھر کو
کون ہوتی ہو مری دلمین سمانی والے

جو رسی موڑ کے منہ طفلی سے میری بلا
تھک کی خود بیٹھ رہین گی وہ ستانی والے

نطق اب گھر سے نکلتی کو ہی وہ نور نظر
ہین کدہر پاؤن تلے آنکھین بچھانی والے

نارسیدہ ہین وہان آفتین ڈھانی والی
جمیل لعین ہین جو ہون وہ جا ستانی والے

دیکھین کیا ماری پڑی کیسی کی ڈہانی والی
اب بھی باز آئین مری لکی ستانی والے

ہین بہی آپکے گیسو سے گنج عارض
لوگ کہتی ہین جنہین ساتھ خزانی والے

کچھ ہی بچہ اونکو سکھاتی ہین وفا کی معنی
اچھی استاد ہین غماز پڑھانی والے

کوچہ یار میں ہم سب سے الگ بیٹھے ہیں
نسبی بوسہ کو نیم نگہ نیم ادا
چھک گئی ہم کرم ساقی دریا دل سے
دور بیٹھا ہون بیٹھون کیون میں ای دشمن
آتش شوق میں سوختہ جان جل نہ بجھے
نہ عدو اونکو سکھا ہیں رقیب اونکو پڑھا ہیں
اسنے اکت پراچی ہونگی ستم بہی کیا خوب
درد سے شام ہی سے بنا یا شب وصل

کون یہ گبر و مسلمان ہیں اوٹھانی والے
کچہ تو ای دولت خوبی کی لٹانی والے
ایسے کا ہیکو کہیں ہونگی پلانے والے
کہیں پہلو بہی نہ زانو کی دبانے والے
ڈسے در پر ہو تو بہ ہونٹے لگانے والے
میری طالع ہیں خود اوستاد پڑہانی والے
کون ڈرتا ہی اگر تم ہو ستانے والے
میرے تیور نظر آے جو جگانے والے

عیسے منہ میرا تو بگڑا ہی پر ابہی ہیں نطق
انہیں منہ دیکھیں فرامشنہ کی چہر تانے والے

بدنام مفت سارے زمانے میں کر گئے
آہ اس قدر رسا کہ فلک سے گزر گئے
دم بہر نہ ٹہری غمزہ شب وصل کر گئے
چھپنے کو تارے رات میں شرما ہیں خیال
کہیلا شکار دل نگہ بیحجاب سے
تیغ جفای یار سے بسمل کرے رقیب
جمعیت حواس کا شیرازہ کہل گیا
نکلے صبا سے بہی وہ ہوا کہانے پیشتر
دلکو جو وجد آتے کو تہا ذوق دردمی

سمجھیں گے ہم ملے تو جوانے کدہر گئے
اتنے نارسا کہ نہ اودن بام پر گئے
کیا ابہی کیا گئی ادہر آئی اودہر گئے
سلک گہر کسیکی گلے کے بکہر گئے
گہو نگہٹ اوٹہا کہ باز کی ٹوپی اوتر گئے
میں مرگئی جی گیا مری ابہی گزر گئے
جوڑا وہ کیا کہلا کہ طبیعت بکہر گئے
نکہت سے آگے اونکے سواری گزر گئے
آہ شرر فشان مرے کیا بکہر گئے

۱۷۱

وصال یار فانی ہے

الوان کی ے

ذرو جفا سے رہئے نہ ہشیار مجھکو کیا
ایسی بھی ناز کی کہیں دیکھی سنی نہیں
تلوار وہ سنبھال چکے میرے قتل پر
کیسے شراب ہجر میں پانی جو پی لیا
یادش بخیر یاد کسکی شب فراق

کہیئے گا ہاتھ مل کی انگوٹھی اوتر گئے
آنچل سنبھالنے میں کلائی اوتر گئے
ٹیکا ہے باندھنے میں جو ناف و کمر گئے
سمجھا کہ آب تیغ گلے سے اوتر گئے
آئے تو جان زار کے تسکین کر گئے

کب تک اوٹھائیں ناطق شب غم کی ہول ہم
آتے نہیں وہ پل کے مگر موت مر گئے

سینے میں حسرتوں سی جگہ ایسے بھر گئے
کیا تھا یاد و شوخی دلدار کر گئے
کمبخت آہ خواب سے اونکے ڈرے ہوئے
نکلے ہیں چاند تارے پہ ایسی صورت نگار
کہتے تھے ہم تو باغ میں جیسی لقا دو لٹ
کیا کیا غرور ہیں اونہیں حسن شباب پر
آنے سے تیرے میں جو بچا غیر مر گیا
مرکر سبھی ملے تو ہم رنج نے نجات

امید کشمکش میں پڑی دیکھے مر گئے
شب میری زخم دل میں نمک سے بھر گئے
چوروں کی طرح رات کو اوس بام پر گئے
آنکھیں تجھی کو ڈھونڈتی ہیں کدھر گئے
یہ خون کسکے سر ہوا بلبل جو مر گئے
سبزے کی جب نمو ہوئی تب اور جر گئے
بھاگی جو نیند گردنے تو موت اونکی کر گئے
ڈوبی نہیں یہ ناؤ مری پار اوتر گئے

کیا دل فریب وہ نگہ سحر گین ہے ناطق
تیر آنکھ میں ہنوز گرد لمیں اوتر گئے

دو دو دل ابر دم سرد ہوا ساون کی
مجھکو گرمی میں یہی ہے جو ہوا ساون کی

ہے یہاں بارہ مہینے میں ہوا ساون کی
رو رو کے میں بیٹھ کے تو تانیں اوڑا ساون کی

ٹھنڈی ہی سانسیں چھوٹتی ہیں جو بھر کے دیکھا
جس طرح دو دو جگہ اوسکی ہوا پہیلی
وقت رونے کے خیال خط سبز جانان
مر گیا مجھ سا جو بیکس تو بہت تڑپی برق
تھوڑی تھوڑی مجھے آ کے مری چشم تر کے
یہ گرجتا ہوا بادل نہیں آتا سامنے
عرصۂ سیر یہ کیا میرے کو مری تنگ
کون بیٹھا ہوا ہنستا ہی یہ بجلی کیا ہے
ہے کشتہ میں پانی کی عوض ہی بہتے
اوسکی بھیگی ہوئی بالوں کی جو خوشبو ہوں نسیم
موج چاہ سے پہنچی ہے لب بیکس تک
فصل کی جوش سے ہی لغزش مستانہ ہوئے
روکی یا سینہ کے کٹا ہجر میں سکا کیا ذکر
فوج اندوہ ہی یاگر داوی فوج کی ہے
تیرے فرقت زدو نکو گور کے اندھیاری گئے

دم جدائی ہوئی بھرتے ہی ہوا ساون کے
اس طرح اوٹھتی ہی فرقت میں گھٹا ساون کے
ہمکو گھر بیٹھے دکھاتا ہے فضا ساون کی
کھول کر بال بہت روئی گھٹا ساون کی
لٹ کی بجلی کی برابر ہو گھٹا ساون کی
رعد بیجوار و نکو دیتا ہی صلا ساون کے
رہ گئی دم کے طرح لٹ کی ہوا ساون کی
پردہ کس شوخ کا یا رب ہے گھٹا ساون کی
ہوں جو بھٹی کی بخارات گھٹا ساون کے
لاؤں جوگی سی پہاڑوں کی گھٹا ساون کی
لے اوڑی بادۂ گلگوں کو ہوا ساون کی
لڑ کھڑاتی نہیں بیوجہ ہوا ساون کی
ہمنشیں اب مجھی یاد دلا ساون سے
ہجر میں اوسکی سوا کیا ہی گھٹا ساون کے
چاندنی نکھری ہوئی ماہ لقا ساون کے

سبزہ کی روپ ہے مردہ ہی جی ہی جو اوداس
نطق کیا ہجر میں خوش آئی فضا ساون کے

وہ اوٹھکر مری پاس سے کیا گئے
صنوبر تری قد سے پیا گئے

ترے خود رفتگی مجھکو سکھلا گئے
چمن میں ہے غل چھا گئی چھا گئے

وہ لاشے پر آئے خجل میں ہوا / پسینے میں مردے کو نہلا گئے

کفن سرخ شاہانہ جوڑا بنا / شہید جفا بنکے دولہا گئے

وفا کر چکے بس جفا ہو چکے / ہم اپنے کئے کی سزا پا گئے

فلک گو بہت فتنہ پرداز تھے / اون آنکھوں کی گردش سے چکرا گئے

نہ لائی مری گرمجوشی کی تاب / نزاکت سے ہم ہجر میں مرجھا گئے

شب غم میں آنسو گرے تا ثرے / شرر آہ کے تا ثریا گئے

گلو میں نہیں ہو جو سہتی ہو دھوپ / پڑی چاندنی تو وہ کمہلا گئے

ترا ظل دیوار ممدود ہو / کہ ہم بھی یہاں پاؤں پھیلا گئے

مگر تیرے رخ کے بوسے لیے / کہ مصحف تھا ہم اوسکو دہرا گئے

نہ خط سے بھی منہ دکھانیکی شکل / کہ آئینہ رخ میں بال آ گئے

نہ کچھ بھیجے چرخ دنی کے چلے / جولائی سے سب پی گئی کھا گئے

نہ چونکی جو سوئی تری پاسبان / سرافیل سو بار چلا گئے

سراغ عدم رفتگان کیا ہوا / کدہر اونکے نقش کف پا گئے

ہمیں ہوش سے آنا تھا کیا ہوش میں / گئے وہ جو ہم آپ میں آ گئے

ابھی نطق تو مرنے والے نہ تھی
مگر لوگ کہتے ہیں کچھ کہا گئے

جفا کر چکو بس وفا ہو چکے
نہیں ہو چکی ابتو کیا ہو چکے
زمین آسمان ایک دل نے کیا

اب ایسا نہو گا خطا ہو چکی
شب وصل ہے دلربا ہو چکے
تڑپنے کی بھی انتہا ہو چکے

یہ آزار دل جانے والا تھا
عدو سے بھی آخر بگڑ ہی گئے
جو دل اوس سے پرہیز کرتا نہیں
بلند ہی اوسکی بوٹی سی قدکی ہوا
مہ چار دہ چار دہین ہوئے
پتنگا سی جو ایک سے جان زار
مری نالی سن سنکی بولا وہ بت
تمہین سے مری جان کچھ ہو تو ہو
کرین کیا بھروسا تھا ایک آہ پر

ہمین ہو چکے بس دوا ہو چکے
نہ کہتے تھی ہمسی وفا ہو چکے
تو ہمسے بھی اسکے دوا ہو چکے
صنوبر کے نشو و نما ہو چکے
ترقی کے بھی انتہا ہو چکے
وہ اوس شمع رو پر فدا ہو چکے
شکایت مرے نا خدا ہو چکے
مسیحا سے میرے دوا ہو چکے
وہ کمبخت بھی نارسا ہو چکے

اوبھاریگا ای نطق جوش شباب
دلہن اونسے شرم و حیا ہو چکے

لو موت شب ہجر نہ آنے پر اڑی ہے
کھلتا نہیں میدا انسی گو دھوپ کڑی ہے
ای وحح نکل نرگس مستانہ کے غم میں
پردیمین بھی ہے حسن تماشا طلب اوسکا
بوسون کی بری جاتی ہی اوس شوخ سے
پردہ جو اوٹھایا تو نگاہ ہونگا ہی جمگھٹ
بجلی کی طرح ہاتھ میں ہی رونے سے نہ ظالم
روتی ہین ہین لخت جگر و دل کی بہارین

مجھکو تھا یہ دھوکا کہ سرہانی ہی کھڑی ہے
انسان ہی کہ دیوانہ ترا دھوپ گھڑی ہے
جام مے کوثر لیے وہ حور کھڑی ہے
دیوار میں روزن کی جگہ آنکھ جڑی ہی
یہ نرد کا اڑنا نہیں قسمت کی اڑی ہے
رخسار پر اوس شوخ کی کیا بھیڑ پڑی ہے
بھادون کی نہ جھالی ہین نہ ساون کی جھڑی ہے
جو تار ہی اشکونکا وہ موتیونکی چھڑی ہے

یہ میری سینہ خانی کے ہی چاندنی اٹھہ — جو صحن مین لیٹی ہوئی کھلی سی پڑی ہے

مین نے جو کہا لونگا بزور آپکا بوسہ — کہنے لگی کیا بات ہی ہان لوٹ پڑی ہے

رات آپنے کاٹی ہی کہان منہ تو دیکھو — یا لونگا لکھوٹا ہے نہ مسی کی دھڑی ہے

چڑنی تہی کنگھی کی جگہ آنکھہ ہمارے — یہ تیری انگوٹھی کسی سیاہ دی نے جڑی ہے

گھبراکے وہ اوٹھہ جاتین تھے ای جوش تمنا — کیون فوج کی فوج آگی بہلا ٹوٹ پڑی ہے

بیوجہ نہین ہے یہ پریشان نظری نطق
کیا مجہ سی چھپاتے ہو کہین آنکھہ لڑی ہے

تب سے مجہی چڑہ آئی بدن پر جو پڑی ہے — کچہ دہوپ سے بہی چاندنی فرقت کی کڑی ہے

لاغر ہوں نہین ایسا کہ دکہائی نہین دیتا — آئی تو ہی حیران بہی پر موت کہڑی ہے

بیتاب ہیں وہ بہی کہ بیتابی دل سے — کیا میری خبر لین گے اونہین اپنی پڑی ہے

شوخی نہ شرارت نہ کرشمہ نہ اشارت — آہو کی فقط دیکھنی مین آنکھہ بڑی ہی

ممکن نہین تعریف کسی اہل سخن سے — چھوٹی سی تیری منہ کی صنم بات بڑی ہے

آغاز شب غم کی حقیقت تو بیان کر — ای خضر سنا ہی کہ تری عمر بڑی ہے

دم بہر مین تبٹ لیتی جان ہوا آپ — ای موج عبث بیچ مین تو ہاند پڑی ہے

ای روح یہان جسم نے سی بلبلی جنت — اوس حور کے کوچے مین مری لاش گڑی ہے

سنتا نہین کوئی شب غم کسکو پکارون — یہ کیسی مرے ساری خدائی مین پڑی ہے

طوفان طبیعت ہی روانی مین تری نطق
ہر بحر غزل جاکی سمندر سے لڑی ہے

جب کبہی شام کو وہ آئنہ لیکر بیٹھے — سیر گلشن رخ گلرنگ سے کی گہر بیٹھے

مخزن نکات

۱۷۶

پھوٹ پھوٹ اس قدر را جہاں نہین تیرا رونا
چاہتا تھا نہ تری زہر سے دل جانیکو
اسکے پاس آج تو کل اوسکے یہان ہی فرہیا
اونکی خاطر کو گران تجہکے وفاکو بھاری
اثر نالہ سے وابستہ درد الفت ہے
ایلچی راحت دل اوس سے نہ کچھ خوف کرو
قہر ای گل ہی کہ بلبل کو ملی کنج قفس
کچھ نہ وحشت مین غزالون ہی نے شرکت دیا
تجہو سے بجز جہان گزران جب دیکھا
یہ خط سبز نہین اونکی لبونکے نزدیک
اتنی طاقت ترے آنی سی بدن مین آئی
دلکی ہی حیرت سی لف کی جس حلقی مین
اس نگاہ غلط انداز سی کیا تسکین ہو
تجہکے پاس اکیلا نہ اوسی چھوڑ سکے
گھر سے نکلے شب وعدہ کبھی ہو کر بیتاب
ضبط گریہ سے ہی گھٹتا مجھے دل کا ہر دم

دیکھ ای دیدہ گریان نہ کہین گھر بیٹھے
رات کو ہم کوئی سو مرتبہ اوٹھکر بیٹھے
بیسواوہ ہی کہ ایسے نہ کبھی گھر بیٹھے
خاک ہم ہوئے وہان تھکے جو تیھر بیٹھے
دل سے نکلی اگر ای جان تو دل پر بیٹھے
نامہ دی ہاتھ پر اوس بت کی کبوتر بیٹھے
شبنم آغوش مین ہو خار برابر بیٹھے
سامنے میرے بگولے ہی تو اوٹھکر بیٹھے
ایک ہی ناؤ مین تھی خضر و سکندر بیٹھے
حضرت خضر ہین گویا لب کوثر بیٹھے
آج مدت مین ہم اوٹھکر بیستر بیٹھے
خوب ہی بیٹھتی ہی نرد یہ جس گھر بیٹھے
تیر ایسا تو لگا جو مری دل پر بیٹھے
رشک کے صدمے اوٹھاتی ہی شب بہر بیٹھے
ہو کے مایوس کبھی جا کی پھر اندر بیٹھے
اسمین کچھ شک نہین پائی جو مرے گھر بیٹھے

نطق کہل جاہی ہماری رگ جان کی قسمت
اگر اوسپر مژہ یار کا نشتر بیٹھے

زخم دل گو یا نہین بیرشا کے بیدادی ہی
دیکھ منھ کھولی ہوئی لب تشنہ فریادی ہی

کسلیے منت گزارا پنا دل ناشاد ہے
بیستون اوس کشتۂ بیداد کی روداد ہی
اور تو کھلتی نہیں کوئی کھلی رہتی ہے وہ
وصل کا وعدہ وفا ہوتی کبھی دیکھا نہیں
آرزوی وصل سی گلشن میں مرا ہی رنگ ہے
اشک کا قطرہ ہی جب شہر اگر رون کس کا گلہ
جونہ یاد آئی کبھی ہمکو وہ ہی ہندیکا نام
جو نہیں منت کش ایفا وہ وعدہ ہے ترا
تم یہ سمجھین لیکہ جو بیداد کو بھی سمجھو ناز
ایڑیون تک بال رکھے سنبل گیسو کی رسا
ہشت مین آ آگی ہمت کر سکے گی کبر و غرور

نظم

مشت خاک اپنی کدورت کی ہے یہ بھی سیاہ بہین
سایہ یان ہر دم ہی تہ او ... بیاجا کا
لوگ کے کا رشتہ پہر دیتین ہیں توڑ دو
دمیان ہین ... کی آزردگی لائی ہے
بیار سے میری گلی میں شب یا بھی الٹی
ہلال عید قربان کی طرح ...
شاد تو دل ای شیر گریبان شاد یا ناشاد تہا

ہمکو شاید کاوش مژگان جانان یاد ہے
اس قدر نشتر ہے جیسا گویا دل فرہاد ہے
ہم تم قربانی ہیکو مچو رخ جلاد ہے
ناز رکھیے ہمکو ... خوب ... یاد ہے
روی گل پہ شبنم ہی سے آغوش میں ...
تنگ سی گزبا ولا تقدیر کی افتاد ہے
جو کبھی بھولی نہ مجھکو وہ تمہاری یاد ہے
جو نہیں ممنون اثر کی وہ مری فریاد ہے
ہم یہ نازک دل کہ ہمکو ناز بھی بیداد ہے
خوب چھاجاتی جو کبھی ... یاد ہے
کعبے کی ...
مرغ دل ہشیار رہنا گھات میں صیاد ہے
اپنی آہ ... بنیاد ہے
ایسی کیا ہم دیوانی ہین جسکے پری ہمزاد ہے
وہ نئی ایجاد دیکھا دیتا ایجاد ہے
جاتی ہین وہ ... کو ... ہے
رزق کی ... یاد ہے
پھر لب ... مبارک باد ہے
شاد ... ناشاد ہے

سرفرازی اور تقدیم اس سے ہی ابجد مین نطق
ایک نقطے کا نہین یا سبتدا الف از اد ہے

اے قتل مجھے کرتے جی مین اگر آئے
یہ آہ غضب ہے جو کہین بات پہ آئے
پتھر کے بھی لب ہین او تھا صد مہ دوری
او ستاد تھا جو کا نہ شب وصل سحر تک
گھبراتی ہی پھر اپنی طبیعت کئی دن سے
یار آتا ہے یار آتا ہے رٹ لگ گئی ہے دلکو
شیشے مین پری خوب تصور نے اوتار
ہنستا ہوا شاید کہ وہ گل ہو کے اٹھا ہی
وہ زلف بہت بڑھ کے نچلے خیر نہین ہے
وہ بھی جو مجھے کرنے لگین پیار غضب کیا
جب غیر کو بھر بھر کے دیئے جام عنایت
سو نا زسے رکھین گے قدم جب اوٹھا کر
اللہ ری روانی تری شمشیر نگہ کے
فریاد سے اپنے او نہین آزردہ جو پایا
کمبخت ہمیں نے نہین آکے سنائے
منہ سے ہی لیا پر نہ چھپا راز محبت
بار ہی خلش غم سے کہلا ہے ابھی باقی

اچھا ہی ہوا کیا جو طبیعت ادھر آئے
دیکھی گا کہ ڈر نکلے ترے دلمین ہر آئے
منہ تیرا پھرا آئینے کے آنکھ بھر آئے
ایک آہ رہ یا جام او نہین کچھ شرم اگر آئے
بس آج ہی کل سنیو کسی شوخ پر آئے
سچا ہی یہ طائر مجھے سچے خبر آئے
ڈھین مری تصویر پر مر واو تو آئے
دامن مین بھر پھول جو باد سحر آئے
جس ور کسی پیچ مین نازک کمر آئے
اب غم کے بدولت مری رنگت نکھر آئے
حسرت کے مرے دل کی طرح آنکھ بھر آئے
تو آبھی یہان اٹھ لنی اجل بیشتر آئے
سر پر تو لبس ہتے ہین کہ سوچین کدھر آئے
آگے نہ بڑھی آہ فلک سے اوتر آئے
بس نکلی جیسے ہو گئے سن جو خبر آئے
غماز جمو بنتی ہوئی مشہور کر آئے
آنکھو نسی بہا خون تو دل کی خبر آئے

ادا نہیں

ظاہر ہے رسم خصت جانان جو تعلق تھا
بے سود ہین اب آپکی پند رز و نصائح
اوس تک تنک ...
دیکھو تو ہمین ...

با این ہمہ ضبط آنکہ مری پھر بھی بھر آئے
ناصح یہ طبیعت ہی بس آ ہی جد بھر آئے
نکرائے لب بام سے ناکام اوتر آئے
آنکھ کے دریا مین ہی کیا چیز اوبھر آئے

خالی پھری وہ نگہ ناز کبھی نطق
کچھ طاقت دل لی ہی گئی جب بھر آئے

شکل یہ آہ بے اثر کے ہے
بیٹھے ہون سایۂ مغیلان مین
میرے درد جگر سے واقف ہو
حسن ہے خانہ زاد صاحب کا
داستان دراز ہجر فراق
شمع سوز و گداز کے ہے گواہ
دن جدائی کا روز محشر تھا

اوسکو ... ہی ہوا ... کے ہے
ای جنون دھوپ دوپہر کے ہے
ہر گھڑی آہ نے خبر کے ہے
دلربائی کنیز گھر کے ہے
ایک نالے مین مختصر کے ہے
پوچھیے کس طرح سحر کے ہے
دھوپ کیا مشکلو تنی سر کے ہے

ذنکو نومیدی اور شکوہ یاس
نطق نے عمر یون بسر کے ہے

دیکھ اے دل وہ یار کا گھر ہے
نہین نسبت ترے ذو ٹھو ہے
نیکیان کر رہی ہین حسن عمل
پہنچے ایڑی تک اوس صبیح کی زلف

اے ساقی ترا مقدر ہے
چاندنی ایک میلی چادر ہے
گور ہمکو کنار مادر ہے
راتدن اندنون برابر ہے

بوسہ گالی جو ہون لب دو ...

ایک تو جھوٹا وعدہ کرتے ہو
کیون ہوون آپ کیون اوٹھاتی ہین
بند مٹھی ہے غنچۂ گل کے
قمریان ہین تعلیون کی ہزار
ہر کنائے مین ایک شارہ جدا
وقت فرصت کبھی سناؤنگا

دوسری ہاتھ میرے سر پر ہے
یہ گلی ہے کہ آپ کا گھر ہے
ہر کسیکو محبت زر ہے
کب صنوبر ترے برابر ہے
ہر ادا مین ادای دیگر ہے
شوق کا میرے ایک دفتر ہے

میرے آہ و فغان کی آگے نطق
کان کے بات شور محشر ہے

ادہر ہم آئی ادہر آپ کو ملال ہوئے
ہوا یہ طول شب غم سفید بال ہوئے
خدا ہی خضر کرے عمر پیچ و غم کے دراز
کچہ انتہا ہے شب ہجر کے نہین معلوم
کہان ہے آج لگاوٹ کی ہی حضور نگاہ
تمہاری تیغ نے مریخ سے لڑائی آنکھ
مجال کیا کہ گلی مین بہٹک سکین عاشق
غرور و نخوت الگ ہے جفا ہی جور الگ
تمہارے رقص نے بسمل کا رقص کھلایا
مریض خال تھی ماری قضا کی گولی کے
لطافتین یہ بدن مین شباب نے بھر دین

نہ آدمی ہوئی کوئی برا خیال ہوئے
جو قرن ہوگئین گھڑیان تو لمحی سال ہوئے
کہ وقت بد مین ہماری شریک حال ہوئے
ہوئی نہ رات تری لیلی بال ہوئے
کدہر گئی وہ چھری جس سے ہم حلال ہوئے
ہماری خون سی جوہر جو لال لال ہوئے
بنے ہین شیر یہ کتنی ترے مہمان ہوئے
برا ہوا جو یہ انسان خوش جمال ہوئے
ادہر تو تاتہ ادہٹا لوگ و دہر حلال ہوئے
بہت سے مر گئے اچھی خال خال ہوئے
وہ نرم نرم کف پا تری کی گال ہوئے

لگے جو تیر وں کو تیرے تو یہ صدا آئے	پہلی یہ خوب ہمیں پہل بہت نہال ہوئے
یہ کل کی بات ہی آپ اسکو بھولی ہیں	مری ہوئی ہیں گویا ہزار سال ہوئے
وہ ناتوان ہیں وحشی تھا مثل نکہت گل	کہ موجہ ہای نسیم بہار جال ہوئے

گڑی ہیں کشتۂ ابرو اوسی گلی میں ناطق
بہشت کے وہ ہوئے خاک جو حلال ہوئے

غافل نہیں ہوں خواب میں تیری خیال سے	ہے بند آنکھ باز نہیں دیکھ بھال سے
وحشت ٹپک رہی ہی مری جان و حال سے	نقش قدم لڑاتی ہیں آنکھیں غزال سے
نکلا پھڑک کی دام سے گیسو کے مرغ دل	کیا صاف بال بال بچا بال بال سے
ای زرد رو خزان مجھے بتلا تو کیا ہوے	وہ سبز سبز پتے نہیں گل لال لال سے
بکھرے ہوئے وہ زلف ہے مجموعۂ بلا	اندیشۂ جان کا ہی مجھے بال بال سے
دکھلا کے تل ہلاک کیا دو سے مجھے	گولی کا تم نشانہ اوڑاتی ہو خال سے
پنجہ خدا نے مہر سا اوس بت کو دکی ہیں	متھا ہے ہتھیلیان ناخن ہلال سے
ہم قیمت اوسکی توڑ دیں بازار مصر میں	کوئی جو آبگینہ لڑا دی سفال سے
کیا پوچھتا ہے داغ جگر کے چراغ کا	روشن ہوا ہے آپکے شمع جمال سے
ہو ہوئے خاک عشق کے ہوا سی اوڑا اوڑ گئے	دنیا بھی ہم نکل گئی گرد ملال سے
ہر نقش پا میں نقشہ ہے نقش مزار کا	ہر ہر قدم پہ بیٹھے ہیں جو ظالم کی چال سے

پہونچیں گی ایکدن وہ نظارے کی جرم پر
آنکھوں کو ناطق رو دو گی اس دیکھ بھال سے

دل سی بھولا نہ کبھی ظلم ہی سی لطف کرم سہی	یہ بھی ہیں نہیں سہی جور سہی ستم سہے

پھر کو آخر آئے ہیں قبر مری قریب ہے
صبح کو شام کرنے کو شام کو صبح کرنیکو
ہمسے حضور ہر گھڑی ظلم سہا نجا سکا
غیر کا کرنہ انتظار وہ جو نہ آیا جانے دے
بیٹھے گئی جہان میں عمر دوزہ کاٹ دے
چاہیے پھر نہ آئے آنے کو کہے جاہیے
کل ہی جو ہو چکے ہیں جو نہ تھے قسم ہی
خوب کہی سنی کی کیوں نہ سہیں اور ہے
کرنے جو خوش کبھی کبھی بیچ کی جگہ ہی تھی
خود مجھے فکر ہے کے تیغ کاٹ کر دو سر گئے
عفو کرو ہوئی خطا منہ تھی ہیں نکل گیا

رخصت او نہیں جو ناز دی اور بہی قدم ہے
چاہیے ہمکو شغل کچھ ہو نہ خوشی تو غم سہی
لطف اگر ہو دو پھر جور ہی کوئی دم سہی
اوسکی جگہ پر ای صنم آج کی بات ہم سہی
قید مکان نہیں ہی کچھ دیر نہیں حرم سہی
دلکو اسی سے ہوش گرین وعدہ ہو کوا دم
کیا یہ کہا حضور نے قول سہی قسم سہے
جور و جفا جو ہمنے کی کون ای صنم سہی
آپکا غم نہیں بلا کسی کا غم سہے
خوب ہوا کسی ہے ذبح تیغ جفا علم سہے
تو نہ خفا ہو بیوفا آپ نہیں ہیں ہم سہے

نعمہ نے نہیں ہے آہ ذوق ہو صبح ہمکو نطق
کام فقط اثر سے ہی دم میں اثر ہو دم سہی

ابی کیا کیا ہیں خیال اور جو یار آ جائے
دم میں اوس شوخ کے یوں تجربہ کار آ جائے
تو مری جذب ہے صیاد نہیں جو واقف ہے
چہچہاتی ہوئی آجائیں ہزاروں بلبل
کامیابی کی نہیں طالع بد سے امید
خوار و رسوا نکرای جوشش وحشت اتنا

کچھ نہو عیب ہیں ایسا دل زار آ جائے
ہٹ گئی دل حیف ہی پھر دو سر بار آ جائے
ہیں جو چاہوں تو قفس ہی میں بہار آ جائے
تم اگر جاؤ تو گلشن میں بہار آ جائے
جاؤ نہیں ہوش ہی الغرض جو یار آ جائے
کہیں ایسا نہو اوس شوخ کو عار آ جائے

ہی پوری نہ مری آرزوی مرگ ہی ہو
بخت برگشتہ کی تاثیر سے منہ پہیرین وہ
چھیڑتا ہون اوسی خلوت مین اکیلا پاکر
ہمکناری کی تف سینہ ہے مانع شب وصل
ستم وجور کا بدلا ہو تلافی غم کے
وہ جلین دل کی شب ہجر عیاذاً باللہ
پہرے آپ نے نازک کو ہوائے گلگشت
بیٹھے ہین وہ لب بام اسی تاک مین ہم

وہ چہری لیکی اوٹھین اور بیمار آجائے
سامنے یار مین میرا جو مزار آجائے
کیا مزہ ہو جو مری مین یار آجائے
ڈر ہے اونکو نہ حرارت سی بخار آجائے
پوچھنا کیا ہے جو پہیر دل یار آجائے
دہیان اب اوسکا جو آجائے بخار آجائے
گرمی آتش گل سے نہ بخار آجائے
مار لین کوی گلی مین جو شکار آجائے

ہائے جیتے ہی ہم خاک برابر ہو گئے ہین
خاک ہے اپنے اوسے نطق بخار آجائے

اک تو ہنسنے والی تہی عہد شباب کے
دستار پاک شیخ فضیلت مآب کے
دو چار ولئے آپکو پاتا ہون عیش مین
آیا ہو تمھین کسی ہی نکیرین وٹھہ کر
ہوسے گا بوسہ لب شیرین کا سبب
لخت دل و جگر ہین برابر گنتی ہوئے
ہون محض ہیچ کارہ نہ دنیا نہ دین کا
مجہ رند کا مزاج ہی ساقی بہت لطیف
یارب ہون کیون حریص مے ناب ستقہ

میخانے سے شیخ لی ہی تہی بو شراب کے
رندون نے لا کے بیچ سی ہین سر شراب کے
اودتری نگر شہ ہوتی حضرت شباب کے
جاؤ نہین ہے تاب سوال و جواب کے
کہتی کریگی انت جو ترشی عتاب کے
ہر آہ گرم سیخ ہی گویا کباب کے
مجھکو بنا کی خاک ہی ہتی خراب کے
کافی ہی بہر نشہ مجھے بو شراب کے
دایہ نے دی ہی کیا مجہی گھٹی شراب کے

دیوانہ کر دیا ہے کسی چشم مست نے
زنجیر چاہیئے مجھے موج شراب کے

لایا ہے ایسے وادی تفسیدہ میں جنون
ہر ذرہ میں جہان ہے تپش آفتاب کے

طفلی سے ساقیا ہی مجھے ذوق میکشی
انگلی کے بدلے منہ میں قلم تھی شراب کے

اگر مقطع کہین تا کہ لکھون دوسری غزل
ساقی سے التجا ہے دوبارہ شراب کے

چادر جب نکلی رخ سے وہ شادی نقاب کے
اوٹ آئینے نے لا کے کھڑی کی حجاب کے

سنہمی ٹہرتے ہے یہ دل پر اضطراب کے
بجلی بھی بھاگی چھوڑ کے کملی سحاب کے

رکہدیجئے کتاب حساب و کتاب کے
کچہ کمتی تیغ جی کرم بے حساب کے

اے بحر حسن رات جو تڑپا ترے لیئے
زنجیر برق موج ہی اضطراب کے

دیکھو ہماری دست درازی شوق کو
وہ شوخ خیر مانگ رہا ہے نقاب کے

کسکی گلی سے ہای اڑایا مرا غبار
دیکھو صبا نے کیا مری مٹی خراب کے

اے عاشقان خستہ کو در گذر کیا کہین
خود داو کی گھر ہے فاتحہ خوانی شباب کے

او شہسوار تو نے نکالا نہین ہے پانون
تیلی نکل پڑی ہے یہ چشم رکاب کے

عالم مین تیرے روی مخطط کا شور ہے
ہے دہوم اس ہی صاحب کتاب کے

بوٹے ہین کاٹی حق مین تری تیری جور کے
یہ جا نہین ہے او تری تیغ آیت عذاب کے

مارا ہی بن مین گور و کفن ہے نہین نصیب
تو نے تو ای قضا مری مٹی خراب کے

نیچی نگاہین طائر دل کے ہین گھات مین
ٹٹی شکار کی ہی یہ ٹٹی حجاب کے

دیکھو وسی گلی مین اگر ہی تلاش خلق
رہنی کی ہے جگہ وہی خانہ خراب کے

الم بھول گئی

بزم سخن میں جو یہ ہے ازدحام کے
گر وقف آپ سمجھے خوش نیلام کے
گذرا شباب حسن میں اب وہ چمک کہان
کیا بات اون سے تکی ہی قربان جائی
الواای آسے ہے تو زبانی عدو کی ای
چاہیے خدا لگاو سکی اچھی چشم مست اگر ہے
تیغ نگاہ ناز سے عالم کیا ہلاک
بعد فنا بھی گور میں پڑتا ہے زلزلہ
کرتے ہوی کے غیر و ہنین تم بی مجا بیا
پی پی ہی کہتے کہتے پپیہی نے جان دے

شیرینی آج سنتے ہے اپنی کلام کے
جلا در کہہ سبیل شہید و نکی نام کے
برق جمال دیکھئے بجلے ہے آم کے
ہے آرزو کلیم کو سننے کلام کے
مدت میں تو اُنے بہ تمنا پیام کے
ساقی کے اختیار میں گردش ہی جام کے
ترکان چشم یار نے ترکی تمام کے
آتی ہے یاد جب بت محشر خرام کے
اسواسطے خدا نے تو ہے حرام کے
رٹ لگ گئے تھے یارب اوسی کس کے نام کے

دل ہو نکار کشمکش آرزو سے تنگ
تلوار جب ہے تو خبر لے نیام کے

ٹھہرانے سے نقاب اب قتل عام ہے
آتی ہے اونکی جہنجہ نی صبح اپنی شام کے
باندہے ہی الیسی بخل پر احباب نے کمر
تو اوسنے جا گئی وہ آغوش غیر میں
طفلی ہے ایک وہی کتابے کا شوق ہے
لائین کہانتی نالہ بلبل کا وہ دماغ
تم دیکہنا کہ حشر میں محشر بپا ہوا

سفا کیان ہین تیغ سے بڑھ کر نیام کے
سوجھی تھی اچھی جلد اوسی انتقام کے
دینے کے نام داد نہ دین یہ کلام کے
نیند اونکی بیچ تا لون نی اچھی حرام کے
لے بیٹھے بوستان جو گلستان تمام کے
ہو بو گل سے جلنو شکایت زکام کے
امت او سکی جو عشق علیہ السلام کے

بدخو ہو جو حسین نہ چاہوں اوسی کبھی
مین شکل دیکھتا نہین صورت حرام کے

صاحب کا بندہ حسن ہے پر اعتبار کیا
مشہور ہے فرار ہے عادت غلام کے

آتے نہین پوچھنے وہ مرے حال زار کو
جب بس چلے کر اب نہین طاقت کلام کے

اونکی حضور رکتی ہے جنبش نہین ہے نطق
میرے زبان منہ مین نہین میرے کام کے

حجاب چھوڑ کر اب دلبری دکھا کے
خیال یار کا رہتا ہے رات دن دل کو
زوال حسن نے کھینچا او نہین شکنجے مین
وہ آج کون ہے اوسکے تلاش کو بھیرے
یہ زخم سینے مین پایا مزہ کہ روح ای ترک
نگاہ شوق سے آزار سو طرح تجھے کا
یا الٰہی ابھی ہون نے نہ ایک دل چھوڑا
تڑپ تڑپ کے مرا تھا جہاں کشتہ یار
نہ معجزے سی جیے گا نگاہ کا مارا
پکارتا ہے یہ اوسکا کرم کرین خدا مین
غم فراق سے دور شراب مین ساقی
بتذکرہ ہو سے لیے ایک ہی تہین سنی
یہ عشق کی غمزے ہی کچھ تھی جو ہم ہی کچھ ہو گئے
یہ عذر ننگ و نامی اجی بہت معقول

مرے بغل مین نہ تصویر بن دکھا کے
بیٹھے بغل ہی مین بیٹھے تھے اپنی پیار کے
شباب کے نہ وہ شوخی رہے نہ جلا کے
وہ شوخ حسن ہے دولت ہوا ہی بنا کے
شکار گاہ مین بن بن کی آہو آ کے
یہ نازکی تیرے گالون کی کب ہے پیار کے
حیاء و شرم نے پیدا کی اور رجھا کے
ہزار سال و ہان ہنسی ہی بہا کے
یہ سحر بات تمھو ہے تمہین مسیحا کے
نہ آج فکر کرو باز پرس فردا کے
یہ بجلیان مجھے ولوا رہی ہین مینا کے
او جنہے کام نہ نکلا بغیر بینا کے
ہماری سادہ دلی سمجھی اونکی جا لاکی
نہ بات کرنے کے کیا خوب بات بنا کے

میں دیکھتا تھا کہ اونکو حجاب آتا تھا
چلی تھی بات کو کچھ بات نطق شیدا کے

بہار رنگ بوی گلستن اوس سے	مرا دل بلبل اوسکا شیون اوس سے
وہ نطق ای بت کہ ہی بیدار گلشن اوس سے	ہوئی ایجاد طرز شیون اوس سے
وہ رخ روشن کہ دل ہی روشن اوس سے	چراغ داغ میں ہے روغن اوس سے
سلامت تیری تیغ زخم باران	کہ سینہ کے تقاضا گلشن اوس سے
جنون وہ ام خرد پایندہ یارب	رفو اس سے ہے چاک دامن اوس سے
مرا صبر آپ کا جلوہ ہمیشہ	کہ برق اس سے ہی جمع خرمن اوس سے
اوسی گل کے چمن کا خار غم ہی	چھڑاؤن کیسی ولی انکا دامن اوس سے
الہی ٹوٹ جائے پہلو نکا تار	ہوئی جاتی ہے جم وہ گردن اوس سے
وہ جس سے برق بھی شوخی مین ہے مات	کٹا روتی تڑپتے ساون اوس سے
وفا اس مین اوس مین پھر بھی یارب	وہ خوش دشمن ہے خوش دشمن اوس سے
رہی عمر ہی تک یارب خوش کشادی	کمان ہو گئی ہے تیر افگن اوس سے
اگر بولے تری آنکھونکا جادو	زبان معجزہ ہوا الکن اوس سے
نہین میرا تو کیا دشمن کا ہو گا	مین ہوتا کس وفا پہ بدظن اوس سے
بہار بیخزان جلوہ تمہارا	مرا دیدہ مرا دل گلشن اوس سے
تمہاری راہ مین جو خاک ہو جائے	ستم ہے تم بچاؤ دامن اوس سے

خدا شاہد ہی تیرا ہو رہا نطق
رہا کر تو نہ اتنا بدظن اوس سے

بات ہوتی ہے

میٹھی اوس لب کی بات ہوتی ہے
بات گویا نبات ہوتی ہے
تیری قدرت سے اور ہی خالق

ہم اہل غم سے ہیں ہمیں ماتم پسند ہے
چاندون میں صرف ماہ محرم پسند ہے

سوز درون ہی گریہ دمادم پسند ہے
گرمی میں ہمکو بارش پیہم پسند ہے

گو حال بد ہی پر ہی ہیچ واہم ایک تک پہ
گل کی ہنسی ہی گریۂ شبنم پسند ہے

پیدا ہوا جو ظلم تعب فعل ستم جفا
یہ سب عیوب اور ہمیں ہیں تا ہم پسند ہے

جنت مبارک اہل تنعم کو زاہدو
ہمسے بلا کشونکو جہنم پسند ہے

کس قسم کے ہیں اہل محبت میں آدمی
ہمکو تو بہت پسند خوشی کم پسند ہے

اپنا عدو ہمیں رشک کا مارا کسی تھا ون
نام خدا وہ شوخ تو عالم پسند ہے

ہوا وصل ہی ہن کا وصف ہمیں تیغ ابرو
یہ بات اہل راز کو مبہم پسند ہے

جھوٹا ہی عدہ یار کا ہم کیوں نہ مان لیں
بیتاب دلکی دینے کو یہ دم پسند ہے

ای طفل ترک جنبش ابرو دکھائیو
اس کج کا ہمکو چیں و خم پسند ہے

ملتی ہی لطف یار سے عزت دراز باد
ہمکو یہ تیرا طول شب غم پسند ہے

زاہد بد مذاق کا مارا ہوا ہے مونہہ
جو چیز ہے مزہ کی بہت کم پسند ہے

ڈالون گلی میں جھ کو پھانسی ہمیں نہیں
اتنا کسی کا گیسوی پر خم پسند ہے

رکھتا نہو جو دردی بیتاب بیقرار
ہان ایسی زخم پر ہمیں مرہم پسند ہے

ہمکو ہلال عید مبارک ہو زاہدو
ہمکو ستمگر کا ابروی پر خم پسند ہے

ابرو پہ کبھی نگاہ سے کیجے نگاہ
کیون آپکو ہلاک دو عالم پسند ہے

کیا طعن ای ملائکہ ای دیو کیوں حسد
خالق کو جبکہ خلقت آدم پسند ہے

ای شوق ایک عمر سے ہی ربط باہمی
ہم تمکو ہین پسند ہمیں تم پسند ہے

نکلا ہوں گھر سے داغ عزیزاں لئے ہوئے
بن کو چلا ہوں گنج فراواں لئے ہوئے

کچھ پاس بھی ہے تا امید وصال کے
پہلو نہیں کا بھی ہے تیر پیکان لئے ہوئے

بیتاب ہو کی خوار نہو بزم یار میں
ہاں آپکو ذرا دل ناداں لئے ہوئے

کہتا نہیں ہے تلخی غم کس بلا کے ہے
بیٹھا ہے ہڈیاں سگ جاناں لئے ہوئے

گھر والی گھر میں تنگ ہیں باہر خفا ہیں غیر
جاؤں کہاں یہ جی دل نالاں لئے ہوئے

ابر سفید چاند پر آیا تو شک ہوا
منہ پر وہ مہ ہے گوشہ داماں لئے ہوئے

کس کس کو دینگے اشک کے دل خوں ہے بوند بوند
جاتی ہیں کیا صف مژگاں لئے ہوئے

باد صبا مجھ آج تو اترائی آتے ہے
شاید ہی بوی گیسوی جاناں لئے ہوئے

ہم باغ جاکی سیب ہی توڑ لائیں گے
بیٹھے رہو تم اپنا زنخداں لئے ہوئے

غیروں کو اوس گلی سے نکالا ہے یار نا
چھٹے ہوئے ہیں معرکی میداں لئے ہوئے

آنکھوں نکا کسکے کشور دل پر ہے عزم تاخت
ہیں لیس سپہیان صف مژگاں لئے ہوئے

جھوکا کوئی ادھر کو بھی اے باد صبح گاہ
سوتی ہیں منہ پر اپنی وہ داماں لئے ہوئے

پہلو اگرچہ لاکھوں ہیں نکلے امید کے
لیکن یہ تا ہیں جانب حرماں لئے ہوئے

رو کیا ہوں پردہ نشینوں کے واسطے
آنکھوں پر اپنے گوشہ داماں لئے ہوئے

شاید چمن میں نطق نغز لخواں ہے اے صبا
بیٹھے ہیں دم جو مرغ خوش الحان لئے ہوئے

تری نگاہ پیسی سیدھی سی الیسی ایجان ہے
نگہ کا آنکھ میں ہر تار موی مژگاں ہے

ہمیشہ سے خیال خرام جاناں ہے
ہمارا عرصۂ دل تو محشرستان ہے

لگی ہیں آنکھیں تری خط سی خوش نگاہ ہوکے
یہ سبزہ زار نگر متیغ تو الالان ہے

ہوا باقی

جل ہاجس ... باقی

[illegible]

یہ چھیڑ چھاڑ دکھائی ہے دل کی پھوڑے کو
تری جو بات ہی نشتر ہے رگ جان ہے

تو میری جان ہے تجھ سی ہی زندگی میری
تو مجھ سی ہجر کے مانند کیون گریزان ہے

اوٹھے جو فتنہ و آشوب وہ نہیں اوٹھی تھی
لگے حضور کے ہی یا کہ محشرستان ہے

میں جانتا ہوں حقیقت جہان فانی کے
ہی ایک خواب سو وہ خواب بھی پریشان ہے

چھپائیں کیسی شب غم کا سوز مثل چراغ
زبان زبانی کی صورت شرار افشان ہے

ہم اوسکے یاد میں دونون جہان بھولے
بجا ہے کہیے جو ابرو کو طاق نسیان ہے

ادہر ہی جلوہ کہ اوڑ جائیں اشک کے
تو مہر اور مری آنکھ شبنمستان ہے

حضور خانۂ دل میں کبھی کرم فرمائیں
بہت دلو نسی یہ حسرت پرست مہمان ہے

کبھی جو چاہیگا جی کس سے اشک پوچھونگا
نہ آستین ہی پاس ہے نہ دامان ہے

رہا تپاک نہ ظاہر میں جب تو دل نے مجھے
دیا یہ ہم کو دہ نہیں تجھسی لطف پنہان ہے

ادہر او دہر وہ نظر کرکے دیکھتے ہیں مجھے
اس التفات سے ظاہر ہے لطف پنہان ہے

ہوا ہے محو ترے شکل دیکھکر صانع
اس آئینے کا خود آئینہ ساز حیران ہے

تری گلی ہی چمن جسکے عندلیب ای گلرو
ہزار شوق سے بلبل صفت غزلخوان ہے

شگفتہ تیری نور سے رنگ گلستان ہو رہے
جلوۂ گل تہا ہی پہونکا چراغان ہو رہے

نے کے جان پوچھو وہ جان جہان جان ہو رہے
گو نہیں ہے پر کہون ان سے نادان ہو رہے

شوق کی ماری وہ دونون ہو گئی بیتاب ایک
کون اب بتلا سکے دل اور پیکان ہو رہے

آدمی رستی ہیں جس سے اس سے ڈرتی ہیں ملک
نار دوزخ اور شی ہے آہ سوزان ہو رہے

داغ کہا دیتی ہیں وہ بین نالہ ارباب درد
زمزمہ سنجی تری مرغ گلستان ہو رہے

[illegible]

اب جو تجھسی لو لگی ہے ای چراغ بزم حسن
جام گردان کی جلوہ فقط دل ہی نہین
جانتے تھی نہی ہی لکو خراب جلوہ ہم
دور اوس قاتل کا آیا بگنیہ پیر ہو گی قتل
تیرے انداز سخن سے کیون نہو بلبل کو وصل
سیر ہوتا ہی کہین عاشق کا جی معشوق سی
محو آئینہ جو ہر دم دلبر خود بین ہے
خار خار عشق کی کانٹی تو نکلے دل سے سب
یہ تو میر بوسہ باقی دیا ہی آپ نے
اب جو خواب گل کا رہ سے کی آتا ہی خیال

دیدۂ پروانہ مین نور چراغان اور ہے
آئینہ دار تماشا چشم حیران اور ہے
اب جو دیکھا آئنہ سی خانہ ویران اور ہے
داخلا تجھ بین سا ہی گنج شہیدان اور ہے
اور وہ کل سے نہین تھی آج کی تان اور ہے
لا کہ حسرت تو نکالی تو تسلی یان اور ہے
وہ یہ کیا جانی کہ میرا کوئی حیران اور ہے
ایک کانٹا سا خیال نوک مژگان اور ہے
اور اپنی طرف سی وہ تو احسان اور ہے
بخت خفتہ کیا کوئی خواب پریشان اور ہے

کل کی آفی پر اوسی لطف آج پیر جاتی دیا
آپ سے بڑھ کر کوئی دنیا مین نادان اور ہے

طاق مسجد اور ہی ابروی جانان اور ہی
اوسکے بوسے جان آئی اس سے یوسف مر گئے
اوسکے ہر حلقے مین ان بلبل کی آشیان
بجلیان اوس سے جو گرتی ہین تو اس سے تخت گل
اسمین ہین لاکھون کرشمی اوسمین چشمک
اسکا باعث ہی شہود اوسکا سبب مقصود ہی
کب نصیب او سکو ہو یہ شین ایسی نازک گلیان

لطف افشانی او ہی لطف چراغان اور ہے
سیب جنت اور ہی سیب زنخدان اور ہے
شاخ سنبل اور ہی گیسوی پیچان اور ہے
چشم گریان اور ہی ابر بہاران اور ہے
ابروی یار اور ہے شاخ غزالان اور ہے
کفر زندان اور ہی اہد کا ایمان اور ہے
تیرا چھلا اور ہے مہر سلیمان اور ہے

سو نگھنی ہے اوسکی سب تی ہین اسکو سونگھکر
سنگ وہ سختی سے ہی گلگت نرمی ہوی
اسمین نفرہ صبح رخ سے ہی پیشانی عیان
اوسمین ہو داغ جگر سودا اسمین شمع نور و
سفینہ گردون کو نسبت مہر سینے سی ہیں
سوختہ پروانی وسکی اسکی مرغ جان تنگ
میری مضمون بین جتنا اتاسخ کی مضمون بین ہیجا

مار پیچان ہو رہی گیسوی پیچان ہو رہے
لعل جانان ہو رہی لعل بدخشان ہو رہے
زلف جانان ہو رہی شام غریبان ہو رہے
جیب فانوس ہو رہی مہر اگریبان ہو رہی
داغ سوزان ہو رہی مہر درخشان ہو رہی
روی تابان ہو رہی شمع فروزان ہو رہی
وحی جبریل ہو رہی فکر سخن دان ہو رہی

سانپ بچھو اسمین ہین نازونعیم اوسمین ہین نطق
گنج قارون ہو رہی گنج شہیدان ہو رہے

وحشت دل سے اور نہ بہلتی دیکھے
مر کے بھی حسرت عاشق نہ نکلتے دیکھی
بیحیائی سے چلی پھر وہیت ہی کو ذلیل
سوختہ بختون کو بزم الم وعیش ہی ایک
اور آزار ہین وہ جنمین شفا ہوتی ہے
تربت عاشق دلسوختہ عارض پہ
نازکی ہی جاتی ہو مجھے کو دم وصل
گرمی عشق سے کسدرجہ طبیعت ہی گداز
مانع دید صفائی ہوے رخسارون کے
روبرو وہ میں یار یہ کھویا سا گیا

شاخ آہو نہ کبھی پھولتی پھلتے دیکھی
شمع پروانی کی چربی سے نہ جلتی دیکھی
جب یہ کمبخت طبیعت نہ بہلتی دیکھی
ہمنے تو شمع جہان دیکھی ہی جلتی دیکھے
عشق کی بگڑی طبیعت نہ سنبھلتی دیکھی
داغ حسرت کی سوا شمع نہ جلتی دیکھے
نات آغوش میں دشمن کی نہ ٹلتے دیکھے
رو دی ہمنے جہان شمع پگھلتے دیکھے
آنکھ پڑتی ہی نظر ہمنے بہلتے دیکھے
بات بھی منہ سے غنچے کے نکلتے دیکھے

بوسے وہ دیکی مجھے وصل مین بولی ای نطق
آج تو حسرت دل تو فی نکلتے دیکہے

کیون چرخ یہ سب عیش مانی کی لیٔی ہے
اوس خاک مین ہم کو نسی خوبی نہین پائی ہے
ای چرخ کسی نعمت الوان کی ہوس ہے
کہتے ہین جسے جذب وہ نوکر ہے ہمارا
سر آن ادا پر جو نکل جاتی ہین جانین
کیا بکہرے ہوئے بالو مین بیساختہ پن ہے
ہم لوگ بہی شاکی ہین سلف بہی ہی شاکی
خود رونے کو جلنے کو تو ای شمع بنے ہے

کیا جتنا ہی غم میری ہی کہا نیکے لیٔی ہے
جمعیت خرمن بہی واسطے کے لیٔے ہے
غم چیز مزے کے مرے کہانے کے لیٔے ہے
سب ہی اوٹہہ مین پوشیدہ بلانے کی لیٔی ہے
یہ حسن ہے یا موت زمانے کے لیٔے ہے
مشاطۂ صبا زلف بنانے کے لیٔے ہے
یا رب یہ وفا کسکے زمانے کے لیٔے ہے
رنج اور سکار ولانے کی جلانی لیٔے ہے

ای نطق نہ کچہ پوچہیے الفت کی شرارت
یہ دونون طرف آگ لگانے کے لیٔی ہے

تیرے ہے دم سے یار نہ کے کائنات ہے
بنت العنب ہے لطف اوٹہانی کی رات ہے
واقف نہین تو رمز تغافل سے ای رقیب
غم کہا گیا کہ داغ خدا جانی کیا ہوا
عالم مین آجکل عمل جذب لگی ہم
تاب قلق بیان نہین اور سیر ہے یہ ستم
ہون غش مین مجہکو لوگ لیٔے جاتی ہین کہان

دولہ اگر نہین ہے تو سونی برات ہے
پیر مغان کی گہر مرے جانے کی رات ہے
یہ خاص اونکے ناز کا ایک التفات ہے
پہلو مین دل نہین ہے عجب وار دات ہے
پریون کی روز اپنی یہان حاضرات ہے
وہ جاتے ہین اسکو قرار و ثبات ہے
دولہ کو یہ خبر نہین کسکی برات ہے

ہے بند تشنگان شہادت پہ آج کل
قاتل کا آب تیغ بھی آب فرات ہے

نیچی اون ابروؤں کی ہیں آنکھوں کی پتلیاں
کعبے کے زیر سایہ یہاں سومنات ہے

رند شراب خوار ہیں بخشش کے کون متکفل
تان ہے تو ایک ساقی کوثر کے ذات سے

جادو جگار ہے یہ تمہاری نگاہ ناز
مہر نہیں ہی آنکھوں میں جھگبٹ کی رات ہے

رسوا کبھی کا ہو گیا ہوتا حضور نطق
چپ ہے جنون عشق میں بس اتنی بات ہے

اوس سے میں کیا غیر بھی آفت میں ہے
ظلم کچھ حد ہی نہیں خلقت میں ہے

برق بنجاتی ہے جو موج اوٹھتی ہے
کس قدر شوخی تری رنگت میں ہے

کوچۂ جاناں میں پھرتا ہے عدو
سیر دیکھو دوزخی جنت میں ہے

کیوں نہ گانی کا سماں بندھ جائیگا
راگنی خود آپکے سنگت میں ہے

مار رکھے گی مجھے یاس ایکدن
تو تغافل کیش کس غفلت میں ہے

دیکھتا ہے تیغ مجھکو دیکھکر
ہای ظالم کیا تری نیت میں ہے

تیرے روزن میں ہی مرغ دل
آشیان طائر جان جنت میں ہے

جو حسین آیا نظر بس بس گیا
عشق بازی نطق کی طینت میں ہے

نکلا تو چمک کر ہے نکلنا نکل آئے
ای ماہ اگر چاند ہمارا نکل آئے

قد غم ہی شب غم میں مرے بخت سیہ کو
کیا تاب فلک پر کوئی تارا نکل آئے

جاتی ہیں ٹھہر جائیں تو نہیں غصہ ہی آجائے
گستاخی شب کا کہیں جھگڑا نکل آئے

یوں سونکا حساب آپ جو کرتے ہیں تو بہتر
شاید کوئی باقی ہے ہمارا نکل آئے

دل چھوڑ دی چل بک کے خیال اوسکی مژہ کا
ہے درد محبت کی جو یہ وزنہ ہے
بیتابی دل سی مجھی مجبور سمجھئے
وحشت کی یہ تاثیر ہے ٹھہری نہ ذرا بھی
گو ترک محبت سی ہوا فیصلہ لیکن
اللہ ری نزاکت جو پڑی چاندنی اوسپر
تم آکے سر گور بہت دیر نہ ٹھہرو
ہو ئے تری اے وحشت دل ا تنو ہیہو

پیکاں کہیں آہی سے یہ کانٹا نکل آئے
پہلو میں جو حق دل کی نہ پہوڑا نکل آئے
با این ہمہ اضطراب بھی جو نالا نکل آئے
صاف آئینے سے عکس جدا نکل آئے
پھر دل کی طرف سی جو نہ جھگڑا نکل آئے
رنگت متغیر ہو پسینا نکل آئے
بیتاب کہیں ہو کی نہ مردا نکل آئے
لی تو ڑکے سر خار کف پا نکل آئے

جھگڑا ابھی مٹی تعلق یہ ہر قسم کے قلق کا
اللہ کرے منہ سی کلیجا نکل آئے

رتبہ یہ ملا وحشت ابروئے صنم سے
محروم رہیں غیر ہوا ہیں لطف و کرم سی
جی دیتے ہیں جس پر ہے وہی جان کا دشمن
ہر وقت خیال آنکھوں میں لبیں ہے تصور
جب ہونگی نہ ہم لوگ یہ ہنگامی نہ ہونگی
وہ آنکھیں ہیں سرمئیں نظر کیا غضب آیا
رونے سے ہرے ہو گئی داغ جگر بھی
کچھ ہنسے سمجھائی اونہیں کچھ اور ہی سمجھ
اعجاز مسیحا تو فنا ہو گیا تھا

لکڑا لڑکے ہر بیت مری بیت حرم سے
ایکاش نہ فرصت ہوا اونہیں ستم سے
دل جس سے لگایا ہے اوسی لگ ہی ہم سے
آباد گئے گھر ہیں تری میں قدم سے
رونق ترے کوچے میں ہیں دن ہی کے دم سے
لو لینی لگی اونکی مژہ نوک کے ہم سے
گل پھول اوٹھی ابر بہاری کی کرم سے
پردے کو کہا غیر سے چھپنے لگے ہم سے
پھر زندہ ہوا اوس کی جان بخش کے دم سے

دیکھو تو احادیث میں یہ بت ہیں کہاں کے
تجانے کو ای شیخ جی نسبت ہی حرم سے

جب کچھ بھی تھی کچھ بھی تھا ہنتو ہیں ہر کے
ہستی نہ پسند آئی ہمیں نطق عدم سے

کرتے ہیں ستم روز جزا سے نہیں ڈرتے
ہم لا کے ستاتو نہیں چھٹنے کے محبت
کیا داتی دین تو بتی کے نہیں قائل
لو لا کے پلاتی او نہیں آب دم خنجر
سر لیں گے پڑی گی جو رہ مہر وفا میں
کچھ خوف نہ کا کل سے نہ بل کھائی نہ خطرہ
غصہ یہ تو کیا ہے ذرا ہوش میں آ و

وہ وحشیٔ یہ بت ہیں کہ خدا سے نہیں ڈرتی
ارباب وفا جور و جفا سے نہیں ڈرتی
کیا اونکو ڈرائیں وہ خدا سے نہیں ڈرتے
اس سے ترے بیدا اسکی پیا سے نہیں ڈرتے
آفت سے مصیبت سے بلا سے نہیں ڈرتے
ہم سانپ سے بچھو سے بلا سے نہیں ڈرتے
تم سے وہ ڈریں جو کہ خدا سے نہیں ڈرتی

بل کھائی ہوئی زلف کو دل دیتی ہی یا نطق
ہم ہیں وہ بلا جو کہ بلا سے نہیں ڈرتے

جانب غیر نظر پیار بھری بیہم ہے
یار کو نامی میں تحریر جو دل کا غم ہے
ڈر جو فرقت کا لگا ہی تو قلق کیا کم ہے
ہمرای چرخ یہاں کیا ہی تماشا و غم ہے
سخت نادان ہی اسے جو کوئی خورم کہے
روئے ہم اور بہت روئے کہاں تک روئیں
ہائی دل کر گیا بیچ مگر جی سی گیا

اور ادھر زہر بھری سو بھی نگہ ہی کم ہی
کف افسوس و رق سطر صف ماتم ہے
وصل میں بھی تپش دل کا وہی عالم ہے
باغ عالم کا مگر یہ ثمر تو ام ہے
بادشاہی جسے کہتی ہیں غم عالم ہے
خون اب لیں گے آنکھوں میں ہمارے کم ہے
غم اوسی کا ہی جسے کا مجھے اب ماتم ہے

خوش ہوں سمجھا ہوں اثر اپنی پریشانی کا — تندی باد سے گو زلف وہاں برہم ہے

بے مسکونی لگ ہے وہ نئی دنیا دل — حسرت و درد و الم جس میں نیا عالم ہے

کوئی محبوب تو جنت کو نہیں سمجھا تھا — کیوں تجھے رونا تھا یہ کیا واقعۂ آدم ہے

ہاں تواضع جو نہیں اہل کرم کا شیوہ — سامنے جام کے کیوں گردن مینا خم ہے

رفعت بام سے ہے کسکی فرشتوں کو خبر — کرسی قصر صنم تک فلک اعظم ہے

وعدۂ وصل بزور اوس سے میں لیکر خوش ہوں — سست بنیاد کو سمجھا ہوں کہ مستحکم ہے

قطعہ

اشک نے نامۂ عصیان گزشتہ دہو یا — اور آیندہ بھی دل مطمئن و بیغم ہے

نہیں لکھتے ہیں گناہ اپنے کیتی ہیں ملک — یہیں جائیگی سیاہی کا غذ نم ہے

میں نہ پہنچا نہ سہی حال ثواب پیچی کا ظلق — کہ ندیم اوسکا وہی ہے جو مرا محرم ہے

دیکھیگا تو جو تجھکو تماشا دکھائینگے — اوپر ہے اوپر اپنے یہ نالی بجائینگے

مجھ دلجلے نے پائی ہیں پروانگی کی نصیب — ہوگا جو وصل شب ہے وہ مجھکو جلائینگے

بھاگی ہوئی غلام کا مقبول حج نہیں — ہم بیکدی کو چھوڑکے کعبے نہ جائینگے

شیطان کے فریب میں آدم ہی آگئے — ہم سے رقیب کیا ترا کوچہ چھوڑائینگے

سوزن جو بار بار چھیدیگی تو دیگا لطف — ای ذوق درد زخم جگر کو سلائینگے

سمجھا ہیں جبکہ گرمی ہنگامہ نشور — مشتاق دید دہوپ میں ٹہلائی جائینگے

کیا اور فکر خواب کرینگے شب فراق — تھوڑے سے نیند مردونسے ہم مانگ لائینگے

چوری قبول ہی گاہی لگی خوف سی — تھانے میں اونکی دزد حنا کو بٹھائینگے

دیتے فرشتے خاک کو بھی مٹی نہ اپنی تعلق
کیا جانتی تھی درد کا پتلا بنائینگے

زلف جب تک کہ مختصر نہوئے
فارغ البال وہ کمر نہوئے

خوش ہون یون ہی جو کارگر نہوئے
آہ منت کش اثر نہوئے

بات کہنے کو رہ گئی ورنہ
تم نہ آئے تو کیا سحر نہوئے

تم نہ خود آئے میرے لاشے پر
ہین یہ باتین تجھے خبر نہوئے

تیغ موجود ہے مین حاضر ہون
پھر سہی یہ جو کارگر نہوئے

میرے مرتے ہی اوٹھ گئی پیہم
دعوت عام کیسلئے گھر نہوئے

کیون نہ امین عوض [illegible] فیض
صدمہ کش شاخ ہی ثمر نہوئے

سیکڑون ہی پتنگ ہونگے [illegible]
شمع فی النار و السفر نہوئے

چرخ نے تم ہی بیٹھ بھر دیا
بقر اخنت مری بسر نہوئے

بدعتین گور پر وہ کرتے ہین
مرکے بھی صورت نفر نہوئے

نطق ہی پر رہا ہمیشہ کرم
مہربانی کبھی ادھر نہوئے

بنوز زخم جگر سوکھنے نپائے تھے
نمک وہ ہنستے ہوئی پر چھڑکتے آئے تھے

مرے جلانے کو وہ رات راگ لائے تھے
مرے نغول کو رقیبون نین گا اٹھائے تھے

شہید جو ترے ہاتھون ہوئین تمنائین
اونہین [illegible] کے ناخون نے مرے علم اوٹھائے تھے

نہ سیر گل تھی کچھ اے باغبان مدنظر
مزاج پرسی بلبل کو ہم تو آئے تھے

وہ جوش ہی وہ دل کی [illegible] جوانی ہائے
مدد سے جنکے حسینون کی ناز اوٹھائے تھے

١٩٩

لئے خزاں میں نہ بلبل چمن میں صید افسوس
کچھ اوسکے سننے کچھ اپنی سنانی آئی تھے

جو ہم نہ بہر تسلی دیا تھا اسے ہمدم
تو وہ کدہر گئے تشریف ادہر جو لائی تھی

یہ یاد کرکے وہ اہل وفا کو روتی ہیں
انہیں کے دل تھی جو میرے ستم اوٹھائی تھی

میں نفس ہو ہی چکا بس وہیں پہر جاؤ
چلو یہ کہنی کو ہاں ہو گیا کہ آئے تھے

بغل میں سوئی تھی کسکی بلی لی سی ہو کیون
نصیب رات کو کیا نطق کے جگائی تھے

ہوا جو طالع عشاق خستہ جان کے لیے
وہ خواب چاہیے تھا ونکی پاسبان کے لیے

یہ کیا کہ ہو جو ستم ہو وہ میری جان کے لیے
رقیب ہے ہیں تمہیں میں ہی امتحان کے لیے

اگر کرشمہ نہ ہوتا کہانسی آتا تیر
تمہارے ابروی خمدار کی کمان کے لیے

مرے ہلاک کو ہے ایک نیم ناز بہت
ستم تراش نہ تو مجھہ سے ناتوان کے لیے

ہوا جو خاتمہ دل کا تو تشنگی غم سے
جگر کو چھیڑے مژگان خون فشان کے لیے

درازی شب غم کے یہ روبرو کوتاہ
کہ رتبہ خال کا ہی لعف ہمہ فشان کے لیے

ترے جفائیں ابھی اس تک تو پہنچی ہیں
کہ مشل نے کی ہے نالہ ہر استخوان کے لیے

لگی جو باد بہاری تو لے اوڑی وحشت
کہ چھیڑ بس ہی سمند سبک عنان کے لیے

فراغ بائی عریان سری نقیرن کو
وہ بار تاج وکلہ کا شہان کے لیے

کہانسی ہو دل اہل ہوس میں گرمی عشق
کہ آگ ہی نہیں مفلس کے دیگدان کے لیے

ادہر جلانی کو سرگرم آتش گل ہے
ادہر ہے صاعقہ بیتاب آشیان کی لیے

وہ صبح ہو چکی تھی مجھسی کو دہوتی و قت
کہ رات آپنے ہو سی کہان کہان کے لیے

یہ مہربان جفائیں گہڑی گہڑی کیسی
ہوا نہیں ہے ان میں نیا شوق کچھ امتحان کے لیے

برای بیت ہی ای نطق او رآرایش
وہ میہمان ہی بس دل مکان کے لیئے

اول اول تری بیداد ستمگار سہی
عیب لگتا ہے مرے پاس اگر بیٹھے ہی
دیکھنے دم کوئی دیکر کوئی فقرہ چل کر
اس گلی مین ہمین ہنے سی غرض ای بالا
غیر ہے کو مرے بدلے یہ بولانے نہ کھلاو
دم وہ دینے کو ہے حاتم ئی بوسہ ربو قربان
دے لگے بس مین ہون وہ کا ہیکو بہلانا ہیگا
ایک ہی ساہی اجی بوسے کا لینا دینا
وصل ممکن جو نہین آج تو کل پر رکھو
اب سحر ہوتی ہی ہان ہان نہ سنو نگا نہین

آخر آخر یہ تغافل کے بڑے مار سے
خیر اسی دور کرو دو رسے دیدار سے
ہم بھی اتنی نہین بیادی ہین وہ پرکار سے
پیش دروازہ نہ بیٹھے پس دیوار سے
تحم و غصہ سے تلخ مزیدار سے
سیکڑون قسمین سہی لاکھون ہے اقرار سے
تم جو سو بار ٹلاوگے تو سو بار سے
جیت آپہی نی سے خیر مری ہار سے
مگر اس وقت کوئی بوسہ رخسار سے
رات بہر بندہ نواز آپکے تکرار سے

مجھکو کیا نطق کے بیہوشی و ہشیاری سے
نہین دیوانہ سمجھتے ہو تو ہشیار رہے

ترا پردہ در ہوا لے اوڑے
اوڑ آہ کے ساتھ مین ناتوان
اوڑا لے چلا اونکو جوش شباب
مگر دل ہی تو وہ تہا بار دو کا
او بہارا جو وحشت نی ہین اوڑ چلا

نگر طرز آہ رسالے اوڑے
نہین بوی گل کو صبا لی اوڑی
می حسن بیجے کیا بلا لے اوڑے
اسی آتش شوق کیا لی اوڑ
مجھے فصل گل کی ہوا لی اوڑ کے

ترے رخ کی گئی ہے شہرت ہوائی
گئے ہیں طلب شوق ہی اوڑ نگہ
چمن میں سحر سیر کی سوش خروس

پری کو یہ کالی بلا سے اوڑے
ہمیں بے سوا کیا ہوائی اوڑے
تری بو سونگھا کر صبا ہی اوڑے

کہو کہہ سے اے نطق سوئے چمن
یہ کس گل کی تم کو ہوا لے اوڑی

کہاں عروج اگر ہے تو کچھ تو یقین سا ہے
لبوں میں تھا دم وعدہ جو کچھ تبسم سا
یہ جوڑ توڑ تو دیکھو خدا کی قدرت کا
کسی کا وعدہ کہ جیسے ہوں آج تک جیتا
لگا ہوا ہی ہی لگی گھات میں سر سے
مری تو آل لب حور پر نہ ٹپکے گے
دل و دماغ خیال نشاط وصل سے
شب وصال ہی کیا شکل کامیابی کے
مر اتفاق تو ہے کہ حسن ہے آن نہیں
دہان یار ہے تنگ سی نقطۂ موہوم
ڈسا ہوا کبھی بچتا نہیں جو کاٹے کا
صیاد کہا تو سہی کوئی دل تڑپتا ہوا گیا

یہ دیکھو تو کہ سر آسمان زمین سا ہے
اوسی کی آس پہ اتنا کہ ہمیں یقین سا ہے
میں نا تو ان سا مرا یار نازنین سا ہے
جو دیکھی تو حقیقت میں کچھ یقین سا ہے
وہ گوشہ آنکھ کا کچھ گوشہ کمین سا ہے
جناب شیخ ہی چاہئیں جو انگبین سا ہے
ضعیف سا ہی دماغ اور دل حزین سا ہے
ہمیں ہے رعب سا چھایا وہ شرمگین سا ہے
ابھی وہ حور ہی سا کہیں نہ ہو تو نہیں سا ہے
جو ہاں لیجئے ہے تو ہی تو نہیں سا ہے
یہ اوسکا زہر ہے جو زلف عنبرین سا ہے
کہاں سی سنبل تر زلف عنبرین سا ہے

کہاں تھا اوسی کو سب یہ لگا لیا ہو گا
کیا نہ کچھ بھی چلا ہی نطق تو یوہیں سا ہے

ردیف واو

۲۰۳

مجھ سی طرز سینہ چاکی باغ مین گل لے اڑے
بیخودی نکہت کی سکھی نالی بلبل لے اڑے

ہوچکا مین تو یار کی شرم و حیا جاتی نہین
ہان شب وصلت مین شاید شیشہ مل لے اڑے

ہوش جو کچھ کچھ لگاوٹ تک بہا سو بھی نہین
اونکو بہی صیاد حسن کے انداز تغافل لے اڑے

ہی ہی تو لوٹ رہا ساقی کی ای بند و کاڑ
جام کوئی اور کوئی شیشہ مل لے اڑے

رنگ تجہ سی ہو چمن مین ہم مجہ سی باغ مین
گل ترا خندہ تو میرا نالہ بلبل لے اڑے

کون حیلہ ہی جو پہر لگ گیر بوسہ لے سکے
ہو جو غیرت خود نمائی شمع کا گل لے اڑے

نشہ می مین لب ساقی کے بوسے لیے
ہم گزک پا کر مزے کے تامل لے اڑے

ما دیدہ مستو نکے آیا ہی بہ ہوش مین
سیر تب ہو ہوش جب مستی کی قلقل لے اڑے

ساتہ کیا دی گا سمند ناز کا میر اعتبار
ان ہوائی شوق کا شاید توسل لے اڑے

مثل بلبل طائر سدرہ کو لائی دام مین
پیچ چوٹی کا جو اونکی شاخ سنبل لے اڑے

مقطع اونکو دی کی ہم سند یہ بلا دل کر چکے
اب بلا سے خال لے خطا لی کر کاکل لے اڑے

جاہیے اونکہ ناز کے خنجر والے
جانین کیا میرے ترے رکو باہر والے
سنبل باغ بہت جل کی لیا کرتا ہے
سنس دیئے وہ سر بازار یہ بے آب ہوئی
خوبی اونکی سکھائی جو ستم میرے لیے
تیرے ارمان بھی جان مین ہر دلکو عزیز
یہ تری حسن ہی ای حور یقین ہوتا ہے

شیشہ ساں لب تک آئین نہ کہین سر ولے
بس تجہے کرتے ہین بدنام ہی گھر والے
چلئے دکھلائین اوسی بال کے گھونگھر والے
اب خرقہ پاری لئی بیٹھی ہین گوہر والے
خیر اپنے بہی نہ سمجھین عدو و بشر والے
یہ وہ مہمان ہین جو بن بیٹھی ہین خود گھر والے
جہانکتے ہونگے مقرر تجھے اوپر والے

طارمی

اور زاری کی سوا کسکا سہارا ڈھونڈہین
کوتہی کاوش ولیمین نہین کرتا کوئے
بام پر تیرے تڑپ آئین تو کچھ دور نہین
سنگِ دُنیا ہی لڑین جیفۂ دنیا کے لیئے

زور والی ہین ہم ای عشق نہ کچھ زر والے
وہ مژہ چھوٹی بڑے سب ہین برابر والے
شوق والے تو ہین ہر چند نہین پر والے
ہم نہ دارا کے طرف ہین نہ سکندر والے

تا نعمز و نسی نمائی ہی بجا ای شہ حسن
نطق پر ٹوٹ پڑے ہین تری لشکر والے

یہ کوئی بت اوس ماہ لقا کو نہین پاتے
شانی ہی بہی یہ تنگی گذر سے جو نکل ہی
لے جائین تا زلف کی بو قید ہی کر دین
تو اوسکے تہا آغوش مین آغوش مین بہنچین
سوتی ہو جگا لائین مگر ہو تو جلا لائین
جور و ستم و مکر و دغا سب تو ہین حاضر
ای شیخ سنو میرے مرو جا کی تہون پر
کچھ لطف بناوٹ کا حسینو نہین ہی لیکن
افشانی ستے نادر و خلکے ہم نے
شاداب ہون برگِ گل تر کتنی ہی لیکن
خونین کفن ای گل گل لالہ تو ہین لیکن
مر جائین عدو تو بہی نہون ہیچ برابر
تنقیہ لب یار سے ایسی ہوسے نایاب

گال اور روئی تلوے کی صفا کو نہین پاتے
الوای ہم اوس لف رسا کو نہین پاتے
پر تیری ہوا خواہ صبا کو نہین پاتے
مشتاق مگر تیرے قبا کو نہین پاتے
افسوس شبِ ہجر قضا کو نہین پاتے
پر آپکے صحبت مین فا کو نہین پاتے
بے انکے ذریعے کے خدا کو نہین پاتے
بیساختہ پن کی س ادا کو نہین پاتے
ظالم ہین مگر تیرے جفا کو نہین پاتے
ز ہی ہین تمہارے کف پا کو نہین پاتے
شوخی لباس شہدا کو نہین پاتے
ارباب ہوس اہل فا کو نہین پاتے
با زار مین عطار دوا کو نہین پاتے

قطعہ

شاعر تو بنی پھرتی ہوائی نطق مگر تم
رمز سخن ماہ لقا کو نہیں پاتے

خواب تو جلدی خیال گلعذار آنکھوں میں ہے
رشک سے پتلی ہی اسد م ناگوار آنکھوں میں ہے

تو کہیں جالگا ہی سرخی آشکار آنکھوں میں ہے
رانکی بد مستیوں نکا سب خمار آنکھوں میں ہے

ایک تو آنکھیں یوہیں قاتل تھیں او کافر ہے
قہر او سیرمہ و نبال ذار آنکھوں میں ہے

حسن کے خوبی سی کس کس کا ہے منظور نظر
ایک پتلا خاک کا پتلی ہزار آنکھوں میں ہے

آج جو دیکھا نہیں اس گل کو تو میری نگاہ
ایسی آنکھوں میں کھٹکتی ہے کہ خار آنکھوں میں ہے

دیکھنا مایوسی دیدار میں وقتی کا رنگ
ہر نگہ کا تار خون کی ایک دہار آنکھوں میں ہے

گرم ہی اس جان جاں کے آمد آمد کے خبر
دل میں بیتابی ہی جوش انتظار آنکھوں میں ہے

قسمت اپنی پھر پھی رہتی تھی تری طرف نگرتا
بس ہماری گردش لیل و نہار آنکھوں میں ہے

چشم بد دور آج کل مشق تصور صاف ہے
رات دن آٹھوں پہر تیرہ نگار آنکھوں میں ہے

ہوں وہ سادہ جو کوئی وعدے پرستی کا رکی
دل میں کیا کیا جوش کیا کیا انتظار آنکھوں میں ہے

کیا شب غم میں کدورت نی اوڑا رکھی ہے خاک
ایسی نکھری چاندنی وہ ہی نکھار آنکھوں میں ہے

جا پڑی جیسے تلوار او سیر آ پڑے
آنکھ تیری ایک ہی قاتل ہزار آنکھوں میں ہے

ٹپکی پڑتی ہے نگاہ ہو لینی تمنائی وصال
سچ کہو کیا دل میں حسرت ہے کہ پیار آنکھوں میں ہے

نطق دیکھو کھینچ لائی حسرت دیدار کیا
دل جو پہلو میں تھا وقت انتظار آنکھوں میں ہی

دربان بد مزاج کو صاحب نکالیے
آسیب میں نہیں ہوں جو مجھکو نکالیے

بہتر ہے اس سے پاؤں لاکتا جو پالیے
ہاں یہ عدو ہے گھر کے بلا اسکو ٹالیے

یہ ناتوان ہون نہین کہ مانند بوئی گل
یون بھی ہی شکل دید کہ پھر لقا ہے یار
آزردہ خاطری سی مزاجِ مریضِ عشق
بادِ صبا نے جتنے گرائے تھے برگِ گل
معلوم ہو گیا ہمین خوش چشم آپ ہین
اونکی حضور سے آ دیا نہ ہی خندہ زن
کیسے چمک رہے ہین کانون مین بجلیان
اسد مر ہی سکو جلوہ ساقی سے بیخودی
اے دل ہی پردہ داری پردہ نشین ضرور
کیسے لگی تھی ہای کہ پروانہ جل مرا
یہ لن ترانیان تو کسی اور سی رہین
یہ پیچ ہی کہ یار کے بی سر چڑھی ہوئی
ہر دن نکالتے ہین مجھے اپنی گھر سی آپ
زلفِ سیاہ سانپ ہے لیکن بلا کا ہے

پھرتی ہی دوش پر مجھے بادِ صبا لیے
تارِ نگاہِ شوق سے جالی نکالیے
جاتا ہون ہاتھ سی مجھی صاحب سنبھالیے
مجھنے سمجھ کے لختِ جگر سب اوٹھا لیے
بس بس نہ بخط ابھت آنکھین نکالیے
گل کو چمن سے کان پکڑ کر نکالیے
جلتی نہال طور مین شاخین نکالیے
کس کس کو بزمِ بادہ کشان مین سنبھالیے
دو دو جگر کو پردۂ شب مین نکالیے
کیا آگ تھی اوس آگ کو دوزخ مین ڈالیے
موسی نہین ہو نہین جسے بات تو نہین ٹالیے
دم بھر مین ورنہ زلف کا سب بل نکالیے
میرے بدل کبھی مر حسرت نکالیے
کالا یہ نہین ہے جسے کیل ڈالیے

مضمون نہین ہین در آبدار ہین
گوشِ فہیم مین انہین آ ای نطق ڈالیے

الحمد للہ کہ یہ دیوان نطق جلد دوم منجملہ کلیات نطق ۲۰ اگست ۱۸۹۸ء کو حسب فرمائش مصنف صاحب سلمہ اللہ مطبع صبح صادق سیتاپور مین چھپکر تمام ہوا فقط

تمت

رباعیات

واسوخت فغان نطق موسوم باسم تاریخی

۱۲۹۰ ہجری

عشق کے نام سے بس روح کو بیزاری ہے
غم سے دم ناک میں ہے جینے سے جی عاری ہے
جان دو بھر ہے مجھے زندگی اب بھاری ہے
زہر کھا لینے کی مرجانے کی تیاری ہے
بس الله وہ مین کر چکے نکلا بہت دم
ایسے جینے سے گلا کاٹ کے مرنا بہتر

وجہ کیا کس لیئے معذور رہوں کیا حاصل
خرد و ہوش سے کیوں دور رہوں کیا حاصل
خون دل پینے میں مجبور رہوں کیا حاصل
ہو کے مختار جو مجبور رہوں کیا حاصل
زہر کیوں کھاؤں گلا کس لیئے کاٹوں اپنا
آپ سے قضیہ چکالوں اپنا

آج جھگڑے کا قصہ نکا بکھیڑا ہو جاے
فیصلہ آج کے دن میرا تمہارا ہو جاے
ہان ذرا شکوے گلے کا مجھے ایما ہو جاے
یکسوی ہو کہیں جو کچھ کہ ہے ہونا ہو جاے
آج جی کھول کی من کہنی پر آمادہ ہون
آج تم ایک کہو مجھکو تو میں لاکھ کہوں

کیوں لوں خیر سے دینے کا سبب تو کہیے
بات بے بات سبب سے پہلو کبھی ہٹ کہیے
گرم ہو کر کوئی فقرہ بغضب تو کہیے
باتیں کل جو کہیں تم نے مجھے اب تو کہیے
کیا مزا آج میں کہنی کا چکھا دیتا ہوں
بدزبانی کا صلہ کیسا کیا دیتا ہوں

آج پھر گل کی طرح ہو منہ چڑھاؤ تو سہی
تیوریاں آج لو ذرا آنکھیں دکھاؤ تو سہی
نوک کی لو تو سہی منہ کوئی آؤ تو سہی
مجھ سے بگڑو تو سہی مجھکو بناؤ تو سہی
اور ہی ڈھنگ ہے اب خیر جدا اسی کی
رنگ بے رنگ ہے اب خیر جدا سے مانگو

لطف اب آپ کو ہے تازہ ملاقاتوں سے
صحبتیں رہتی ہیں بد وضعوں سے بد ذاتوں سے
اس طرف کی نہ چلے راہ بہت راتوں سے
پک گیا پک گیا دل میرا انہیں باتوں سے

حوصلہ ضبط کا اے دشمن احباب نہیں
اب سنبھالی سی سنبھلتا دل بیتاب نہیں

مدتوں سنتے ہوں ہر اولکا نکالو نکا بخار
آپ بلوائیں حمایت کو کہاں ہیں اغیار

ہیں جو مشہور نمک خوار تنے اے سرکار
آج دو چار تو ہوں ہاتھ میرے سردار

سر سر معرکہ کون آج جھکا دیتا ہے
دیکھیے تیغ زبان کون بڑھا لیتا ہے

وہ گئے دن جو کہا کرتا تھا میں مرتا ہوں
گو کہ بیدم ہوں مگر آپکا دم بھرتا ہوں

اب تو بیباک ہوں میں بیٹا ہوں کچھ ڈرتا ہوں
برملا کہتا ہوں ہان دیکھیے کیا کرتا ہوں

جانتے ہو کہ نہیں نطق زبان آور ہوں
بند تقریر میں کر دونگا سخن پرور ہوں

کیا کہا تھی مری حق میں برا کیا ہوگا
شاید اب تک نہ کچھ اچھا جو نہ اچھا ہوگا

کیوں قلق آپکی ہمکو خفگی کا ہوگا
جو کہ ہونا تھا ہوا ہوگا جو ہونا ہوگا

آپ کیا مالک ہیں اور آپکا غصہ کیا ہے
اپنے آپکو فرمائیے سمجھا کیا ہے

یاد ہے شہر میں کل پھرتی تھی مارنی مارے
جا بجا تاک میں بیٹھے تھے ہوس کے مارے

بد چلن چھیڑتے تھے راہ گلی میں بیچارے
لینے دینے کی لیئے گھیرتے تھی ہرکارے

پاس ٹہلانی سے رہتا تھا سبھی کو کھٹکا
سایہ بھی ساتھ جو ہوتا تھا تو چھپتا بھٹکا

دن بھلے آئے مددگار جو تقدیر ہوئے
میرے منظور نظر ہو گئے توقیر ہوئے

یہ جو کوٹھی ہے بدولت مری تعمیر ہوئے
ساز و سامان کئی میری فکر سے تدبیر ہوئے

جان پہچان فی میرے کیا ماہر سبکو
میری خاطر سے ہوئی شہرت جا بجا سبکو

کسنے دل دیکے تیرا تمہیں دلدار کیا
کسنے زر دیا لوٹا کر تمہیں زردار کیا

کسنے سب گیا تیں بتا کر تمہیں طرار کیا
کسنے ہر بات سکھا کر تمہیں عیار کیا

وہ ادا کونسی ہے جو نہ سکھائی میں نے
طرز وہ کونسی ہے جو نہ بتائی میں نے

پیش ان میں کسو کبھی بات نہ کر آتے تھے — گفتگو کرتے ہوئی شکل بگڑ جاتی تھی
شرم سے جا عرق شرم میں نہلاتی تھے — چپکے ہر بزم میں منہ کی نہیں کہلواتی تھی
چھپتے تھی کبھی محفل میں آ سکتے تھی — آنکھیں بھی کبھو تسی دم بھر بھی ملا سکتے تھے

اب تو ہر روز تراشتے ہیں ہزاروں فقرے — شوخی ایجاد ہوا کرتے ہیں بیٹھے بیٹھے
آنکھیں بے پردہ لڑا کرتی ہیں اب غیروں سے — میلا رہتا ہی نظر باز و نگاہ کوٹھی کی تلے
گھات دل لینی کی کیا کیا انہیں سوجھی تھی — خلق اب تو جگت اوستاد زمانی کی ہیں

سیکڑوں طالب دیدار ہزاروں شیدا — واقعی اب تمہیں کیوں گی ہماری پروا
خیر ہم کو بھی نہیں لطف ملاقات ذرا — ہٹ گیا جب گیا دل ہم نے بھی چھوڑا چھوڑا
آدمی اور بھی الغرض جو ہو جاؤ گی جور — دور سے دیکھ کے کہہ دینگی چلو دور ہو دو

آگیا تھا نہ ابھی جل ہی کچھ ایسا حضرت — ہو گئی تھی نہ کچھ انداز سے باہر الفت
ناز نخرے نہ ہنوز ایسے بنے تھے آفت — بات اتنی تھی فقط دیکھ کے اچھی صورت
پھر ہر آئی تھی طبیعت مری کچھ تھوڑی سی — پھر گئی تھی یوں ہی نیت مری کچھ تھوڑی سی

آپ کو زعم ہوا یہ مری لغت میں ہی جور — آج کل اس بھی جو کہہ دو نکال دیگا وہ ضرور
ستم و جور بھی سب جھیلیگا حتے المقدور — یہ نہ سمجھی کہ یہ سب چال ہی ہے کوسوں دور
خیر گزری جو طبیعت کہیں ہی نہ گئی — آپکے دام میں کب آج رہائی ہوتی

شکر صد شکر بلا آئی ہوئی سر سے ٹلے — بخت یاور تھا نہ کچھ چرخ ستمگر کے چلے
چھٹ گئی تھوڑی لگاوٹ میں وہ حضرت آگے — ایک لٹکی میں طبیعت ہوئی پھر اچھی بھلے
خوبصورت ہوں جہاں ہزاروں اور کچھ دیکھوں نہ — آدمی کون بلا ہی جو ان کو دیکھوں

اب تو فرمائی کچھ حسن کا نشہ اوترا — خواب غفلت میں ہوا اب تک کہ سوئی ہو تم جا

٢٠٩

[illegible]

یاد ہے یا کہ نہیں کچھ تمہیں اگلا پچھلا
اب بھی ہی یا کہ نہیں جو صلہ روجفا

کیا کہا پھر تو کہو کیسے سناؤ نہ ابھی
شعر ہو جس بات ہی بات سناؤ نہ ابھی

سننے ہوتا ہے تو ہو شعر مجھے کیا کہنا ہے
بیٹھنے کے مجھے صاحب کے تمنا کیا ہی
کچھ نہ بنی کی خوشی غم نہ بگڑنے کا ہے
قصد جانیکا جو ہے جائے وہ سنتا ہے

روٹھ جانے کا وہ اب نہیں تب تھا تب تھا
کچھ بھی بخشش کا خطرات نہیں تب تھا تب تھا

اپنے کہلائی خدا مجھکو تمہارے صورت
ہو چکی ہونی تھی تقدیر میں جتنی فرقت
پھرنے کا ڈر ہے نہ سر پر کہیں آئی آفت
حسن ہے اللہ نے دیکھ کہ پھری یوں نیت

کچھ نہ جادو کا اثر ہے نہ دعا کی قدرت
پھر بھی کسی طرح جتنی ہی خدا کی قدرت

او نہ کہ پھر بیٹھ گئے کیوں ہے سبب کیا اسکا
خیر معذور ہوں لیکن ہو پھر اسکا گلا
جی مگر چاہتا ہی اور ہے کچھ سینے کا
ابھی جاتا ہے تو وہ گھر کا ہی سیدھا رستا

آج بر سو میں جو تشریف یہاں لائے ہو
طلبیدہ نہیں ہے ہو لیکن ہی ہو

بیٹھنے کی ہے اگر تمکو ضرورت بیٹھو
جائے اندیشہ نہ کچھ ہی قباحت بیٹھو
ہو جو خواہان اجازت بلا حجت بیٹھو
پر ذرا پاس سے ہٹکر بفراغت بیٹھو

وہ گئی بات جو تو قہر سے بھلا کی تھی
بیٹھنے دو کے دروازے لیے آئی تھی

ابتو ایک اور ہی ہی کہ خاطر منظور
ایسا انسان تو دیکھا نہیں چشم بد دور
ابتو ایک اور ہی ہی مد نظر حیرت حور
منہ نہیں ہے جو کرون مدحت شکل پرنور

آنکھ موسی کی نظارے سے جھپک جاتی ہے
سامنے آنکھ کے بجلی سی چمک جاتی ہے

شکر صد شکر کہ معشوق طرحدار ملا
ہیں جو غمدیدہ تھا محبوب سے غم خوار ملا
جو سراپا صاف ہی صوف ہی یار ملا
اب مجھی جنس محبت کا خریدار ملا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قطعہ تاریخ

قطعات تاریخ

حسن بھی مہر و وفا بھی عزت بھی تھا
ناز بھی غمزہ بھی شوخی بھی شرارت بھی تھی

تمسا عیار نہیں مفسدہ پرداز نہیں
تمسا بد وضع نہیں مونس غمناز نہیں
تمسا بیرحم نہیں فتنہ بر انداز نہیں
تمسا زر دوست نہیں حرف میں آن نہیں
تمسا ہرجائی و مکار و ستمگار نہیں
بس سوا اسکے ابھی تک کوئی یار نہیں

قصہ کوتاہ وہی ہر بات میں پایا یکتا
نقش پا آپکے نقشے تھے اوسکا چھپا
ایسا انسان حسین مخفی تو دیکھا نہ سنا
نہ اگر آپ کو باور ہو یہ کہنا میرا
تو ابھی وہ گھر لیے بلالوں اسکو
رو برو آپکے پہلو میں بٹھالوں اسکو

ابھی وہ ماہ نکل آئے تو حیرت ہو جائے
رنگ تبدیل ہو کچھ اور ہی صورت ہو جائے
تم جلو اوسکے مری گرمی صحبت ہو جائے
رشک ق ایسا کرے تپ کی حرارت ہو جائے
تم سے جب مجھ ہی آج ہو تم تو بولو اسکو
تب کہو مجھسے کہ کچھ اوسکی تعریف کرو

ہیں کہون ہیں مجھ ہی عالم نہ ہو نگا ان کا
اب سے دو رنگا میں عاشق تھا انہیں کا شیدا
ستم و جور و تغافل ہے انہیں کا شیوا
رات میں جو کہا تھا وہ انہیں کا قصہ تھا
دیکھ لو دیکھلو انکو یہی حضرت ہیں
کیا محبت کی اشر ہیں ہمہ تن الفت ہیں

جب سخن پائی تو کیا کیا نہ ستائے تمکو
تھیٹے ایسے لگائی کہ رولائے تمکو
سسکیاں تھی ہو ئی لاکھوں سنائی ہمکو
منہ ہی تکتی رہو کچھ بات نہ آئے تمکو
چاہ میں وہ ہوگی جو اوٹھا تو بگڑ گردا ئن
کہی بیٹھو بس اب چھیڑ نگی ہی مشغول میں

الغرض آگ مین وہ آگ لگائی یون ہی
بیٹھو جب تک یونہی چھیڑی وہ شاہی یونہی
منہ چڑھائی یوں ہی ہنس ہنس کے رولائی یون ہی
جب وہ شہوروہنگی کہ سنتے تھے کہائی یوں ہے
دست حسرت ہی وہ ملنے پہ تو چھپاتی کیونکر
اور ایدہر سے چلے دل سے بیٹھو ہو کر

۲۱۱

دیکھیان خوب سے جامۂ زیبائی کے
قدر جاتی رہی سب خوبی و رعنائی کے

سامنی اوسکی اداہم مین ہو سودائی کے
مرتے مرتے کبھی سوجھی نہ خودآرائی کے

تا نہ سو جائین فراموش شرارت جاے
یہ کہو لین کہ چہرکی ہی نکہت اوڑ جاے

کہیے مشتاق اگر ہو تو بلاؤن اوسکو
نہ قباحت ہو تو خود جاکے لی آؤن اوسکو

ہو جو منظور نظر تو مین کہاؤن اوسکو
آپ ہی دو سر بیٹھین ابھی سر لاکی بٹھاؤن اوسکو

جو نہ ہو جوشش آنچ کہتی ہین ابہی سہج جاتا ہو
مجھ سی جب ہو تو یہ یک بیک کہی سہج ہو

کہیے عرق چہرے کا اون ننگ ابھی سی کیون ہے
بدحواسی کا عیان شنگ ابھی سے کیون ہے

سانس سینے مین ابھی تنگ ابھی سے کیون ہے
گھر چلے جانے کا آہنگ ابھی سے کیون ہے

ابھی دیکھا نہ رخسار کو دیکھا ہی نہین
کیون نہ پیکر حیرت کہ وہ آیا ہی نہین

کیا ہوئی دعوے وہ بیباکی و عیاری کے
کیا ہوئی نعرے وہ چالاکی و ہشیاری کے

کیا ہوئی زعم وہ پرکاری و طراری کے
کیا ہوئے زور وہ تندی ستم گاری کے

نہ دل ایسی ہوئی جاتی ہو کہ توبہ توبہ
تجل ایسی ہوئی جاتی ہو کہ توبہ توبہ

آدمی آپ ہی ہین اور وہ بھی انسان
ایک کیا ہی تمہین ہی ہی ایک زبان

ذکر سے اوسکے اوڑے جاتی ہین ناحق اوسان
ہوئی جاتی ہو پریشان عبث ہون حیران

نہ بلاؤ وہی ہر بار یہ کیا کہتے ہو
نخشو نخشو ہون گنہ گار یہ کیا کہتے ہو

اب جو اظہار ندامت ہی تو کیا ہوتا ہے
کہین بدکام کا انجام بھلا ہوتا ہے

نشو نما نی مجھے شک او رسوا ہوتا ہے
عذر سے گنہگاری جرم جو ہو کا ہوتا ہے

اب قسم کہاؤ نہ لللہ جفاکاری کے
از سر نو نہ بدو سترو وفاداری کے

رونق رہنے کے دیکھا گئی نکدورت دلکی
گرم جوشی سے بڑھتی ہے حرارت دل کے

خوردہ یافت جو کی ہین نی حقیقت دلکی	پہر ملون تمسی یہ ہرگز نہین نیت دلکی
دلکا دستور یہ ہے جب سے خفا وس سے خفا	تھا پہر نملا جب سے رو کا وس سے رو کا
آپ غیرون سی ملین مجہسی علاقا کیا ہے	منتین ہین یہ عبث ایسے تمنا کیا ہے
ایک بندی کی نہ ملنی سے بگڑتا کیا ہے	مجہ سی عاشق ہین ہزار آپ کو پروا کیا ہے
جائی جائی ہنسو وصعونسی صحبت رکہیے	جو وفادار ہین انکو لی خدمت رکہیے
صلح مجہکو جو نہین مدنظر آپ کو کیا	مین صفائی نہین کرتا ہون اگر آپ کو کیا
دل جو مائل نہین ہوتا ہی ادہر آپ کو کیا	مین سمجہتا جو نہین نفع و ضرر آپ کو کیا
مجہ نفر مائی بجا کہ بجا کرتا ہون	آپکو کیا ہی مین اچہا کہ برا کرتا ہون
خیر سے جو کہ ہوا سو مری جانب سے ہوا	ستم و جور سراسر مری جانب سے ہوا
رنج پر رنج برابر مرے جانب سی ہوا	جو نہونا تہا وہ تقصیر مرے جانب سی ہوا
میرے ہی تمین تو اکثر سر بیداد رہا	رحم پر تم رہے مین بر سر بیداد رہا
مین شریر و نسی ملا مین نی جلایا تمکو	مین پہ غیبو نسی ہنسا مین سے رولایا تمکو
مین تہا بانی جفا مین نے ستایا تمکو	مین تمہین یاد رہا مین نے بہولایا تمکو
جاؤ جاؤ نہ بہت باتین بناؤ مجہسے	ہٹ کی بیٹہو نہ لگاوٹ پہ اب آؤ مجہسے
غیر ممکن ہے کوئی صلح کی نکلے صورت	ہوگئی آپکے اب شکل ہی ہمکو نفرت
بس ہمین چہوڑ دی فرمائیے قطع الفت	جائے رکہیے انہین بلہوسون سی صحبت
آپکو صحبت اغیار مبارک صاحب	اور ہمکو بہی نیا یار مبارک صاحب
صلح کا ذکر نہو اب جو لڑی ہین صاحب	راہ لین گہر کے عبث آپ اڑی ہین صاحب
لوگ مجرہی کی سلامی کو کہڑے ہین صاحب	پہر دی پر الی ہی گئے قید پڑی ہین صاحب

۲۱۳

قطعات

آپ تشریف جو لیجاتے ہیں تو جھگڑا چھوڑے
وجہ خاموشی و زاری کی بتاؤ تو سہی
غش کے آثار ہیں کیوں ہوتے ہیں غش تو سہی

دل ہی بیتاب جو بیتاب نہیں کیا ہی
ہیں جو کہتا تھا کہ پچتاؤ گے مجھسے پھرو
ادمیت سے گذر جاؤ گے مجھ سے نہ پھرو

کیوں جی کہتی نہیں اب بھی صحبت کہ نہیں
دعوی کیا تھا نکو رہتی تھی جو ہر دم تیار
نشے پانی میں جو ہوتی تھی شریک سرکار

وہ ہوا دار نہیں ہیں شہ ہوا خواہ نہیں
رنگ صحبت کا جو بگڑا تو ہوا یہ انجام
صلح کا مجھ سے بصد عجز جو ہوتا ہے پیام

یار الفت نہ کیا جبکہ حریفوں نے پسند
خیر گو مجھسے نہ ملنے کی قسم کھائے ہے
پر نہیں سب کی بھی دیتی وہ خود رائے ہے

تمت اس حال میں ہی مذہب الفت کی خلاف
بس جو ہوا او لپٹ جاؤ مرے سینے سے
زہر کا نام نہ لو تنگ ہو جینے سے

او ٹھو گر جاکے ابھی وصل کا سامان کرو

مجلسے سب کے ہو جب تک چھپا چھوڑے
کیوں کہے جاتی ہو سر پر او ٹھا لو تو سہی
تازیانہ حال جو کچھ دل کا سنا لو تو سہی

کہدو جلد کسی جلد اسکے لیے تقصیر کیا ہی
ملنے نہ جنسوں سے گہبر او گی مجھ سے نہ پھرو
خوار ہوکر یہیں پھر آؤ گے مجھ سے نہ پھرو

ہے وہی ذلت و خواری ندامت کہ نہیں
غم کا پیچ نہیں کہا نکو آئے غم خوار
آکے کرتے نہیں کچھ فکر پئے دفع خمار

اب تو گمراہ کوئی اپنی ہمراہ نہیں
پاس اپنے نہ بٹھاتا ہے کوئے خاص نہ عام
یاد آیا مجھے اوستاد کا اس وقت کلام

قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند
دل لگی گرچہ کسی طور سے ٹھہرائے ہے
جیمیں بسدم کی خوشامد سے بات آئی ہے

پہلے تقصیر تو البتہ ہی کرتا ہی معاف
دلکو میں صاف کروں تیغ سی تم کینے سے
توڑ و تلخی کو نہ منہ موڑ دو اب پینے سے

یاد ابھی کر کے بھولی سے نیا پیماں کرو

قطعات

چونکہ ہو وصل کا اسباب تمہارے گھر میں
جو نہ ہو ہمسے وہ تو سب ہے ہمارے گھر میں
رکھو موجود وہ مہیا او سے پیارے گھر میں
آج پھر عیش کا سامان ہو ساری گھر میں

مطرب و ساقی و مینا و مے و چنگ و رباب
سب مہیا رہیں تو شام ہو جاؤ شتاب

گذری بہا تو نکالا نہ اثر کر کرو پھر خدا
دو سہ شخص سے ملنے کا فقط شو سا تھا
باعث ان سب کا جلال و غضب عشق ہوا
جھوٹھہ موٹھہ آپکو چھیڑا تھا نباکر فقرا

نہ یقین آیے تو تو دیکھلو کرا جاکر
ہو جو کوئی تو بٹھا و میرے آگے لا کر

جانتے ہو کہ نہیں کون ہیں کیا ہیں ہم لوگ
چند گنتے کے میان شعرا ہیں ہم لوگ
سحر ہیں تھر ہیں آفت ہیں بلا ہیں ہم لوگ
یہ تو سب کچھ ہے مگر اہل وفا ہیں ہم لوگ

خوب تم جانتے ہو گے ہو ئی اوسکی جو
جان بھاتی ہو جسکے ہوا و سکے ہوتے

للہ الحمد ہوئی خوب صفائی حاصل
ملتے ہی ہنس دیے سینے کے ملا دل سے دل
پیشتر سے جو تھی وہ چند طبیعت مائل
رہ گئی اپنا سا منہ لیکے عدو ہوکے خجل

پھر وہی تعلق وہی ربط رہی صحبت ہے
پھر ہی شکر رقیبونکو وہی لت ہے

فارسی

اینک شہید حاضر و من داد خواہ تو
از خاک من دمیدہ گل رنگ نگہ تو
عشق رقیب بر تو نہ من بستہ ام بزور
امشب بکوی غیر تو رفتے زمن نہان
سرمہ کشید و ساخت مرا زین سخن خجل
بیخود بشوق بوسہ ربودن گناہ من
خون میچکید ہنوز ز تیغ نگاہ تو
وا رہم ہنوز خسرت طرف کلاہ تو
از رنگ خویش پرس چہ گوید گواہ تو
مہتاب دیدم از اثر گرد راہ تو
چشم سیہ آب کرد اثر دود آہ تو
پردہ کشیدہ رخ بنمودن گناہ تو

در سیر باغ از رخ گل بوسہ گرفت
شد متعلق راز شوخی زنگ اشتباہ تو

۲۱۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشعار مشفق از دیوان تلف شدہ

لکھا کلک عقیدت سے جو مطلع نعت حضرت کا
سر دیوان مری طغرا بنا مہر نبوت کا

رخسار سے نقاب جہاں رشک ماہ اوٹھا
اوٹھ جائے یہ حجاب بھی اور نگاہ اوٹھا

اب شاعری تو کیا ہی مگر اتنے بات ہے
تکلیف درد دیدی کبھی کچھ نہ کراہ اوٹھا

داغ جنون سے جسم جو گلدستہ ہو گیا
زینت اوس انجمن کے مین دستہ ہو گیا

سنا خدائی اگر مٹنے اسے ہم نہ سنا
ہزار شکر مرا نالہ رایگان نہوا

قارون تو قارون ذرا مجھکو دیکھو
ملتا ہی اگر زر تو کسی دہر نہین آتا

دعوی محفل فروزی سے پشیمان ہو جائیگا
شمع کا منہ اوسکے آتے ہی دھوان ہو جائیگا

خوگر بیداد ہین کیا اوسکی گردش سے ہین
جور گردون غمزہ چشم بتان ہو جائیگا

کیا خبر تھی ہمکو مین بیٹھی گا قاصد جو رقیب
جا کی اوس کوچے مین وہ بھی پاسبان ہو جائیگا

ربط دشمن کی کرینگے چرچے خود اونکی جلیس
نطق تم چپ ہی رہو آپ ہی عیان ہو جائیگا

آغاز عشق مین وہ جو کچھ ہول دل سا تھا
نوبت باین رسید کہ آخر جنون ہوا

ہان ایسی ہی بنائیگا وہ بدمزاج ہے
پوچھی مزاج کیون کوئی بیمار عشق کا

طمع و حرص کو ای نطق نہ پہنچی دیکھا
سینے تمھی کو یہان ہاتھ ہی ملتی دیکھا

مدعی کیا ہین مدعا نہ رہا
قطع امید کی گلا نہ رہا

مجھ مین قاتل مین جو قصہ تھا
ایک سے ہاتھ مین لگا نہ رہا

تم نہ آئے اگر اوٹھا نیکو
لو ترا لاشہ کچھ پڑا نہ رہا

کیا لگاؤ اوسنے لاگ تھی جھگڑا
واہ رے بخت کچھ لگا نہ رہا

تیرے کوچے میں تڑپنے کا سبب آج کھلا
ہی یہ گرد الم ہائی وہ مٹھی بھر خاک
دیکھنے والونکو سرمایۂ سودا ٹھہرا
قاتل سے مدعی ہیں ہی خون کے عزیز
کیا خاک میں نے لطف اوٹھایا شب وصال
کس نیند سولایا مجھے غفلت نے الہی
اب انقلاب ایسا پرورد گار ہوتا
غافل تھا تب بھی سیر عشق میں بیچارہ تھا
کی صدا آتی تھی ہم
جو ہو سیا پسی پیار چھوا
کیا ... پاس شک ... سے
نہ ... چھوٹا تو پھر کیا کروں میں
مزہ ایک پھر ... تکرار میں تھا
مجھ سے وہ روٹھ گیا ہی کبھی من جائیگا
پھر بے سی مری شمع کو ڈھالا ہی فلک نے
اوس شمع تک پہنچی رسائی نہیں مگر
کہتے ہیں وہ مجھے ہو جو دعوی نیاز کا
احسان نہیں سہی نگہ دل نواز کا
ٹھہری جو نارسا ہی تو ہاتھونکا کیا گلا

تھا اسی خاک پر آخر ہمیں بسمل ہونا
جسکے قسمت میں تھا اسی قطع مراد الجھنا
گیسوئے یار شب خواب زلیخا ٹھہرا
بعد انفصال کے بھی بکھیڑا لگا رہا
شب بھر مجھی تو صبح کا دھڑکا لگا رہا
مردہ بھی ہی بے خبری کو نہیں پاتا
وہ دوست دشمنونکا یار رہتا یا رہوتا
اضطراب دل ہی جنبش میں مہ گہوارہ تھا
اور وہ فوج خزاں کی فتح کا نقارہ تھا
جو ضد دید سہی ہو تو دیدار چھوڑا
تجھے تیری عصمت پہ ہی یار چھوڑا
جلن ہے رقیبونکی سو بار چھوڑا
غضب ہے گیا اوسنے انکار چھوڑا
پر نہ اسے بخبر سمجھا کہ تیرا یار ہوا
جلنے کو مری خاک سے پروانہ بنایا
کیا بخت نے پر سوختہ پروانہ بنایا
آسامنی حریف ذرا سنکے ناز کا
ممنون ہوں کاوش مژہ ہائی دراز کا
میں شکوہ سنج ہوں تری زلف دراز کا

قتل منظور ہے تو بسم اللہ
ہجر میں ضعف کر رہا ہی غضب

یہی باعث ہے ان بیتابیوں کا
گرمیٔ رفتار سی ہیں بیابان جل اوٹھا
گرمیٔ نظارہ تو تا ہو تو پگھلا دیجے
آتش فزوں ہی تب غم نے کی ہی شعلہ رو

جاتا ہے تو تسکین دل زار کیے جا
مشق ستم اے ترک جفا کار کیے جا
نہ سمجھو کاہ ہم ہیں کوہ تمکین
حضرت یوسف تو پیغمبر ہے ہو کر رہ گئی

ستم گار رہا نے مائل ہوا
چھیڑ کا نقش کام کرنے لگے

نالہ جو میری سنا تو تم اے بلبلو کہیو
ندیم کا نہ تغافل نہ قصہ خوان کی لا
جو کچھ کیا تری آنکھوں کی گردش نے کیا
شک تھا الفت میں پرا ب ہے اونکے الفت کا یقین
گرمیٔ گریہ سے اشک گرم ہیں چنگاریاں
جان جلتا ہی کا بیتابی سے اونکے روبرو
آخر مرا قلق اثر اپنا دکھا گیا

ڈھونڈھنا کیا کسی روایت کا
یاد وہی تری نزاکت کا

ترا پردہ ہے پردہ در ہمارا
لگ گئی ٹھوکر جو چلتے میں تو دامان جل اوٹھا
یہ تو پکڑی ہی کا پردہ تھا جو یہان جل اوٹھا
داغ نے سینے کو وہ لو دی کہ دامان جل اوٹھا

پھر جائیے نہ آنا مکر اقرار کیے جا
دم مجھ میں ہے یا نہیں سے وار کیے جا
سنبھلے کو وہ سے لنگڑا ہمارا
ان بتوں کے حسن سے دعویٔ خدائی کیا

بلا جان کے واسطے دل ہوا
جسے تو نے دیکھا وہ بسمل ہوا
آ جائیے کھینچ سر منقار ہمارا
دماغ ہی نہیں اب تکو کہانی کا
عبث گلہ ہی مجھے بے اسمانی کا
بی یقین پہلے سے تھا اب گمان ہی گیا
خونچکان جو دیدہ تھا آتش فشان ہی ہو گیا
رنگیا اگر تو تھوڑا سا بیان ہی ہو گیا
رنگ ملال چہرے پر اونکے بھی آ گیا

کیونکہ ہے بوسہ عیب جو گالی نہیں ہے عیب
جب نہیں ہے عیب تو وہ بھی نہیں عیب

انصاف کا ل تجھی ہیں جبین جبین ہے کب
بوسہ میں چھوڑ دونگا تمہاری نہیں ہے کب

ساتھ دم کی ہی برنگ مرغ نیم بسمل اضطراب
موج سان داخل ہی کیت نہیں پیچ و تاب

کیا قیامت وہ قد و رخ لائی ہنگام شباب
شور ہے ہر سو سوا نیزی پر آیا آفتاب

کیا اشارے کیا کنائے یار کی ابرو میں ہیں
کلیات حسن میں یہ بیت دیکھی انتخاب

یا تی پانی اوس رخ رنگین آگی ہو گئی
خود بخود دیکھی لگا گلشن میں گل سے گلاب

نہ بہت غم کھلا تیرا ہے اب
اے فلک خوف اسیلا ہی اب

میری کیا شامت تھی بلوا تا اگر یہ جانتا
سا تہ اپنے میری گھر دشمن کو لائیں گے آپ

کے تھی ہنگام خزان شیخ زمانسی بیعت
پھر بہار آئی کریں پیر مغان سے بیعت

می کی مانند نہ کیچ ای بت می نوش بہت
آ لپٹ جائی مجھی تشنہ مجھے جوش بہت

جائی وہ ماہ کدہر کسکی کشش کامل ہو
مثل ہالے کی ہیں کھولی ہوئے آغوش بہت

پہاڑ کر کپڑی ابھی گھر سے نکل جاؤں گا
مثل نکہت کی او بہار یہی مجھی جوش بہت

یاد آیا دیکھکر اب صبح کے مجھکو شفق
خون رو تا تھا فلک اوس ماہ کی رخصت کے وقت

سو جگہ سے بدن زار ہے بل کھائی ہوئی
ہو گیا لٹ کی غم زلف میں نبض لف کی لٹ

رنگیا پردہ تری لب کا مسی کے باعث
نیل چھپ چھپ گئی بوسونکی اسی کی باعث

کیا کریں تجھکو ستم جبکہ حلاوت ہی نہیں
تو تو بے رحم ستاتا ہے کسی کے باعث

کہیں جو قیس کو لیلی کا سن لیا مجنون
تو پھر کریگا شتر غمزے سار بان کیا کیا

یہی ہے جبین کہ اب بوسہ مانگ کر کہائیں
تری زبان سے مزے دینگے گالیاں کیا کیا

کیا شکوہ کروں ای دل ناکام کسی کا
منہ نوچ لی غیرت جو میں لون نام کسی کا

بنا اپنی قتل کے قابل نہ ٹھہرایا کوئے
کچھ بھی ہوتی ان حسینوں کو اگر قدر وفا
آن ان کی تمکین ہے وہ بھی آفت ہی ہے تک جانیر
یہ تری چال میں شوخی ہی عجب کیا انداز
بہت بوسے ملتے مجھے ایسے ایسے
سینے میں لگی کیا دل آزردہ جانیں
قیامت ہی دلفریب جلوہ کسی
کہیں جائی جو وہ زلف تو ہیں [illegible]
دل میرا جلانے لگے پھر داغ چمک کر
باز دکو نہ جلا دو بی تکلیف دوبارہ
یہ تیغ میں ہے نقش نفس کا اشارہ
عاشق و اہل ہوس کو قتل کر پہچان کر
ہم یہ سمجھے کہ کتنا ہی ہنسے ہے ظالم
ہجر کے فرقت میں سر بستر میں تڑپا رات بھر
ہاتھ مقتل میں لگا جو قاتل دو چار
بوسہ بازی ہی ہے بخشش کے سمجھ لیتے ہیں
باز و تیغ کو جس سے تڑپ کر جیا
آیا ہوں میں آپ ملا یا ہی نہ تھے
ای وحشت دل اور کہیں گھر سے نکل

جو تنہا قاتل ہمارا ہو گا خنجر کھینچ کر
تو مجھے وہ مول لیتے اپنا زلف پیچ کر
مجھ سے ایک انداز میں ناز میں اٹھکیلیاں نہ
نقش پا چلنے لگیں کشتہ آن ہو کر
جو بنا ذرا بھی عرض دل کو کھا کر
جو چھیڑ ہو گی رو دیں ہم منہ بنا کر
[illegible]
بھیجا ہی تیغ کا ہاو کا بل رات [illegible]
[illegible]
[illegible]
منزل جو قریب آئی تو بیٹھے ہیں لپک کر
تھکے لیتے قریب زار دل چھوڑ کر
تعلق اونسی تو چہرہ پھیر دی گردن
ہچکیاں لیتی ہی تصویر دیا رات بھر
مردہ دن بیٹھی ہی ہوگئی تو بسمل دو چار
کبھی دو چار ہیں باقی کبھی فاضل دو چار
کچھ جگر کے قاتل ہی بسمل دو چار
بیتابی دل لائی ہے مجبور یہاں پر
آئے سائی ہی ہیں جو یہاں پر

تشبیہ رخ یار سے ممتاز ہوا گل پھر
دوست شہسوار ہین ہمنے عنان دل
ہم عشق نگاہ کی کیون آرزو کرین
خندہ وچشمک عیار مین تھی ہم شامل
اونسے یہ سوال بوسہ لب
دشنام ہمین ہی جاے لب
آرزوے دل ہے ہم جان کا ارمان ہین ہم
[illegible] رکھتے ہین ان ہم
[illegible] آئی گل [illegible] عشرت
[illegible] [illegible] ہو ہم
[illegible] ناز سے [illegible] حبیب
انتظار کی نہ وصل کا اقرار کرو ہم
بیٹھو نہ سر راہ سبیل سکے نہ رکھو
ہم جو وضعدار تو ہم بھی ہین وضعدار
لکھا دل [illegible] جانان تیرا ہم سمجھتے ہین
بتا دین ہم نہین ہیں ہمین کیا ہم سمجھتے ہین
بھلا قابو مین لاکر وعدہ [illegible] ہین
نہین پاتی ہین گوزرین تمہاری تو نکی لیکن
تو زات مین پڑی ہین [illegible] چلتے ہین

ابھی ہی باندھے کا گلستان مین ہوا گل
بس ٹھوکر وہین آگئی تاب توان دل
ہمکو بھی کیا برا ہے غم جاودان دل
اسمین ابجا تھا شریک اومین بھی ہم شامل
ہے حسن [illegible] اتنی شام
[illegible] عدو کو جاتی شام
[illegible] ہو دل مین پیچان ہم
کیا جا نہین سکتی ہین تصویر جان ہم
ہنس بولو دو چار دن [illegible] ہم
جائین گی اور لائین گے جو فلک [illegible]
غمزہ بیکار او [illegible] ہین خاطر کے ہم
بے آس [illegible] کی جو انکار کرو تم
ضائع نہ ہو [illegible] شربت دیدار کرو تم
تمکو جفا کی پیچ ہی تو ہمکو وفا کی شرم
ترے آگے مسیحا کو بھی گونگا ہم سمجھتے ہین
تمہارے نقش پا کا خاکا ہم سمجھتے ہین
ادھر [illegible] تیرا فقرا ہم سمجھتے ہین
عدو [illegible] کہتے ہوا تا ہم سمجھتے ہین
آنکھونکی پتلیان نہین پتلی حیا کی ہین

یا رخ میں تھا وہ جوش طراوت شباب میں
دیکھکر نمک ہمین وہ ہوس کرتی ہین
نہ چھیڑے نہ سہی جانی ہے دلدانی کو
علاج اسکا کرینگے خضاب عیسے کیا
لکھی تھی بخت مین عاشق کی فر بھی شاید
جو دو روہی مشتاق لوگ آنے ہین
شکر ہے کیا سکھے مین نمک ہے کیا سمجھ مین
بٹتا بی مین بھی ہے کشان ہر ایک جوبن کی
شیوہ تقلید مری طبع گرامی کا نہین
اگر اوس حسن عروسی گل کی بانو نسی حال الون
جاتی ہی بیری ہو گئی بے رونق انجمن
پوچھو نہ انتظار کے لذت کو وصل پر
وہ گور یہ ہمین آپکی شرمسار کرین
آرزو اوس بت کی فیض سے ہم رکھتی ہین
لاگ ہے وہ اوسی ہو کہی ہین ہین جا لالا نکہ یہان
آہ کا لا منہ ترا صبح فراق
شرار آہ نے جا کر یہ خ مہر حنا فشان
تمہین مثل صنوبر خوش قد و ہین سرفرازی ہے
لڑواکی سر بزم غضب ہاکئین آنکہین

یا ابر محیط جھکی کو تل مین نمک نہین
ایک بوسہ ہو تو ہم قند سے دل کرتی ہین
محیط خون مری چشم نم کے پردے مین
جو میری موت ہی آئی ہو غم کی پردے مین
ہوئی ہی شکل ہلال کو درم کے پردے مین
کوئی تو پردہ نشین ہی حرم کی پردے مین
زمانی بھر کے گویا خوبیان سب جمع ہین تم مین
مگر کیسی ہین ا وہ جوانی پر مغ خم مین
جرعہ کش شوق مین خمخانہ جامی کا نہین
دہن مین گفتگو کچھ کری تو منہ مسل الون
گویا کسی چراغ مین کچھ نور ہی نہین
وہ ہین مصر مگر ہمین منظور ہے نہین
کہ جان بھی تو نہین پاس کیا نثار کرین
ابر تصویر ہے امید کرم رکھتے ہین ✢
بید مانجی ہی لگاوٹ کی بھی تاب نہین
یاد و اسی شام تم مین کہان
لگا باد و دل فی ات کا جل چشم انجم مین
حسینوں مین یون ممتاز جیسے ماہ انجم مین
ایک ایک کو ایک سے لڑوا گئین آنکہین

اسد ہم جو توفی کی طلب بوسہ پہ خمین
وہ کہا وہی جو کھینچے تو کیا کر بیٹھے بس ہم
فرقت کی شب جگاتی ہی یا داوسکی آن کے
فریاد وزاری وکشش وکوشش وقلق
نگھین آنکہ کی چرانے سے
تری غفلت سوا سے تغافل کیسہ
گھر بھی جانی ہین مسیرہ بھی نکالی ہین
جی ہی ہین ماہی آج کہین آنکھیسی
زخمی ہی زخمی نظر آتی ہین اسی پردہ مین
دیکھو جواب آہ کا وہ واہ سے ہمین
زاہد ترا برا ہو کہ کیا تو بہ شراب
تیری برق حسن سے بیکار آنکھین ہوگئین
تیر ہی پار ہو گئے برگشتہ مژگان ہوگئی
وہ نگاہ ناز ہی ہر کیسی تیغ آبدار
جہان کی بوسے طلب کچھ وہین کی نہین
یاد آگئی ساغر کیسی آنکہ کی گردش
صحبت آلودگان مین پاک دامن پاک ہین
ہائی جب آنکھون نے دیکھا رخ نگین سوان
وعدہ وصل مین عشاق کی عمرین گذرین

جی چاہتا ہی لی لون تری صدقی پھرین
کیسی آہ سی ڈرائی جس مین اثر نہین
تکیہ وہ گدا ساری زیر سر نہین
ای بخت بد کسی مین ذرا بھی اثر نہین
اور بھی دلمین جا او تری آہین
آخر وہین جوان مرے ہی بیتی
کچھ جوانی ہی اچی چاہتی جاہین کے ہین
ای کس ناز سی چار نگاہین کہین ہین
کن نگاہون نی یہ دیوار ہین ہین کی ہین
بولی ڈرا رہی ہے اسی آہ سی ہمین
محجوب کر رہے ہین شب وہ سے ہمین
دیکھا تو خیر برا ہے یار آنکھین ہوگئین
اونکی نظرین پھر گئین بیزار آنکھین ہوگئین
کرد یا بیس مات وہ جب چار آنکھین ہوگئین
سنو جی بس تمھاں ہم اب نہین کی نہین
ای باد کشو بات مجھی لینا کہ چلا مین
خاک بھی بہانہ آئی چادر مہتاب پر
اونکا یہ حال ہوا تو وہ روتی ہین برسون
آپ بیدار ہے تمھین سوتی ہین برسون

اے پری سیر کو ہاں تو بھی ہے آ لب بام
رشک اغیار ہی واسطے شیطان بنا
نہیں ہے حرز معین پے تپش دل کو
تمام عمر رہا صدمہ اوسکی کھونے کا
کشش سے قیس کے لغزش میں پای ناقہ ہے
اشک و آہ سے ہوا سوز دگر دور ہے آگ
اتنی بندش ہے مگر نہیں چھٹی وہ گلے
ہے عجب فلک ستم عیار کو
سن لے نالی جگر بیزار کو
یہ لب عناب سے لب سے ملا دو
کہاں کی شرم اب جلوہ دکھا دو
عبث بوسی کی نہیں ہے تکرار
یہ ہے شب وصلت کسی کی ہاں بہر کے
بلبل میں یہ خاموشی نہ مزے سکر
دور ہو چشم بتا نکا تو جہان بیمار ہو
قہر ہے صبح کو کیا جانے کہاں کی جائے
وہ جو پہنچی باغ میں تو سرو اوٹھی تعظیم کو
جہان کو روندے رکھے گا ایسا مان نکرو
وزدیدہ نظر یا تو چرا لیگئے دل کو

جوش وحشت نے بنایا ہے تماشا مجھکو
جنت کوچۂ جاناں سے نکالا مجھکو
اصول قفص کی حاجت نہیں ہے بسمل کو
جگر کو پکڑی ہے ڈھونڈھتی پھر دل کو
ذرا سنبھالی ہو کے ساربان محمل کو
چار عنصر میں ہی جسنے بنایا دل کو
جب سے اب ہو گئی غفلت دین پا پا دل کو
ناز بیجا کی کیا مجھ سے امر کو
ہاں ذرا تشنۂ دیدار ہوں
مریض عشق ہوں مجھکو پلا دو
تکلف برطرف پردہ اوٹھا دو
بہت روئی لگی [illegible] دو
چمن میں تم جو آ کے ہو [illegible]
گو یا نہ ہے باغ میں تماشا سیکو
جو نظر پڑ جاے وہ تار نظر [illegible]
آنکھیں ملتی ہوئی سو کے یہاں آئی ہو
لیئے دوڑی ہوئی گل شاخیں چمن میں تسلیم کو
سمند ناز کو تم مطلق العنان نکرو
یا آنکھ لگا دیکھی لگا لی گئی دل کو

دونا لگا دی جیب میں کوئی رکھہ
آیدل ہے خیال یار موجود
ظاہر ہو سوزش درونے
باقی کے مجھے وہی کچھ تو ہوے
شوق دیدار پریشان نظری سے عیان
جیسکہ انگڑائی میں اوٹھا تو ہوا دار کا ہاتہ
کیا کہا شگفتہ یہ گل آئے تھے وہان سے
تیرے فرقت زدوں کی صبح نہیں ہوتی ہے
ہاں یہ ہجر کے دن وصل کی شب کی بجگے
رہ جائینگے دل یکہ کمان نہ باندہ
تمنے رات لیا ہوگا تجھے یاد نہیں
مجھ سے کیون کوسنے پہ نکلے ہاتہ
بیرحم شمع وہ بھی نہ آنسو بہائے گی
بھولا سا لگتا ہے لیکن غضب آفت ہی
قاصد سے کہا پڑیگا میرا خط شوق اوسنے
وہ سناوسکے شوخی دہر بھی گئی
یہ کاہے کو لمین گرانی سے ہے
ذرا سے تکلیف میں اوس شوخ
نہ لب تک بھی پہنچے تو آہ ضعیف

ایدست جنون پھر لگی رکھہ
فرقت میں بھی دل لگی رکھہ
یہ آگ دلا فرا دبے رکھہ
فی صد کمین قائم ایک ہے رکھہ
میری آنکھیں کھو دیتی ہیں کہ سید بہ سیدہ
ہاتہ خالی ہی ترا ہے کوئی تلوار کا ہاتہ
مرجھائے ہوئی جاتی ہیں اب باغ جہان کی
مر رہی نیند تو موت آئی کہان سوتی ہے
ای فلک مجھ سے تو لیتا ہی ہے کبکی بجگے
کسکے جوڑا تو خدا کی لیے ایجان نہ باندہ
میں کہان لو سکیان خیر ہے بہتان نہ باندہ
فرہاد کا اب دب گیا پتھر کے تلے ہاتہ
پروانے تجکو اپنے جلانے سے فائدہ
تھوڑا اندا دے سمجھو تک گ میں شرارت ہے
کچھ خبط سا مضمون ہی مہمل سے بچا رہے
وہ جب اوڑ چلے تو پری رہ گئی
مگر کوئی حسرت مرے رہ گئے
سجاوٹ دولہن کی ہری ہو گئے
وہین لگی دل میں ارے رہ گئے

مرجان کا پنجہ دست حنائی سے پھر گیا
ہوتی ہیں اہل نظر سے وہ دم نظارہ ترش
لگا آکے دل پر کرشمے کا تیر
برنگ اشک ہے خون خشک تیری شست سے
دل بیتاب پھراتا ہے مجھے پہروں
صبح ہوتی ہے شب وصل کچھ ارمان نکلے
جوبن سے ہی اب چمک ہے نہ دمک ہے
الاماں تیری کسکی آتش رخسار کے
آتش حرمان ہوئی کچھ دلمیں ایسی مشتعل
مانگی ملے جو تخت سلیمان بھی کبھی
بوسے کی بات ہے جو ہوئی ہے گفتگو
مایوس وصل کر کے نہ عاشق کو در بدر
آپکے ناز نے آپکے بیداد نے
لطف دیتی ہیں نیا ہر دن ملاقاتیں مجھے
اس میں کھو جاتی ہیں سب کچھ اپنی با مذاق
دیکھتے ہو گیا پھر اپنی نکتہ سنجونکا کلام
نکہت بھی گرد تن کی لطافت کے سامنے
لو شنۂ جسمیں خرچ ہو کچھ وہ نہ دے سکے
ایسی سوچ مرا ٹھنا لو گنا ہوتا ہے

اب تک تو وہ بلائیں گے کوئی غضب سے
چاشنی دار ادونکا گویا شربت قند ہے
وہ ابرو چڑھے یا کمان کھنچ گئے
گھٹا ہے دم کسطرح دلمیں الہ سطوت سے
ہاں جہان پر یہ مصیبت زدہ ٹھہرے
بہت ایمان نہیں ہوتی کہ ان نکلے
لگا تو نہیں نہ وہ لوچ کمر نہیں نہ لچک سے
وقت نظارہ نگاہ وہی مژگان جل گئے
سیکڑوں ہی حسرتیں لاکھوں ہی ارمان جل گئے
تو جاؤ نہیں ضرور پریشان کبھی کبھی
بولی کہ زور نہیں ہاں کبھی کبھی
ظالم کبھی کبھی نہیں ہاں کبھی کبھی
آپکے ناز تراش آپکے ایجاد نے
ہیں نئی معشوق کی باتیں کہاتیں مجھے
بوسۂ لب تازہ تازہ اور صلواتیں مجھے
نطق تازہ خلق کے منہ سے سنو باتیں مجھے
میلے کچیلے پھول ہیں نکہت کے سامنے
قارون کیا خسیس ہے حضرت کے سامنے
کیا تغافل سے تلافی جفا ہوتا ہے

تکلیف شب غم کے ہزاروں کو خبر ہے
معلوم فرشتوں کو بھی تاروں کو خبر ہے

انکار نکر نقش قدم ہین ترے شاہد
غیروں کی یہان جانی کے یاروں کو خبر ہے

اچھا نکہین مدعی ای خلق تو غم کیا
کب میری فصاحت کی گنواروں کو خبر ہے

آغوش مین آؤ ہمی مشتاق ہین صلکت کی
بس ہم سے نہین اوٹھتی اب نازنزاکت کے

کبھی وہ جو ہو کر مزارون مین گزرا
تو مردی جاتی وس مسیحا کے پیچھے

اثر کیا کرین نالے بے سنگدل پر
او چپٹ جاتی ہین تیر کلا کی پیچھے

مری چشم تر ابر دا وسکی بی گہی
پڑی ہاتہ دہوکر جو دریا کی پیچھے

ہجوم تمنا نے ہمت دل کی کاٹی
پڑی ہین یہ دوان دانا کے پیچھے

محبت نی مجھکو بنایا ہے سایہ
مین ہون ہر جگہ شوخ رعنا کی پیچھے

نالے کے ساتھ عشق گل تر مین جان دے
بلبل یہ بات نام کی ہی حوصلی کی ہے

غیروں کو منہ لگا کی نہ کرنا تھا بے ادب
خوبی حضور آپکے یہ چوچلی کی ہے

آغوش مین شوخی کی ادا اور ہی کچھ ہے
بوسی مین بگڑنی کا مزا اور ہی کچھ ہے

بیداد کو روتا ہون کہ ایما ہی عدو کو
تم سمجھے ہو کچھ اور گلا اور ہی کچھ ہے

وصل کی رات دراندازو مخل تھی کتنے
ایک از انجملہ یہ مردار نزاکت بھی تھے

تو اپنا بوسہ پہیر دو دل میرا پہیر دو
مجھکو بھی گون نہین ہے جو مہنگا ہے آپکو

ای جذب جاکی او نکی تو بعد از سلام شوق
کرا التماس چلئی بلایا ہے آپ کو

کہلتا ہی ہر نگاہ سے طومار انتظار
کچھ اندنون مرے سے تمنا ہے آپ کو

رنگ اوس پری کے گالکی سا ہی خلق آگیا
میری غزل تو کیا ہی یہ خوبی گلی کی ہے

مری گہر جیدہ جو اسباب ہوتی
فدائے آمد سیلاب ہوتے

٢٢٧

دو نسبت مجھ سے ہم آشنا ہے
ضعف نے چھوڑی تاب اضطراب کی
سوتا نہیں ہے کوئی فرقت زدہ نصیب کی
فرقت کی شب ہزار گن گن آفتیں ہوئے
ابتری تک دونگی ترے لب رسا کو پہنچ گئی
بیٹھا جگر میں پہلوئے دلکو لئے ہوئے
آئینہ دیکھ کے وہ منہ چڑاتی ہیں
ہونگے کوئی جیتے ترے چشم عنایت
دلکو پسند اے ستم ایجاد ہو گئے
کیا اونکا نظارہ ہو سر کئے ڈھ گئے
اللہ ری آشفتگی بوسہ شب وصل
مبادا اگر ان گوش نازک ہو
تری رخ کی آگے نہ چھپیگا کوئی
چمن میں وہ شوخ سنگ لئے
ای گل آ تجھکو اوسکی لگا نہیں
گدگداتا ہے مری دلکو خوشا لطف فراق
سمن گل میں کہاں چل تو صبا کیا جانی
جھلاسنتے ہیں غفلت سے گرنا ہی نطق
غروق جسم سے جیسے کہ جان ہے

جسم کی کم ظرفی بھی ظاہر جام سے
واہ کیا بیٹھے ہیں ہم آرام سے
تنگ نہانے مرے ہیں سب آج او کرکے
مرتا ہوں اے ستار دہم کو گواہ کرکے
لیکن نہ پائی پائے عاشق کو تاہ بخت نے
مارا تمہاری تیر کے طرز نشست نے
اللہ رے غرور کرشمے سے ناز ہے
دیکھی نہیں ہے نگہ قہر و غضب سے
پیدا خود تلافی بیداد ہو گئے
گرکے سے نظر رخ میں نزاکت کی [illegible]
ملے رہے پہروں ہی لب صبح [illegible]
ہوتی بالا نارسا چاہیے
دو کا نہیں ہے پھول شرقی انگلی
نامی طاقتی نزاکت کے
سپر کہلائیں ہم لطافت کے
کچھ تبسم سا جو ترے لب خاموش [illegible]
نازکی وہ ہی جو اوس گل کے بردوش [illegible]
دل میں خلکت ہی اشعر گر گوش میں [illegible]
فراق میں رگ رگ یہ مسے خواب [illegible]

[illegible]

اودھر ہین عاشق مزاج مضطر ادھر بلبل کو ہو آرام
خدا نجانی کہ شمع کو کی تھی جو ہمکو کس بلائی
جاہیے اگر ضد اوسکو خدا اسی لیئے
الہٰ دیتے تجھو دی اکہ یہ تاکید سے
بہت نازکی اونکی کمر ہو گئے
رقیبو سے جو ہین پیام وسلام
لب شکر ہین کہ یہ تا ہیں
شرا جو و وہ عاشق سراوار
گل آرزو ہے دلدار ہے
محبت کری کیون وفا کیون کرے
نہ ہلے ہے جو تیری بات ہے
کمر اونکی کہ ہے طلسمات ہے
بدن گو ر الکو الستی یہ لطف
جوانی مین گالون ہو اور شوخ کی
جا ہے پرجا سے تری خنجر کو
عیش راحت ہے تری ابتدا ہے

اگر اس کا حسن شباب نکھر چمن مین باد بہار آئے
اگر روح بعد فنا بھی شکل سنگ بہر مزار آئے
کہ سنجے جو آفتاب تو شبنم کو بہ سلے
ہمکو سنا ہو جو ہمارے خبر سلے
مجسم نزاکت کمر ہو گئے
ہمین حضرت اونکی خبر ہو گئے
جو نے چھوٹے گئے تنگ ہو گئے
نہین ہی وہ تو بھی گنہگار ہے
نہ سال تمنا ف دیا ہے
سبھی طرح عاشق گنہگار ہے
تری منہ کے گالی بھی صلوات ہے
دہن بے نشان ہے نہ بات ہے
او بدن اور شب طلسمات ہے
وہ رنگت نکالی کہ گل مات ہے
ذوق مر کے لہو کے ساتھ ہے
زخم لگتے ہین ترے تلوار کے

وہ مرا نالہ اگر سنکے تغافل نکرے
جانتا تو ہے وہ دل مین مجھے عاشق لیکن
التفات اوس سے کسی سادی کو باور ہو گا

ترکے رحم تو اتنا تو مجھے غافل کرے
ابنی کیا آن ہی کو دیکھ جو تجاہل کرے
جو کسی جا بھی عاشق سے تغافل نکرے

اون گیسوؤنکی آگے بونافہ چھوڑ بہاگے
سودائیونکی تیری بس آگ سی بہری ہے
غیروں کا منہ تہا گہر سے تیری جو کرتی ناہر
رو دہوکی جل جلا کر آخر کو تجہہ سمجھا کر
جال اس کی ہے کہ چشم نقش پا ہی تک ہے
کیا گیا تہا ہمکو نازکہ روزہ نماز ہے
ہان نہ بگڑو کہ جانتے ہین سب
ہرچند میرا دل تو چرانا صواب ہے
وہ سنین یا نہ سنین پر غم نہیان کہیے
اوسکا احسان نہین بوسی جو دو تین لئے
تان خرابی مین ہے اوسکا تیر نگہ
اسی مین تل ہے انتخاب نہین
شب وصال تمنای ہمکناری پر
ہمین ہے آرزوی بوسہ آہ اوس لب سے
نازک کمر و تنگ دہن ہین وہ غضب ہے
مین لاغر تو کب کا فنا ہو چکا
واہ وا کیا تازہ پانی خنجر قاتل مین ہے
بخت مین دو تونکی لیون تو جیسے جلنا ہی لگا
ہر نگاہ تازہ نگی ہوس جو روش کی دشمنین

آہوی نافہ نکلے آہو ختن سے نکلے
کہولی گئین جو فصدین شعلے بدن سے نکلے
کس نے ہمین نکالا ہم خود چلن سے نکلے
مانند شمع مردہ اوس انجمن سے نکلے
رنگت ایسی شوخ ساقی کا گلابی رنگ ہے
ٹہنڈی ہوئی وضو جو سنابی نیاز ہے
ایک ادا حسن کے عتاب بہی ہے
پر جان مین یہ چوری کی عادت خراب ہے
جو تمہیں دل کی تسلی کی لئی ہان کہیے
تمنے کاہی سے ہنسی اچی جیبین سے لیئے
بخت خانہ خراب بہی ہے
نقطہ لاجواب تو ہی ہے
سہانہ ناف کی ٹلنی کا ہی کمر کے لیئے
جگہ نہین ہے جہان خال مختصر کے لیئے
آغوش کی کون کہے ہین بوسے کی ہے سب سے
بدن آفرین ہم یارون کا ہی
اوسکا زخمونکو مزہ زخمونکی لذت دل مین ہے
شمع تو مجلس سے ابہی ہی اوس محفل مین ہے
جو نہ نکلی آہ نکلہ سی وہ بہی ہماری الفین ہو

لمعۂ شمس الضحای فصاحت شعشۂ بدر الدجای بلاغت اعنی تقریظ کلیات نطق نتائج فکر فارس مضمار فہانت منشی حافظ سلطان احمد صاحب سلطان تخلص خلف اصغر منشی ولایت احمد صاحب تحصیلدار سابق رئیس کاکوری برادر خورد مصنف سلمہ اللہ

الحمد اللہ بھائی صاحب قبلہ کا کیا کلام ہے منتخب و لاجواب کلام ہے حضرت کو ابتدای شباب سے ذوق شعر ہوا تیس برس کے سن تک کہکر ترک کیا خاک اکرم منشی محمد رضا صاحب صبر سے اصلاح لی نکتہ سنجی و معنی پروری کی داد دی بلندی خیال کا عرش فرش پا انداز ہوا زمین غزل کو آسمان بنا دیا بندش چست استعارے لطیف و درست فکر بلند زبان شستہ و دلپسند آمد کی آمد اور روزمرہ و تکرار الفاظ کیا خوب روزمرہ کتنا مرغوب معاملہ بندی ایسی ہے کہ مضامین کی بلندی بھی ایسی ہی کہیں تشدید مستانہ ہے کہیں نعرۂ عاشقانہ ہے کہیں میر و مرزا کا انداز کہیں ذوق و غالب کا رنگ کہیں مومن شیفتہ کا پرواز کہیں ناسخ و آتش کا ڈھنگ کا کٹ الفاظ و معانی کہیں بعض لغات فارسی تک لیتے ہیں پر وہ لغات چوک کر الفاظ مستحسن لیتے کی متروک حدوث طبیعت یہ کہ بندش مضمون کی ساتھ حاضر رسائی خیال یہ کہ مضمون کے ساتھ حاضر کبھی فکر شعر میں وقت نہ پڑی تخلص کی ضرورت نہ پڑی ادہر احباب کی باتوں پر کان ادہر مضمون کا دبیان ادہر بات کا جواب ادہر شعر لاجواب اس بات کو بہت لوگ جانتے ہیں آپ بن فہانت و ذکاوت کو باتی ہیں مثل شعرا نمائش و غرور نہیں یہی وجہ ہی جو شہرت نہیں جب حضرت نے یہ فن ترک کیا مجکو اس فکر نے لیا کہ مبادا یہ مجموعہ گرانمایہ تلف ہو جائے تو پہر کیا لیسی ہیں آئی تردد بدرجہ کمال ہوا انطباع کا خیال ہوا آخر مطبع نامی صبح صادق میں فی الفور چہپا خامہ منشی [illegible] سے تک چہپا منشی صاحب کی خوشنویسی خط کی خوبی کس کس کی تعریف کروں نقاشی یا صناعی کس کس کی یاد دوں خط اگر دیکھو تو جبین لوح نگارین نقش پیشانی ہے جبین ہے الحاصل آج چہپکر تیار ہوا مشہور ہوا پایا قبول خاص و عام ہو حضرت مصنف کا از شرق تا غرب نام ہو تاریخ ہای موزون جو نکتہ سنجوں کی نوک زبان قلم ہیں ذیل میں رقم ہیں واضح ہو کہ کلیات ہذا کی ۱۲۹۲ ہجری میں ابتدا ہوئی اور بوجوہات ۱۲۹۳ ہجری میں انتہا ہوئی قطعات میں جو ۹۲ و ۹۳ کا اختلاف ہے اوسکی یہی وجہ صاف صاف ہے جس نے جب خبر پائی اپنی تاریخ ارسال فرمائے قطعہ

قطعہ تاریخ از حافظ صاحب ممدوح الصدر راقم تقریظ

سبحان اللہ چشم بد دور | کیا حضرت نطق کا سخن ہے
سلطان یہ سال طبع لکھیے | دریا مضمون کا موج زن ہے ۱۲۹۳

ولہ

ہوئی جب تیار دیوان ایسے | کہ ہر لفظ جسکا ہے جان فصاحت
لکھی طبع کی فکر سلطان نے تاریخ | یہ مجموعہ ہے بوستان فصاحت ۱۲۹۲

قطعہ تاریخ نتیجۂ فکر رسا منشی منظور و بیمثال شاعر نازک خیال منشی مقبول احمد صاحب محو تخلص جو برادر اوسط مصنف ہیں

لللہ الحمد انطباعی یافت | سخن نطق سحر بار سخن
لا محو تاریخ محو لبست نگار | مطلع و مقطع بہار سخن ۱۲۹۲
ہوئی انطباع آج دیوان نکلا | کہ جو تاجدار دیار سخن ہے
اگر فکر تاریخ کی ہے تو ای محو | رقم کر ہمیشہ بہار سخن ہے ۱۲۹۲

ولہ در سنہ فصلے

نطق کا کلیات طبع ہوا | طرفہ مجموعۂ بلاغت ہے
سال فصلے یہ محو نے لکھا | جوش پر قلزم فصاحت ہے ۱۲۹۲

ولہ در سنہ عیسوی

طبع شد کلیات حضرت ناطق | اوستاد زمان یگانۂ فن
قلم محو سال طبع نگاشت | کلیات لطیف شعر و سخن
۱۲۹۳ ھ

ولہ در سنہ ہجرت

کلیات ناطق چون مطبوع شد | مشتری آمد عطارد از سما
محو سال انطباعش در رقم | طبع شد این نظم دلکش جانفزا
۱۲۹۳

قطعۂ تاریخ بفکر شاعر شیرین زبان شیوا بیان منشی ممتاز حسین صاحب ممتاز اوز تخم زاد مصنف سلمہ اللہ تعالے

جناب ناطق کی دیوان چھپا جو خوش [illegible] | زبان سے جو کرون اوسکی وصف [illegible]
نشین فکر سے تاریخ لی [illegible] | کلام شاعر شیرین زبان و سحر بیان
۱۲۹۳

قطعۂ تاریخ بفکر شاعر خوش فکر منشی مشرف احمد صاحب اوز تخم زاد مصنف صاحب

حضرت ناطق سے سخنور کا | چھپ چکا آج لاجواب کلام
ہے مشرف یہ طبع کے تاریخ | عمدہ و چیدہ انتخاب کلام
۱۲۹۳

قطعۂ تاریخ بفکر عالم علوم عقلی و نقلی مولوی منشی مظفر احمد صاحب متخلص ابن المنشی عنایت احمد صاحب برادر زادہ مصنف

چو دیدم کلیات ناطق شد طبع | بہ حسن بندش و الفاظ رنگین
نوشتم ای ہنر تاریخ طبعش | زہی گلزار و گلہای مضامین
۱۲۹۳

قطعۂ تاریخ بفکر مولوی سید محمد صاحب ابن منشی عنایت احمد صاحب اوز تخم زاد مصنف

چھپا وہ کلیات ناطق رنگین | کہ جس سے باغ رضوان بھی خجل تھا
ہوئی سید جو فکر سال مجھکو | تو ہاتف نے کہا مرغوب دلہا
۱۲۹۳

قطعۂ تاریخ بفکر ناظم بلند خیال شاعر بیمثال منشی اکرام الدین صاحب رئیس کاکوری یاس تخلص

ناطق خوش فکر کے چھپے دیوان | مشتری ہین سخن شناس تمام
انکی سال انطباع ای یاس | سخن بیمثال گرانقدر نام
۱۲۹۳

قطعۂ تاریخ بفکر عالی منشی الطاف حسین صاحب فیض تخلص رئیس کاکوری

ہی شاہد رنگین سو ضم وہ دیوان چھپ گئے | ارمان جنکی سیر کا ہر نکتہ دان کو تھا
جو بحر ہے وہ نہر ریاض جنان کی ہے | مصرع ہر ایک سرو ہے باغ کلام کا
القصہ جسنے دیکھی اس باغ کی بہار | سو لیلی کیسا جانب سوا اسکا شیفتہ تھا
دیوان ہین کہ وہ چمن باغ طبع ناطق | قربان و ل سے بلبل نظارہ کو ہوا
ای فیض سال طبع کی تحریر کا ہوا | جینہ ہے روح بلبل شیراز کے فدا
صفحہ ہر ایک تختۂ گلشن ہے کھلا ہوا | کلکلیات ناطق کا انتخاب چھپا
۱۲۹۳

قطعۂ تاریخ بفکر بلند منشی کاظم حسین صاحب کاظم رئیس کاکوری

ہوا طبع جب ناطق کا کلیات | ہوئی مشتری قدر دان سخن
تجمی نے دم فکر تاریخ طبع | یہ لکھا ہے گلستان سخن
۱۲۹۳

قطعۂ تاریخ بفکر شاعر نازک خیال حافظ محمد یوسف صاحب رئیس کاکوری

طبع جو کلیات ناطق مقبول جہان | چشمۂ فیض صفا [illegible] ہمہ
سال طبع [illegible] | کلیات ناطق شد مطبوع طبع اہل فہم
۱۲۹۳

قطعۂ تاریخ بفکر رزین مولوی عبد السمیع صاحب خلوق رئیس کاکوری

طبع چو کلیات ناطق [illegible] | زہے کتابی بہ بلاغت بہ لطافت یکسان
گفت سامع خلوق [illegible] سال طبع کلیات | طبع این مجموعہ شدہ مطبوع طبع [illegible]
۱۲۹۳

قطعۂ تاریخ بفکر روشن منشی ساجد علی صاحب ساجد رئیس کاکوری

چھپا گیا ناطق کا دیوان رنگین | ہر ایک مصرع ہی سرو بوستانی
پر انصاف سے ساجد تاریخ | لکھی [illegible] گلشن معانی
کلام ناطق ہے مطبوع طبع [illegible] | بیان [illegible]
لکھا یہ ساجد نے سال طبع | کہ واہ کیا سخن ناطق آفرین ہی ہے
۱۲۹۳

قطعۂ تاریخ بفکر منشی مرتضی حسین صاحب بسمل متخلص رئیس سیتاپور

[illegible] ناطق کا کلام چھپا | [illegible]
[illegible] لکھا سال طبع بسمل نے | واہ واہ نظم دلپسند ہے یہ
۱۲۹۳

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر رسا مولوی سید تفضل حسین صاحب رئیس کاکوری مدرس مدرسہ گوجرا

چو دیدم کلیات نطق ای شوق | شگفتہ گلبن مضمون نوشتم
برای سال طبعش بے تامل | کلام منتخب موزون نوشتم
۱۲۹۲

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر منشی کاظم حسین صاحب رئیس کاکوری

ز نطق نکتہ پرور طبع گردید | عجب مجموعہ نغز و گرامے
بگو ای حلم بہر سال طبعش | کہ نظم لاجواب نطق نامے

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر منشی بہورج راج جوہر رئیس تلہر ضلع شاہجہان پور
۱۲۹۳

چھپ گئے دو لون نطق کے دیوان | کیا سخن کا ہی جوش پر قلزم
لکھے جوہر نے طبع کی تاریخ | شعر ہین تسلک جلوہ انجم
۱۲۹۳

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر منشی ناظر علی صاحب اہلمد منشی سیتاپور جو دہر سہنہ

چو از تصنیف نطق نکتہ پرور | شدہ مطبوع این مجموعہ والا
من ای ناظر برای سال طبعش | رقم کردم زہی گلبین مضامین
۱۲۹۳

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر شاعر شیرین بیان منشی نظام احمد صاحب بیدار تخلص مہتمم مطبع لمع رخشان رئیس خیر آباد

ساقیا جام سرور بادہ بیار | بعد عمری لب بر ساغر آمد
مست گفتار تیغ و گوہر بحر | تا ندید از لب ساغر سخنے بر آمد
سال طبع فکر نمودم دیدم بہ ہوش | قوت ناطقہ ز نطق جوش ذوق فزود
ساقی نامہ سخن رنگ لب آمد | لب ساغر سبنش از لب ساغر آمد
۱۲۹۳

مصرعہ تاریخ نتیجہ فکر یکتا ز میدان فصاحت وحید العصر جہان بلاغت منشی ریاض احمد صاحب مالک مطبع ریاض الاخبار

سراپای خوبان دلکش ادا ۱۲۹۳

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر رسا صاحب طبع ذکا حافظ سید اسمعیل حسن وقار خلف اکبر سید محمد صادق صاحب مالک مطبع صبح صادق

کیا خوب چھپی تار دیوان | دی نطق نے داد خوش مقالی
تاریخ یہ اوسکی طبع کے ہے | کیا طرز سخن کی ہے نرالے
۱۲۹۳

قطعہ تاریخ از نتائج افکار فصیح زمان بلیغ دوران حاجی منشی محمد یوسف حسن صاحب انجم برادر زادہ سید محمد صادق صاحب

دیوان چھپے ہین نطق کی کیا | پاکیزہ کلام سبکا سب ہے
لے شبہ ہے خوب مصرعہ سال | انجم کے زبان ہے اوسکی تاریخ
یہ جملہ کلام منتخب ہے | انصاف کی رو سے خوب سب ہے
۱۲۹۳

قطعہ تاریخ از نتائج طبع خجستہ فرید دوران شاعر یکتا منشی فرید خان صاحب رئیس علیگنج ضلع ایٹہ متخلص بہ شوق

مژدہ کہ از طبع نو کلیات | شگفتہ اقتاد بہ چرخ کہن
غزلی کز ہمین او جلید | رنگ طرب بست بہار انجمن
بشنو از این سخن جانی بسخن | مردہ بحنید لحد در کفن
نطق کہ آن خامہ شاعر بیہا | بسکہ مضامین تر و رنگین و
شوق پی سال صلا زد چنین | تازہ از و گشت مذاق سخن
صفحہ دیوان ہست رشک چمن | جلوہ گہ نان گشت نگار سخن

ولہ

کجائی ای آسمان بیبین بیا بہر نثار پروین | کہ کلیات لطافت آگین بطبع آمد ز حسن تزئین
بجای این انجم درخشان بیار چشم نظارہ نامان | کہ جلوہ گہ بست چون عروسان ہمہ صحنہ نگارین
چہ بیت ابروی ماہ سیما بہ اشارہ دو صد ادا ہا | بیا کہ خال رخ بیاض را تمام اسپند چشم بدبین
ز میکہ بیند نگاہ نقشش بچکد حلاوت ز حرف حرفش | تو گوئی آمد ہمہ بطرفش زبان شیرین بیان مضمون
ز فیض آن قوم ستاد دوران بحرف دو شیشہ سخندان | بجوان صنعتش ہزار مہمان بیاغ نطقش ہزار تحسین
بجمعیت نوا کہ زد زریتا شب قبول کہ باشد سازی یارب | صدای تحسین بود بہر لب ز بین و مجاوز خلق آفرین
بجنجم آمد چو این قمع زر رونی سخن گشت ہمہ جمع | نوشت در بجا ر زرین مطلع چہار طرح کملت تحسین
ز شوق مضمون بہ نطق تحسین کلام ترتیب نظم پروین | محیط مضمون شگفتہ رنگین بیان سید حسین صاحب
۱۲۹۳ | ۱۲۷۶ | ۱۲۹۳

خاتمۃ الطبع از فکر کمترین فرزند حسین مہتمم مطبع ہذا

نوید اہل نظر مژدہ یا اولی الابصار ۔ کہ کیا ہی وہ یہ دیکھو گلشن سخن بہار

یہی تھی وقت یہی خامۂ فن اچہکار	زبان نہی نہ تھا عندلیب منقار	وہ تیری رمز مہ تھی جو دکہاتی ہی اثر	سنتی حروف کی جگہی صورت اشجار
نقاط کی جگہ جو ہوتی تو گل ہوا بر کے	نہ تھی صفحۂ قرطاس تختۂ گلزار	ہو سطر سطر مین گیسوے یار کا نقشہ	ہو خط وہ خط کہ خجل جس سے خط روے نگار
دکہاتی ہین نگہ کو رنگینیان مضامین کے	ہر ایک صفحۂ سطر آئی صاف صبح بہار	بیاض جس ہو تصدق بیاض گردن حور	پری کا مردم دیدہ سواد دیباچہ
تو جانتا ہی یہ کیون تمام ہی تہا	یہ کیا سبب ہے جو سامان اس قدر دیکہا	اگر سنا نہین تم نے کہ آج چھپ کے ہوا	کلام اوس شعرا کی امام کا تیار
کہ جسکو نطق علیہ السلام کہتے ہین	تمام پیر و جوان ہر سب صغار و کبار	عنان عشق مین سب سیر کر بجانب شہر	کرون جناب مصنف کی مدح کا اظہار

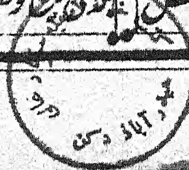
تماشائیان نیچا نگاہ کہان ہین ادہر تشریف لائین یوسف عزیز مصر شاعری کی گرم بازاری ملاحظہ فرمائین شاہد سخن زینت دہ بزم عشرت آرا اور نگ نشین اقلیم شہرت ہوا ہے خوان نعمت تصنیف مہیا ہے مائدہ خوار ونکو صلاے شعری ہے شعری یمین شعری شام نذر دکہاتی ہے نثرہ عقد ثریا نثار کو لائے دبیر فلک قصیدہ مرصع کہکشان تہنیت مین سنانے آیا ہے زہرہ و مشتری نے نظم فلک کے گانے کا نقشہ جمایا ہے شمس و قمر تثلیث اور تسدیس کی چیتین مبارکباد مین سنا رہے ہین انجم ثوابت فرد انتشار سے وجد کا عالم دکہا رہے ہین نثر طائر چتر زرین کی جا سائہ افگن ہوا ہے نثر واقع فرش پا انداز بنا ہے مسدس جہات مین غلغلۂ شادمانی بلند ہے رباعی عناصر اس نوید سے خرسند ہے ہر فرد بشر قطع زمین پر مسرور ہے امن بہجت و انبساط کا شہرہ دور دور ہے آب ہم اس دلبر راز کے چہرے سے نقاب تمہید اوٹہاتے ہین ناظرین اولی الابصار کو شاہد سخن کی جلوہ آرائیان دکہاتے ہین تو سنو کہ وہ شاہد رعنائی سخن کلیات نطق علیہ السلام ہے واہ سبحان اللہ کیا کلام ہے کہ ہر شعر او سکا قابل تحسین ہر بیت دلپذیر ہر غزل از مطلع تا مقطع مرصع رباعی کا ہر مصرع چار مین مصرع ہر قطع خوش قطع گویا زبان ہزار داستان قطع کرتا ہی ساغر مستان معنی سخن پر کیفیت سے بہرتا ہے ہر مصرعہ بادہ سخن کی ایک بوتل ہے سمجھ کا بل ہے جسنے ایک جام پیا مست و بیخود ہوا حلاوت پسندان مذاق درست کی زبانو نپر مدتون مزا رہا جو اس نشے سے محروم رہا حسرت و افسوس رشک و حسد مین مبتلا رہا دیوان اول جو معنی بند ہے حاشیہ پر اور دیوان دوم جو عاشقانہ ہے متن مین لکہنے کا التزام کیا ہے حاشیہ کے دیوان مین ہر غزل کے آغاز پر قافیہ و ردیف جلی قلم سے لکہ دیا ہے الحاصل اب یہ مجموعۂ حسن و خوبی مطبع سید محمد صادق صاحب کیل سرکار صبح صادق نام مین سید محمد جعفر حسین صاحب ادر حقیقی مالک مطبع و منصرم جملہ کار جانجات کی سعی و کوشش و جانفشانی سے چہاپا گیا افضال ایزدی سی ماہ اگست ۱۸۷۶ع کی اسی تاریخ کو ختم کو پہونچا یارب یہ کلام مقبول ہو مصنف صاحب کی فکر کا نتیجہ محنت کا صلا حصول ہو قطعہ تاریخ اردو و فارسی جو راقم نے موزون کیے ہین ذیل مین لکہ دیے ہین

للہ الحمد چہپ چکا احسن	حضرت نطق کا کلام تمام	بہر تاریخ طبع ہاتف نے	یون کہا بی نظیر ہے یہ کلام ۱۲۹۳

ولہ در فارسی

لطبع آمد چہ کلیاتے کہ نیست ثانی او بعالم	ببین ز رنگینی مضامین بصفحہ صفحہ شگفتہ گلشن
ز سعی و جہد بنان خامہ چو ختم گردید انطباعش	ہمانی تاریخ وقت فکرت بیتم بالخیر گفت احسن ۱۲۹۳ھ

تمت



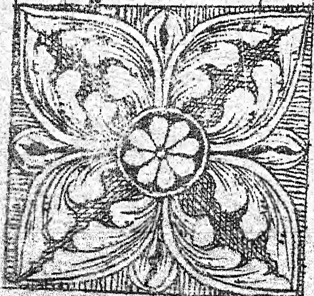
صحت نامہ اغلاط دیوان دوم جو کہ متن مین ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۳	پڑہین	پڑہین گے
۶	۴	مصنف	منصف
۷	۵	کہے کو	کہئے تو
〃	۱۴	پاجاؤن	پاؤن
۸	۲	چاہتا والا	چاہنی والا
۱۲	۱۱	خیال تنگ	خیال ننگ
۲۰	۵	قاعدہ وہ الخ	قاعدہ چلتا نہ وہ غالب [illegible] کا
۲۲	۴	روز	زور
〃	۱۹	فریاد	فرہاد
۲۸	۵	عمل کا	عمل کو
۲۹	۹	بس دم نکل گیا	بس ہے کہ رہ گئی
۳۳	۱۹	جہوکے ساتہ	جہونکے کے ساتہ
۳۴	۹	جانان	جانان ہین
۳۵	۷	ڈوڑا	دوڑا
〃	۱۴	اک	ایک ایک
۳۶	۱۹	چکھنے کا	چکھے گا
۴۳	۱۳	حیاطرح	حیا کی طرح
۴۵	۱۱	لازم سے	لازم ہے
۴۹	۱۹	باصبا	باد صبا
۵۰	۱۵	ترکو تکو	ترکو نکو
۵۴	۱۷	جان ہی تہا الخ	ایک آہ کہینچکر تب فرقت مین [illegible]
۵۶	۱۲	لوٹا	لوٹا
۶۰	۱۷	جلوہ بازی	جلوہ یاری
۶۴	۱۳	کہ یہ ہے	کہ ہے
〃	۱۴	کیمای	کیمیای

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۵	۱۴	سپوچاک	پیرچاک
۷۷	۱۵	بچہوڑا	بچھوڑا
۸۳	۲	کیون مجہے	کیون بجہے
۸۶	۱۱	گہرین	گہر گہرین
۹۲	۷	یہ ظلم ہین	یہ ظلم ہے
۹۶	۲	تار ہین	تا ہین
۹۹	۱۹	الکہون	لاکہون
۱۰۶	۱۷	تم	ہم
۱۱۳	۱۲	بیوفائی ہے	بیوفائی سے
〃	۱۹	نفل	نقل
۱۱۳	۱۲	جودشب	جوشب
۱۲۶	۷	الیسو	گیسو
〃	۱۶	لایا	لاتا
۱۲۰	۲	روشن	روشنی
۱۲۲	۴	چارر	چادر ایک
۱۲۸	۳	بنی ہے	بنے ہین
۱۳۱	۱۳	گمنای	گمنامی ہو
۱۳۳	۷	خال خد	خال و خد
۱۴۳	۱۰	سیفے ہین	سینے سے
۱۵۱	۴	زرکہیو	زرکیو
۱۵۵	۱۸	یہہ اپنا	پیر اپنا
۱۵۷	۱۶	تماشا کی	تماشے کے
۱۶۱	۱۰	فرقت کی چوٹ	پتہر کی چوٹ
〃	۱۵	کاکل چوٹ	کاکل کے چوٹ
۱۸۱	۱۶	جفای جور	جفا و جور
۱۸۳	۵	عمر دوزہ	عمر دو روزہ
۱۸۴	۱۰	تجار	عجار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸۶	۱۳	عام ہے	عام سے
۱۹۰	۱۰	چھٹنے	چھٹے
۱۹۴	۴	جمیت	جمعیت
〃	۱۳	نبجے	سجے
۱۹۸	۲	حسشر درد	حسرت درد
۱۹۹	۴	گار گر	کارگر
〃	۱۰	پہونگ	پہونک
۲۰۱	۲	حمایت کر	حمایت کو
۲۱۱	۱۰	جب پوچی	جب پوچھی
۲۱۷	۱۹	جورہائی	جور سائے
۲۱۸	۱	ڈہبوہنا	ڈہونڈہنا
۲۱۹	۶	رنگین آئے	رنگین آگئے
۲۲۰	۶	رووہین	رودیئے
۲۲۱	۹	بہارآئی	بہاری
۲۲۲	۱	جہکنے	چکنے
〃	۱۹	اٹہا کے	اٹہا کے
۲۲۳	۱۱	رستے ہین	رہتے سے
۲۲۴	۶	جہنے	جنے
۲۲۷	۱	ہزار ونکون	ہزار ونکو
۲۲۸	۵	پائی پائی	پائی
۲۳۰	۱۰	کاہی ہی	کاہی کو دے

تمام شد صحت نامہ اغلاط دیوان متن



صحت نامہ اغلاط دیوان اول جو کہ حاشیہ پر ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۸	قند مکر	قند مکرر	۸۱	۳۱	ڈرانداز	درانداز	۱۶۹	۳۶	بھر وہ	وہ پہر
۹	۸	چل گیا	جل گیا	۸۳	۳۶	سزوار	سزاوار	۱۷۳	۱۵	دندن	دندان
۱۱	۲۶	جاری خاک	ہماری خاک	۹۸	۲۹	ہوں آگاہ	نہ آگاہ	۱۷۴	۸	واسطے	وصف ہو
۱۲	۲۸	اسنام	اصنام	۱۰۲	۲۹	لا	ہم آفرنگی	۱۷۶	۱۵	دکہاتا	دکہائی
۱۴	۲۱	گراوٹھے	گرہ اوٹھے	۱۰۵	۴	بیداد	بیداور	۱۷۷	۳	یوں ہا	یوں کیا
۱۹	۲۳	کسدام	کسدم	۱۰۸	۳۳	رہا چہری	رہا ہی چہری	۱۸۷	۴	خدالو	خدادی تو
۲۱	۳	سروصنوبر	سرو و صنوبر	۱۱۵	۵	دلبر	دلبر کے	۱۹۳	۲۳	آئی	آئی
۲۳	۲۱	آگے	آکے	۱۱۸	۳	جانی بعد	جانی کے بعد	۱۹۴	۱۴	آئی	آنے
۲۷	۳۶	پیرہتا	تڑپتا	۱۲۱	۳	چشم	حشم	۱۹۷	۱۰	چاک	چالاک
۳۳	۲۴	کوکئی	کوئی	۱۲۲	۱۸	پہرآما	پہرآتا	۲۰۰	۶	جیسے	جبتے
۳۵	۳۰	اندہی	آندہی	۱۲۵	۳۵	ہوپیدا	پیدا ہو	۲۰۱	۱	جاگر	[illegible]
								۲۰۲	۳۶	ہلا	نکلا
۴۸	۳۱	خاتمہ	خاتمہ	۱۲۷	۳۷	گلست	گلگشت	۲۱۳		تاریخ الخ	[illegible]
۵۰	۱۳	پڑہائی	سنائے	۱۳۲	۲۸	برگ گل	برگ گل				
۵۴	۱۸	غمیں	غم بین	۱۳۳	۳۶	تو	لو	//	۶	صافیاں	صوفیاں
۵۶	۲۳	غنچہ ترا	غنچہ تری	۱۳۶	۳	دو مردان	دو گہڑان	۲۱۴	۱۴	نکلے	جگہ
								//	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۵۸	۱	شام کے	صبح سے	۱۴۲	۳۰	رسیدکال	رسیدگان	//	۳۷	ظلوم جول	ظلوم و جہول
۶۳	۲۲	خشک تر مزاج	سر تر مزاج	۱۴۷	۳	کو	کوئی	۲۱۶	۱۹	نظر آیا ہے	نظر آیا
۶۸	۲۱	دکہا اباد	دکہا کر آباد	۱۴۸	۲۸	بزنگ سنگ	بزنگ دق	۲۱۹	۲۵	نہیں ہے	نہیں رہے
								۲۲۲	۸	پیچھو تکے	پیچھو تکو
۷۱	۱۰	آفتاد	افتاد	۱۴۸	۲۴	شوخی ہے	شوخی سے	۲۲۳	۳	لب رنگین	لب شیریں
۷۲	۱۳	گلچھرے	گلچھرے	۱۵۰	۱۴	نہیں ہو	نہیں ہوتی	//	۱۰	چھوائی	چھو آنے
//	۲۴	نباہے	نباہے	۱۵۶	۲۹	ڈہاک	دہاک	//	۲۷	چاکی	چاکے
//	۳۶	جہاڑتا	جہاڑتا	//	۳۶	نسرین سمن	نسرین سمن	۲۲۶	۳	خوف	خبط
۷۳	۱۳	فصل	فصل	۱۵۹	۳۵	چوڑاے	چوڑاے	۲۲۸	۳۸	تصور	تصویر
۷۷	۶	بچا	بجا	۱۶۰	۳۱	قسمت	قیمت	۲۲۹	۱۴	کوئی	کچھ نہ ہے
۷۸	۲۷	استخوں	استخوان	۱۶۴	۲۹	جائب	چال	۲۳۰	۱۴	کوئی	کوئی
۷۹	۳۱	ظالموتکو	ظالموتکو	۱۶۵	۳۷	جون	جوان				
۸۱	۲۱	کولو	کولو	۱۶۹	۱	خفان	خفقان				

صحت نامہ اغلاط دیوان حاشیہ تمام ہوا